

دعوتِ دین

کس چیز کی طرف دی جائے؟

www.KitaboSunnat.com



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
قُلْ أَطِيعُوا اللّٰهَ
وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی اربعہ

معدت البریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ KitaboSunnat@gmail.com

🌐 www.KitaboSunnat.com

دعوتِ حسین

کس چیز کی طرف دی جائے؟

پروفیسر اکٹر فضل اللہ

دار النور۔ اسلام آباد

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

ناشر

دَارُ الْقُدُّوسِيَّةِ

موبائل نمبر: 0333 - 5139853

0321 - 5336844

فون: 051 - 2106400

دفتر 14 پہلی منزل، کیمپل پلازہ، جی 11 مرکز اسلام آباد

2010ء

اشاعت

190/- روپے

قیمت

قدوسیہ اسلامک پریس

اہتمام

پاکستان میں ملنے کا پتہ

مکتبہ قدوسیہ

رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

Tel # +92-42-37351124 , +92-42-37230585

E-mail: info@quddusia.com

www.QUDDUSIA.com

دَارُ الْقُدُّوسِيَّةِ

موبائل نمبر: 0333 - 5139853

0321 - 5336844

فون: 051 - 2106400

دفتر 14 پہلی منزل، کیمپل پلازہ، جی 11 مرکز اسلام آباد

نہایت فضائل

پیش لفظ

- ۱۷ تمہید ۰
- ۱۸ کتاب کی تیاری میں پیش نظر باتیں ۰
- ۱۹ خاکہ کتاب ۰
- ۲۰ شکر و دعا ۰

مبحث اوّل

موضوع دعوت

- ۲۱ تمہید

(۱)

سرتاپا پورے دین میں داخل ہونے کا حکم ربانی

۲۱ ارشادِ ربانی: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً﴾
تفسیر آیت:

- ۲۲ ا: امام ابن جریر طبری کا قول
- ۲۲ ب: امام ابن کثیر کا قول
- ۲۳ ج: شیخ عبدالرحمن سعدی کا قول
- ۲۳ د: علامہ قاسمی کا قول
- ۲۳ ہ: شیخ ثناء اللہ امرتسری کا قول
- ۲۵ و: مولانا ابوالکلام آزاد کا قول

(۲)

ایمان کی شاخوں کا ساٹھ سے کچھ اوپر ہونا

۲۵ الحدیث ارشاد نبوی ﷺ: ((الْإِيمَانُ بِضْعٌ

۲۵ الحدیث روایت امام مسلم: ((فَأَفْضَلُهَا

ایمان کی شاخوں کے متعلق گفتگو کا خلاصہ:

حافظ ابن حجر کا بیان:

ان شاخوں کی تین اقسام:

۲۶ ا: دل کے اعمال

۲۷ ب: زبان کے اعمال

۲۷ ج: بدن کے کام

(۳)

نبی کریم ﷺ کا اُمت کو ہر چیز کے متعلق تعلیم دینا

۲۹ الحدیث حدیث سلمان رضی اللہ عنہ: ((قِيلَ لَهُ: قَدْ عَلَّمَكُمُ

شرح حدیث:

۳۰ امام نووی کا قول

۳۰ علامہ ابی کا قول

۳۱ کتب حدیث میں موجود ابواب کا تنوع

(۴)

کچھ احکام الہیہ کے ماننے اور کچھ کے انکار کا بُرا انجام

۳۲ الآية ارشاد باری تعالیٰ: ﴿وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ

۳۳ آیات کے شان نزول کے متعلق شیخ سعدی کا قول

۳۵ تفسیر آیات میں علامہ ابو حیان اندلسی کا قول
تنبیہات:

۱: دنیوی عذاب [خِزْیٰ] سے مراد:

۳۵ قاضی ابوسعود کا بیان
۲: اخروی عذاب کے سنگین ترین ہونے کا سبب:

۳۶ قاضی ابوسعود کا بیان
۳: دنیوی اور اخروی عذاب میں تخفیف کا نہ ہونا:

۳۶ قاضی ابوسعود کا بیان
۳۶ حافظ ابن کثیر کا بیان
۴: عذاب الہی سے چھٹکارے میں کسی کا مددگار نہ ہونا:

۳۶ قاضی ابوسعود کا بیان
۳۶ حافظ ابن کثیر کا بیان

(۵)

بعض بظاہر معمولی باتوں کا عظیم اجر یا سنگین سزا

- ۳۷ ۱: اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ نہ کرنا
۳۹ ب: جھوٹا خواب بیان کرنا
۳۹ ج: زبان کا صحیح یا غلط استعمال
۴۰ د: کسی کا حقارت سے ذکر کرنا
۴۱ ۵: کسی مسلمان کی عزت کے متعلق ناحق زبان درازی کرنا
۴۲ و: قرض ادا کیے بغیر مرنا
۴۳ ز: پڑوسی کو ایذا دینا

- ح: خوشبو استعمال کر کے عورت کا مردوں کے پاس سے گزرنا ۴۴
- ط: غیر محرم عورت کو چھونا ۴۴
- ی: پیشاب سے نہ بچنا ۴۵
- ک: چغلی کرنا ۴۵
- ل: آخری زمانے میں برائی پر ٹوکنا ۴۶
- م: جہاد ۴۷

(۶)

۴۸ مکمل دین کی دعوت دینے کے متعلق شیخ ابن باز کا قول
مبحثِ دوئم

دعوتِ دین میں توحید کا مقام

(۱)

- ۵۱ دعوتِ توحید کا تمام انبیاء علیہم السلام کی دعوت کی بنیاد ہونا
- ۵۲ ا: دعوتِ انبیاء علیہم السلام کے متعلق اجمالی نصوص:
- ۵۲ ا: ارشادِ باری تعالیٰ: ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ الآية
- ۵۲ تفسیر آیت شریفہ:
- ۵۲ ا: امام قتادہ کا قول
- ۵۳ ب: امام طبری کا قول
- ۵۳ ج: قاضی ابن عطیہ کا قول
- ۵۴ د: قاضی ابوسعود کا قول
- ۵۴ ہ: شیخ قاسمی کا قول
- ۵۴ و: شیخ سعدی کا قول

۵۵ ۲: ارشادِ باری تعالیٰ: ﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ الآية ۵۵

تفسیر آیت شریفہ:

۵۵ ا: امام طبری کا قول

۵۶ ب: حافظ ابن کثیر کا قول

۵۶ ج: شیخ سعدی کا قول

۵۷ ۳: ارشادِ نبوی ﷺ: ”أَنَا أَوْلَى النَّاسِ الحديث ۵۷

۵۷ شرح حدیث میں حافظ ابن حجر کا قول

۵۷ ب: انبیاء علیہم السلام کی دعوتِ توحید کے متعلق تفصیلی نصوص:

۵۸ ا: دعوتِ نوح علیہ السلام:

۵۸ ارشادِ باری تعالیٰ: ﴿لَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا الآية ۵۸

۵۸ تفسیر آیت شریفہ:

۵۸ شیخ محمد عدوی کا قول

۵۹ ۲: دعوتِ ہود علیہ السلام:

۵۹ ارشادِ باری تعالیٰ: ﴿وَالِإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا الآية ۵۹

۵۹ تفسیر آیت شریفہ:

۵۹ شیخ عدوی کا قول

۵۹ ۳: دعوتِ صالح علیہ السلام:

۵۹ ارشادِ باری تعالیٰ: ﴿وَالِإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا الآية ۵۹

۶۰ ۴: دعوتِ ابراہیم علیہ السلام:

۶۰ ارشادِ باری تعالیٰ: ﴿وَأَبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ الآيتين ۶۰

۶۰ ۵: دعوتِ یوسف علیہ السلام:

کلامِ پاک میں بیان کردہ یوسف علیہ السلام کا بیان: ﴿يَصَاحِبِي

۶۱ السَّجْنِ الْآيَاتِينَ

۶۱ : دعوتِ شعیب علیہ السلام:

۶۱ ارشادِ باری تعالیٰ: ﴿وَالِى مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا الْآيَةَ

۶۲ : دعوتِ عیسیٰ علیہ السلام:

۶۲ ارشادِ باری تعالیٰ: ﴿وَقَالَ الْمَسِيحُ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ

۶۳ دعوتِ انبیاء علیہم السلام کے متعلق علماء کے اقوال:

۶۳ ۱: امام ابن قیم کا قول

۶۳ ۲: علامہ علی بن علی حنفی کا قول

(۲)

نبی کریم ﷺ کا دعوتِ توحید کے لیے اہتمام

۶۳ ۱: اعلانِ توحید کے لیے آنحضرت ﷺ کو حکمِ ربانی:

۶۳ ۱: ارشادِ باری تعالیٰ: ﴿قُلْ إِنَّمَا هُوَ إِلَهٌ وَاحِدٌ الْآيَةَ

۶۵ ب: ارشادِ باری تعالیٰ: ﴿قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ الْآيَةَ

۶۵ ب: دعوتِ توحید کے لیے اہتمامِ مصطفویٰ ﷺ:

۶۵ ۱: قریش کو دعوتِ توحید:

ارشادِ نبوی ﷺ: ”يَا عَمَّ أُرِيدُهُمْ عَلَى كَلِمَةٍ

۶۵ وَاحِدَةٍ الْحَدِيثِ

۶۷ ب: سوقِ ذوالحجاز میں دعوتِ توحید:

اعلانِ مصطفویٰ ﷺ: ”يَا أَيُّهَا النَّاسُ! قُولُوا لَا

۶۷ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَدِيثِ

- ۶۸ ۳: راستے میں شانِ توحید کا بیان:
- ۶۹ ارشادِ نبوی ﷺ: ”يَا مُعَاذُ! أَتَدْرِي مَا حَقُّ اللّٰهِ؟“
- ۷۰ ۴: شرک تک پہنچانے والی بات سے مرضِ الموت میں منع کرنا:
- ۷۰ ارشادِ نبوی ﷺ: ”لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُودَ الحديث“
- ۷۱ ایک دوسری روایت: ”لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْيَهُودَ“
- ۷۲ شرح حدیث میں علامہ عینی کا بیان

(۳)

- ۷۲ توحید کے بغیر اعمال کا برباد ہونا
- ۷۳ ۱: ارشادِ ربّانی: ﴿وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبِطَ الآية“
- ۷۴ تفسیر ارشادِ ربّانی:
- ۷۴ ۱: حافظ ابن کثیر کا قول
- ۷۴ ۲: شیخ ابو بکر جزائری کا قول
- ۷۵ ب: ارشادِ ربّانی: ﴿وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ الآية“
- ۷۵ تفسیر آیت شریفہ:
- ۷۵ ۱: علامہ شوکانی کا قول
- ۷۶ ۲: شیخ ابن عاشور کا قول
- ۷۶ ۳: شیخ سعدی کا قول

(۴)

دعوتِ توحید کے متعلق بعض علماء کے اقوال

- ۷۸ ۱: امام ابن قیم کا قول
- ۷۹ ب: شیخ ابن باز کا قول

ج: شیخ عبدالرزاق عقیلی کا قول ۸۱

مبحث سوئم

دعوتِ دین میں رسالت کی حیثیت

(۱)

۸۳ ہر رسول کی بعثت کا ایک بنیادی مقصد طاعتِ رسول

ب: ارشادِ باری تعالیٰ: ﴿ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا الآية ۸۴

تفسیر آیت شریفہ: ۸۴

۸۴ ا: علامہ ابو حیان اندلسی کا قول ۸۴

ب: قاضی ابوسعود کا قول ۸۵

ج: شیخ سعدی کا قول ۸۶

(۲)

۸۷ ہر نبی کا اپنی اُمت کو اپنی اطاعت کا حکم دینا

ا: حضرت نوح علیہ السلام:

۸۷ ارشادِ باری تعالیٰ: ﴿ كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الآيات ۸۷

آیات سے معلوم ہونے والی دو باتیں: ۸۷

۸۷ ا: تقویٰ کے ساتھ اطاعتِ نبی کا حکم ۸۷

۸۸ حافظ ابن کثیر کا بیان ۸۸

۸۸ ۲: تقویٰ اور اطاعت کے حکم کا تکرار ۸۸

۸۸ علامہ ابو حیان اندلسی کا بیان ۸۸

۸۸ ج: حضرت ہود علیہ السلام:

۸۸ ارشادِ باری تعالیٰ: ﴿ كَذَّبَتْ عَادُ الْمُرْسَلِينَ الآيات ۸۸

۸۹ د: حضرت صالح علیہ السلام:

۸۹ ارشادِ باری تعالیٰ: ﴿كَذَّبَتْ ثَمُودُ الْمُرْسَلِينَ.....الآيات

۹۰ ہ: حضرت لوط علیہ السلام:

۹۰ ارشادِ باری تعالیٰ: ﴿كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ الْمُرْسَلِينَ.....

۹۰ و: حضرت شعیب علیہ السلام:

۹۰ ارشادِ باری تعالیٰ: ﴿كَذَّبَ أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ.....الآيات

(۳)

نبی کریم ﷺ کا توحید کے ساتھ اقرارِ رسالت کی دعوت کا اہتمام

۹۱ ا: صحابہ سے توحید و رسالت کے اقرار کی بیعت لینا:

۹۲ حدیث جریر رضی اللہ عنہ: "بَايَعْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ..... الحديث

۹۳ ب: وفد عبدالقیس کی تعلیم کا توحید و رسالت کی گواہی کے حکم سے آغاز:

حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما: "أَتَدْرُونَ مَا الْإِيمَانُ بِاللَّهِ

۹۳ وَحُدَّه؟..... (الحديث)

ج: توحید و رسالت کی گواہی کے حکم سے آغازِ دعوت کا علی رضی اللہ عنہ کو

۹۵ حکم:

حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ: قَاتِلُهُمْ حَتَّى يَشْهَدُوا.....

د: توحید و رسالت کی گواہی کا حکم دینے سے آغازِ دعوت کا معاذ رضی اللہ عنہ

۹۶ کو فرمان:

حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما: "إِنَّكَ سَتَأْتِي قَوْمًا..... الحديث

۹۷ امام ابن مندہ کا حدیث پر قائم کردہ عنوان.....

۹۸ توحید و رسالت کے ساتھ آغازِ دعوت کی حکمت:

۹۸ حافظ ابن حجر کا بیان.....

(۴)

طاعتِ رسول ﷺ کا قبولیتِ اعمال کی ایک شرط ہونا

۹۹ ا: ارشاد باری تعالیٰ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ..... الآية

۹۹

تفسیر آیت:

۹۹

..... علامہ رازی کا قول

ب: حدیث انس رضی اللہ عنہ: تین صحابہ کا آنحضرت ﷺ کی عبادت کے

۱۰۰

متعلق سوال کرنا

۱۰۲

ج: امام مالک کا ایک فتویٰ

(۵)

توحید و رسالت کے ساتھ آغاز دعوت کے متعلق اقوال علماء

۱۰۳

ا: دائمی مجلس برائے علمی تحقیقات و افتاء کا فتویٰ

۱۰۵

ب: شیخ ابن باز کا قول

مبحث چہارم

مخاطب لوگوں کے حالات

کا خیال رکھنا

۱۰۹

تمہید

(۱)

سابقہ انبیاء علیہم السلام کا دعوت میں لوگوں کے حالات کا خیال رکھنا

۱۱۰

ا: ہود علیہ السلام کا بے جا مال خرچ کرنے اور ظلم سے روکنا:

۱۱۱

ا: ارشاد باری تعالیٰ: ﴿اتَّبِعُونِ بِكُلِّ رِيحٍ..... الآيات

۱۱۲

تفسیر آیات:

۱۱۲

شیخ عدوی کا بیان

۱۱۳

شیخ سعدی کا بیان

- ۱۱۴ ب: لوط علیہ السلام کا قوم کو لواطت سے روکنا:
- ۱۱۴ ۱: ارشاد باری تعالیٰ: ﴿وَلَوْطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ.....﴾
- ۱۱۵ ۲: ارشاد باری تعالیٰ: ﴿آتَاتُونَ الذُّكْرَانَ.....﴾
- ۱۱۵ تفسیر آیات میں شیخ عدوی کا بیان
- ۱۱۷ ۳: ارشاد باری تعالیٰ: ﴿وَلَوْطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ.....﴾
- ۱۱۷ ج: شعیب علیہ السلام کا قوم کو ماپ تول میں کمی سے روکنا:
- ۱۱۸ ۱: ارشاد باری تعالیٰ: ﴿وَالِیْ مَدَیْنٍ اٰخَاهُمْ شُعَیْبًا.....﴾
- ۱۱۸ ۲: ارشاد باری تعالیٰ: ﴿وَالِیْ مَدَیْنٍ اٰخَاهُمْ شُعَیْبًا.....﴾
- ۱۱۹ ۳: ارشاد باری تعالیٰ: ﴿اَوْفُوا الْكَيْلَ.....﴾
- ۱۱۹ شعیب علیہ السلام کی دعوت کے متعلق شیخ عدوی کا بیان
- ۱۲۱ د: موسیٰ علیہ السلام کا بنی اسرائیل کو ذلت سے بچانے کی خاطر اہتمام:
- ۱۲۱ ۱: دعوت قوم میں:
- ۱۲۱ ۱: ارشاد باری تعالیٰ: ﴿وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ.....﴾
- ۱۲۲ تفسیر آیت میں شیخ عدوی کا بیان
- ۱۲۳ ۲: دعوت فرعون میں:
- ۱۲۳ ۱: ارشاد باری تعالیٰ: ﴿وَقَالَ مُوسَىٰ يَا فِرْعَوْنُ.....﴾
- (۲)
- نبی کریم ﷺ کا دعوت و تربیت میں لوگوں کے حالات کا خیال رکھنا
- ۱۲۳ ۱: وصایا مبارکہ میں تنوع:
- ۱۲۳ سفیان بن عیینہ کو وصیت: ”قُلْ آمَنْتُ..... الحدیث
- ۱۲۳ معاذ بن جبل کو وصیت: ”اتَّقِ اللَّهَ حَيْثُ..... الحدیث

- ۱۲۵ ابو امامہ رضی اللہ عنہ کو وصیت: ”عَلَيْكَ بِالصَّوْمِ الحديث
 ۱۲۵ ایک اور شخص کو وصیت: ” لَا تَغْضَبْ الحديث
 ۱۲۵ ایک اور شخص کو وصیت: ”عَلَيْكَ بِالْإِيَّاسِ الحديث
 ۱۲۶ ب: ایک جیسے سوال کے باوجود فتویٰ میں اختلاف:

- ۱۲۶ ۱- حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما
 ۱۲۷ ۲- حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
 ۱۲۸ ۳- حدیث ابوسعید رضی اللہ عنہ
 ۱۲۹ ج: بعض باتوں کی خبر مخصوص صحابہ کو دینا:

- ۱۳۰ ۱: حدیث معاذ رضی اللہ عنہ: ”مَنْ لَقِيَ اللَّهَ الحديث
 ۱۳۰ امام بخاری کا حدیث پر تحریر کردہ عنوان
 ۱۳۰ شرح حدیث میں علامہ عینی کا بیان
 ۱۳۱ ۲- حدیث ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ: ”هَلْ فِي الْبَيْتِ
 ۱۳۲ ۳- حدیث انس رضی اللہ عنہ: ”مَا حَدِيثٌ بَلَّغَنِي
 ۱۳۵ شرح حدیث میں حافظ ابن حجر کا قول

(۳)

سلف صالحین کا لوگوں کے حالات کا خیال رکھنا

- ۱۳۶ ۱: دورانِ گفتگو لوگوں کی سوجھ بوجھ کا خیال رکھنا:

- ۱۳۶ ۱- روایت ابن عباس رضی اللہ عنہما
 ۱۳۸ شرح روایت میں حافظ ابن حجر کا قول

- ۱۳۸ ۲- قول انس رضی اللہ عنہ: ”أَحَدْتُكَ حَدِيثًا الحديث

- ۱۳۹ ب: دورانِ گفتگو لوگوں کے حالات کا خیال رکھنے کی تاکید:

- ۱۳۹ ۱- قول علی رضی اللہ عنہ: ”حَدِّثُوا النَّاسَ الخ

- ۱۳۹ ایک دوسری روایت: وَدَعُوا مَا الخ

۱۴۰ ۲۔ قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ: "مَا أَنْتَ بِمُحَدِّثٍ الخ

۱۴۰ ۳۔ ابو قلابہ کا قول: "لَا تُحَدِّثِ الْحَدِيثَ الخ

۱۴۰

۱۴۱ ایک ہی جگہ مختلف قسم کے لوگوں کو دعوت دینے کا طریقہ.....

(۴)

دعوتِ توحید میں مد اہنت نہیں

۱۴۲ حدیث عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ: "مَا أَنَا بِأَقْدَرِ عَلَى الخ

مبحث پنجم

صرف کتاب و سنت کی طرف دعوت دینا

۱۴۵

تمہید:

۱۴۵ :۱ شیخ ابن باز کا بیان

(۱)

قرآن کریم سے دلائل

۱۴۶ ا: ارشاد باری تعالیٰ: ﴿قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ الآية

۱۴۷ ب: ارشاد باری تعالیٰ: ﴿وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ الآية

۱۴۷ ج: ارشاد باری تعالیٰ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ الآية

۱۴۷ د: ارشاد باری تعالیٰ: ﴿وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ الآية

۱۴۸ ہ: ارشاد باری تعالیٰ: ﴿وَأَطِيعُوا وَرَسُولَهُ الآية

۱۴۸ و: ارشاد باری تعالیٰ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ الآية

۱۴۸ ز: ارشاد باری تعالیٰ: ﴿وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ الآية

۱۴۹ ح: ارشاد باری تعالیٰ: ﴿قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ الآية

۱۴۹ ط: ارشاد باری تعالیٰ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ الآية

- ی: ارشادِ باری تعالیٰ: ﴿وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ الآية ۳۹
 اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کی طرف جھگڑا لوٹانے سے مراد: ۵۰
 امام میمون بن مہران کا قول ۵۰
 حافظ ابن کثیر کا قول ۵۰
 علامہ سیوطی کا قول ۵۰

(۲)

حدیث شریف سے دلائل

- ا: ارشادِ نبوی ﷺ: ”يَأَيُّهَا النَّاسُ! إِنِّي قَدْ تَرَكْتُ الحديث ۱۵۱
 ب: ارشادِ نبوی ﷺ: ”وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَوْ بَدَأَ الحديث ۱۵۲
 شرح حدیث میں ملا علی القاری کا بیان ۱۵۳
 ج: ارشادِ نبوی ﷺ: ”أُمَّتَهُوْ كُوْنُ أَنْتُمْ فِيهَا يَا ابْنَ الْخَطَّابِ! ۱۵۳
 شرح حدیث میں ملا علی القاری کا بیان ۱۵۳

(۳)

علمائے اُمت کے اقوال

- ا: ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فرمان: ”أَمَا تَخَافُونَ أَنْ تُعَذَّبُوا الخ“ ۱۵۵
 ب: حافظ ابن رجب کا قول: ”قَالَ وَاجِبٌ عَلَيَّ كُلِّ مَنْ بَلَغَهُ الخ“ ۱۵۶
 ج: شیخ ابن باز کا قول: ”إِنَّ الْوَاجِبَ عَلَيَّ الدَّاعِيَةَ الخ“ ۱۵۷
 حرف آخر

- خلاصہ کتاب ۱۶۱
 ○ اپیل ۱۶۶
 فہرست مصادر و مراجع ۱۶۷



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پیش لفظ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ، وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ
أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ. وَمَنْ يَضِلَّ
فَلَا هَادِيَ لَهُ. وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ
مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ.

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ.﴾^①
﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا
زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً^ط وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ
وَالْأَرْحَامَ^ط إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا.﴾^②

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا. يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ
وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا.﴾^③

اما بعد!

دین کی دعوت کے سلسلے میں ایک بنیادی سوال یہ ہے، کہ لوگوں کو کس چیز کی
طرف بلایا جائے؟ اسی سوال سے متعدد ضمنی سوالات پیدا ہوتے ہیں۔

ان سوالوں کے جواب میں لوگوں کی آراء اور طرزِ عمل میں اچھا خاصا اختلاف
ہے۔ کتنے ہی گروہوں نے دعوتِ دین کو اپنی اپنی پسند کی کچھ مخصوص باتوں میں محدود
کر رکھا ہے۔

② سورة النساء/ الآية الأولى.

① سورة آل عمران / الآية ۱۰۲.

③ سورة الأحزاب / الآيات ۷۰-۷۱.

اسی طرح لوگوں کے طرزِ عمل میں بھی دعوتِ دین میں اہمیت کے اعتبار سے موضوعات کی ترتیب میں اچھا خاصا اختلاف ہے۔

اس ساری صورتِ حال کو پیش نظر رکھتے ہوئے، توفیقِ الہی سے اس کتاب میں درج ذیل پانچ سوالوں کا جواب دینے کی کوشش کی جا رہی ہے:

۱: موضوعِ دعوت کیا ہوگا؟

۲: اس میں دعوتِ توحید کی حیثیت کیا ہوگی؟

۳: اس میں اقرارِ رسالت کی تلقین کا مقام کیا ہوگا؟

۴: کیا دعوتِ دین دیتے وقت لوگوں کے حالات کا خیال رکھا جائے گا؟

۵: کس کتاب یا کتابوں کی طرف لوگوں کو بلایا جائے گا؟

کتاب کی تیاری میں پیش نظر باتیں:

توفیقِ الہی سے درج ذیل باتوں کے اہتمام کی کوشش کی گئی ہے:

۱: کتاب کے لیے بنیادی معلومات کتاب و سنت سے حاصل کی گئی ہیں۔

۲: احادیث شریفہ کو عام طور پر ان کے اصل مآخذ و مراجع سے نقل کیا گیا ہے۔

۳: صحیحین کے علاوہ دیگر کتب حدیث سے نقل کردہ احادیث کے متعلق علمائے

حدیث کے اقوال پیش کیے گئے ہیں۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی احادیث کی

صحت پر اجماعِ امت کے پیش نظر ان کے متعلق اقوال ذکر نہیں کیے گئے۔^①

۴: آیاتِ کریمہ اور احادیث شریفہ سے استدلال کرتے وقت تفاسیر اور شروح

حدیث سے مقدور بھر استفادہ کیا گیا ہے۔

۵: کتاب کا موضوع اچھی طرح واضح کرنے کی غرض سے بعض اہل علم کے اقوال

① ملاحظہ ہو: مقدمة النووي لشرحہ علی صحیح مسلم ص ۶۴ و نزہۃ النظر فی توضیح نخبة الفکر للحافظ ابن حجر ص ۲۹۔

بھی ذکر کیے گئے ہیں۔

۶: آخر میں مصادر و مراجع کے متعلق تفصیلی معلومات درج کر دی گئی ہیں۔

خاکہ کتاب:

پیش لفظ

بحث اول: موضوع دعوت

بحث دوم: دعوت دین میں توحید کا مقام

بحث سوم: دعوت دین میں رسالت کی حیثیت

بحث چہارم: دعوت دین میں لوگوں کے حالات کا خیال رکھنا

بحث پنجم: صرف کتاب و سنت کی طرف دعوت دینا

حرف آخر:

خلاصہ کتاب

اپیل

شکر و دعا:

رب علیم و حکیم کا شکر گزار ہوں، کہ انہوں نے مجھ ایسے کم زور بندے کو اس عظیم موضوع کے بارے میں سوچنے اور لکھنے کے آغاز کی توفیق سے نوازا۔ **فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَالشُّعْرٰءُ كَمَا يٰحِبُّهُ وَيَرْضٰهُ .**

رب رحیم و کریم میرے والدین محترمین کی قبروں پر اپنی رحمت کی برکھا برسائیں، کہ انہوں نے دعوت دین کا جذبہ اپنی اولاد کے سینوں میں راسخ کرنے کی

خاطر خوب کوشش کی۔ ﴿ رَبِّ اَرْحَمُهُمَا كَمَا رَبَّيْتَنِيْ صَغِيْرًا ﴾

اللہ تعالیٰ میری اہلیہ محترمہ، عزیز القدر بیٹے حافظ حماد الہی اور اس کی اہلیہ کو میری

مقدور بھر خوب خدمت کرنے کا دنیا و آخرت میں بہترین صلہ عطا فرمائیں اور اس کتاب کے ثواب میں شریک فرمائیں۔ اِنَّهُ سَمِيعٌ مُّجِيبٌ.

کتاب کی مراجعت میں بھر پور تعاون کے لیے عزیزم عمر فاروق قدوسی کا شکر گزار ہوں اور ان کے لیے دعا گو ہوں۔ جزاء اللہ تعالیٰ خیراً

فضل الہی

بعد نمازِ مغرب ۲۰ جمادی الثانیۃ ۱۴۲۸ھ

بمطابق ۵ جولائی ۲۰۰۷م

الریاض



بحث اول

موضوع دعوت

تمہید:

اسلام اپنی پوری وسعت، جامعیت اور شمولیت کے ساتھ دعوت دین کا موضوع ہے۔ اعتقادات، عبادات، معاملات، اخلاق، غرضیکہ زندگی کے تمام گوشوں کے متعلق اسلامی تعلیمات کی طرف دعوت دی جائے گی۔ اس سلسلے میں توفیق الہی سے درج ذیل چھ عنوانوں کے ضمن میں قدرے تفصیلی گفتگو کی جا رہی ہے:

- ۱: سرتاپا پورے دین میں داخل ہونے کا حکم ربانی
- ۲: ایمان کی شاخوں کا ساتھ سے کچھ اوپر ہونا
- ۳: نبی کریم ﷺ کا امت کو ہر چیز کی تعلیم دینا
- ۴: کچھ احکام الہیہ کے ماننے اور کچھ کے انکار کا بُرا انجام
- ۵: بعض بظاہر معمولی باتوں کا عظیم اجر یا سزا
- ۶: شیخ ابن باز کا قول

(۱)

سرتاپا پورے دین میں داخل ہونے کا حکم ربانی اللہ عزوجل نے اہل ایمان کو سرتاپا پورے دین میں داخل ہونے کا حکم دیا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوتِ

الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿۱﴾

[ترجمہ: اے ایمان والو! پوری طرح اور (اعتقاد و عمل کی) ساری باتوں میں فرماں بردار ہو جاؤ اور دیکھو شیطانِ وسوسوں کی پیروی نہ کرو۔ وہ تو تمہارا کھلا دشمن ہے۔]

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو اس بات کا حکم دیا ہے، کہ وہ دین کے تمام احکام کی پابندی کرتے ہوئے سر تا پا پیکرِ ایمان بن جائیں۔ آیتِ کریمہ میں بیان کردہ حکمِ الہی کی مزید وضاحت کی غرض سے ذیل میں چند ایک مفسرین کرام کے اقوال پیش کیے جا رہے ہیں:

۱: امام ابن جریر طبری لکھتے ہیں:

”وَالصَّوَابُ مِنَ الْقَوْلِ فِي ذَلِكَ عِنْدِي أَنْ يُقَالَ: «إِنَّ اللَّهَ جَلَّ ثَنَاؤُهُ أَمَرَ الَّذِينَ آمَنُوا بِالذُّخُولِ فِي الْعَمَلِ بِشَرَائِعِ الْإِسْلَامِ كُلِّهَا» ﴿۱﴾

”میرے نزدیک اس [آیت] کی تفسیر میں درست بات یہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو شریعتِ اسلامیہ کی تمام باتوں پر عمل کا حکم دیا ہے۔“

ب: حافظ ابن کثیر نے تحریر کیا ہے:

”يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى أَمْرًا عِبَادَهُ الْمُؤْمِنِينَ بِهِ الْمُصَدِّقِينَ بِرَسُولِهِ أَنْ يَأْخُذُوا بِجَمِيعِ عُرَى الْإِسْلَامِ وَشَرَائِعِهِ ، وَالْعَمَلِ بِجَمِيعِ أَوْامِرِهِ ، وَتَرْكِ جَمِيعِ زَوَاجِرِهِ مَا اسْتَطَاعُوا مِنْ ذَلِكَ .“ ﴿۱﴾

﴿۱﴾ تفسیر الطبری ۴/ ۲۵۶

﴿۱﴾ سورة البقرة / الآية ۲۰۸

﴿۲﴾ تفسیر ابن کثیر ۱/ ۲۶۵

”اللہ تعالیٰ اپنے پر ایمان لانے اور رسول کریم ﷺ کی تصدیق کرنے والے اپنے تمام بندوں کو حکم دے رہے ہیں، کہ وہ اسلام کے تمام اصول و فروع کو مضبوطی سے تھامیں اور تاحدا استطاعت تمام اوامر بجالائیں اور ممنوعہ چیزیں چھوڑ دیں۔“

حافظ رحمہ اللہ تعالیٰ مزید لکھتے ہیں:

”إِنَّهُمْ أُمِرُوا كُلُّهُمْ أَنْ يَعْمَلُوا بِجَمِيعِ شُعَبِ الْإِيمَانِ وَشَرَائِعِ الْإِسْلَامِ ، وَهِيَ كَثِيرَةٌ جِدًّا مَا اسْتَطَاعُوا مِنْهَا. ①“

”ان سب کو اس بات کا حکم دیا گیا ہے، کہ وہ ایمان کی ساری شاخوں اور شریعت اسلامیہ کی تمام باتوں پر، جو کہ بہت زیادہ ہیں، تاحدا استطاعت عمل کریں۔“

ج: شیخ عبدالرحمن سعدی رقم طراز ہیں:

”أَيُّ فِي جَمِيعِ شَرَائِعِ الدِّينِ ، وَلَا يَتْرُكُوا مِنْهَا شَيْئًا ، وَأَنْ لَا يَكُونُوا مِمَّنْ اتَّخَذَ إِلَهَهُ هَوَاهُ ، إِنْ وَا فَقَ الْأَمْرَ الْمَشْرُوعَ هَوَاهُ فَعَلَهُ ، وَإِنْ خَالَفَهُ تَرَكَهُ ، بَلِ الْوَاجِبُ أَنْ يَكُونَ الْهَوَى تَبَعًا لِلدِّينِ ، وَأَنْ يَفْعَلَ كُلَّ مَا يَقْدِرُ عَلَيْهِ مِنْ أَفْعَالِ الْخَيْرِ ، وَمَا يَعْجِزُهُ يَلْتَزِمُهُ وَيَنْوِيهِ ، فَيُذْرِكُهُ بِنِيَّتِهِ. ②“

”مراد یہ ہے، کہ وہ دین کی تمام باتوں میں داخل ہو جائیں، اور اس میں سے کسی چیز کو بھی نہ چھوڑیں، وہ ان لوگوں میں شامل نہ ہوں، جنہوں نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنا رکھا ہے۔ اگر شریعت کا حکم ان کی خواہش

① تفسیر ابن کثیر ۱/۲۶۶۔

② تفسیر السعدی ص ۹۴۔

کے مطابق ہو، تو وہ اس پر عمل پیرا ہوتے ہیں اور اگر اس کے موافق نہ ہو، تو وہ اس کو چھوڑ دیتے ہیں۔ درحقیقت ان پر واجب یہ ہے، کہ وہ اپنی خواہش کو دین کے تابع کریں، مقدور بھر اچھے اعمال کریں، جن کے کرنے کی استطاعت نہ ہو، ان کے کرنے کی نیت کریں، تاکہ ان اعمال [کے اجر و ثواب] کو نیت ہی سے پالیں۔“

د: علامہ قاسمی لکھتے ہیں:

”وَمَعْنَى الْآيَةِ: اَدْخُلُوا فِي الْاِسْتِسْلَامِ وَالطَّاعَةِ اَي: اِسْتَسْلِمُوا لِلّٰهِ وَاَطِيعُوا وَاَلَا تَخْرُجُوا عَنْ شَيْءٍ مِنْ شَرَائِعِهِ.“ ①

”استسلام اور طاعت میں داخل ہو جاؤ یعنی اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دو اور ان کی اطاعت کرو، اور شریعت کی کسی چیز سے بھی تجاوز نہ کرو۔“

مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ کا بندہ بنا صرف زبانی خرچ سے نہیں ہو سکتا، جب تک کہ اس کے سب احکام نہایت تعظیم و تکریم سے نہ بنا ہے جائیں، جب ہی تو تم کو حکم ہوتا ہے، کہ اے مسلمانو! سب احکامِ الہی کی فرماں برداری کیا کرو اور بعض کو کرنے اور بعض کو چھوڑنے میں شیطان کے پیچھے مت چلو، اس لیے کہ وہ تمہارا صریح دشمن ہے، وہ کبھی تم سے بھلائی نہ کرے گا۔“ ②

مولانا ابوالکلام آزاد لکھتے ہیں:

”ایمان کی برکتیں اور سعادتیں حاصل کرنے کے لیے صرف یہی کافی نہیں،

① تفسیر القاسمی ۱۷۳/۳.

② ملاحظہ ہو: تفسیر ثنائی ص ۳۷-۳۸.

کہ اسلام کے دائرہ میں آ جاؤ، بلکہ چاہیے کہ پوری طرح آ جاؤ، یعنی اعتقاد و عمل کے ہر گوشہ میں ایمان کی روح تمہارے اندر پیدا ہو جائے اور اسر تا پاپیکر ایمان ہو جاؤ۔“^①

جب اللہ تعالیٰ نے شریعت کو اس کی تمام جزئیات و تفصیل کے ساتھ زندگی کے تمام گوشوں میں تھامنے اور سر تا پاپیکر ایمان ہو جانے کا حکم دیا ہے، تو داعی الی اللہ کی ذمہ داری ہوتی ہے، کہ وہ بھی لوگوں کو اسی بات کی دعوت دے، جس کی دعوت خود اللہ عزوجل نے دی ہے۔

(۲)

ایمان کی شاخوں کا ساٹھ سے کچھ اوپر ہونا

امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے، کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”الْإِيمَانُ بَضْعٌ وَبِسْتُونَ شُعْبَةٌ وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ.“^②
 ”ایمان کی ساٹھ سے کچھ اوپر شاخیں ہیں اور حیا ایمان کی ایک شاخ ہے۔“

اور صحیح مسلم میں ہے:

”فَأَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ، وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ.“^③

① ترجمان القرآن ۲۷۷/۱۔

② صحیح البخاری، کتاب الإيمان، باب أمور الإيمان، رقم الحدیث ۹، ۵۱/۱۔

③ صحیح مسلم، کتاب الإيمان، باب بیان عدد شعب الإيمان وأفضلها وأدناها، جزء من رقم

الحدیث ۵۸ (۳۵)، ۶۳/۱۔

”اس [ایمان] کی اعلیٰ ترین شاخ [لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ] کہنا اور سب سے ادنیٰ شاخ راستے سے تکلیف [وہ چیز] کو دُور کرنا ہے اور حیا ایمان کی ایک شاخ ہے۔“

اس حدیث شریف سے یہ بات واضح طور پر معلوم ہوتی ہے، کہ ایمان کی کثیر شاخیں ہیں، جن کی تعداد ساٹھ سے اوپر ہے۔ حضرات محدثین نے ایک ایک کر کے ان شاخوں کو شمار کیا ہے اور ان کے متعلق تفصیلی گفتگو کی ہے۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر ویں حافظ ابن حجر کو، کہ انہوں نے محدثین کی گفتگو کا خلاصہ پیش کیا ہے۔ وہ خود فرماتے ہیں:

”میں ان کی تفصیلی گفتگو کا ما حاصل ذکر کر رہا ہوں، اور وہ یہ ہیں:

ان شاخوں کی تین اقسام ہیں: اعمال قلب [دل کے اعمال]، اعمال لسان [زبان کے کام] اور اعمال بدن [بدن کے کام]

دل کے اعمال میں اعتقادات اور نیتیں ہیں، جو کہ چوبیس خصلتوں پر مشتمل ہیں۔ [اور وہ یہ ہیں] اللہ تعالیٰ پر ایمان: اس میں یہ بھی شامل ہے، کہ ان کی ذات، صفات اور توحید پر ایمان لائے، کہ ان کی مثل کوئی نہیں، ان کے سوا ہر چیز کے حادث ہونے کا اعتقاد رکھنا،^① ان کے فرشتوں، کتابوں اور رسولوں پر اور بھلی اور بُری تقدیر پر ایمان لانا، قیامت کے دن پر ایمان لانا، اور اس میں قبر میں سوال، اٹھائے جانے اور اللہ تعالیٰ کے روبرو کھڑے ہونے، حساب، میزان، پل صراط، جنت اور دوزخ سب پر ایمان لانا شامل ہے؛ اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا، ان ہی کے لیے کسی سے محبت اور بغض رکھنا؛ نبی کریم ﷺ سے محبت کرنا اور ان کا احترام کرنا۔ اس میں آپ ﷺ پر درود

① اس سے مراد یہ ہے، کہ ان کے سوا کوئی چیز پہلے نہ تھی، علاوہ ازیں ہر چیز وجود میں آنے کے بعد پھر ختم ہو جائے گی۔

پڑھنا اور آپ کی سنت کی اتباع شامل ہے؛ اخلاص، اور اسی میں سے ریا اور نفاق کا ترک کرنا ہے؛ توبہ؛ خوف اور اُمید؛ شکر و وفا؛ صبر، اللہ تعالیٰ کے فیصلہ پر راضی ہونا؛ توکل؛ رحمت؛ تواضع؛ اور اسی میں سے بڑے کی عزت اور چھوٹے پر شفقت کرنا ہے؛ تکبر اور خود پسندی کو چھوڑنا؛ حسد کو چھوڑنا؛ کینہ کو چھوڑنا اور غصہ کو ترک کرنا۔ یہ سب دل کے اعمال میں سے ہیں۔

زبان کے سات اعمال ہیں اور وہ: اقرارِ توحید؛ تلاوتِ قرآن کریم؛ علم کا سیکھنا؛ اور اس کا سکھانا؛ دعا؛ ذکر اور لغویات سے اجتناب کرنا ہے۔ استغفار ذکر میں شامل ہے۔ بدن سے متعلقہ کام اڑتیس خصلتوں پر مشتمل ہیں، اور ان میں سے کچھ کا تعلق اعیان [خود اشخاص] سے ہے، بعض کا تعلق اتباع سے ہے، اور بعض کا عام لوگوں سے ہے۔

اشخاص سے متعلقہ خصلتیں پندرہ ہیں: اور وہ حسی اور معنوی طہارت، اور اس میں نجاستوں سے اجتناب کرنا بھی شامل ہے؛ ستر پوشی؛ فرضی اور نفلی نماز؛ اسی طرح زکوٰۃ (فرضی اور نفلی)؛ گردنیں آزاد کروانا، سخاوت، اور اس میں کھانا کھلانا اور مہمان کی تکریم شامل ہے؛ روزے فرضی اور نفلی؛ اسی طرح حج و عمرہ (فرضی اور نفلی)؛ طواف؛ اعتکاف؛ لیلۃ القدر کا ڈھونڈنا؛ دین کو بچانے کے لیے کسی جگہ سے بھاگنا اور اسی میں سے دارالشُرک سے ہجرت کرنا ہے؛ نذر کو پورا کرنا؛ قسموں میں احتیاط برتنا اور کفارات کا ادا کرنا ہے۔

اتباع سے متعلقہ خصلتیں چھ ہیں: اور وہ نکاح کے ساتھ عفت کا حصول؛ اپنے کنبہ کے حقوق کی ادائیگی؛ والدین کے ساتھ حسن سلوک؛ تربیتِ اولاد؛ صلہ رحمی؛ اور آقاؤں کی اطاعت یا غلاموں کے ساتھ نرمی کرنا ہے۔

عام لوگوں سے متعلقہ خصلتوں کی تعداد سترہ ہے: اور وہ امارت کو عدل سے قائم کرنا؛ مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ چٹھے رہنا؛ اولی الامر کی اطاعت کرنا؛ لوگوں کے

درمیان اصلاح کروانا؛ اور اس میں سے خارجیوں اور باغیوں سے جنگ کرنا، نیکی میں تعاون کرنا اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ❶ ہیں؛ حدود کا قائم کرنا، جہاد کرنا اور اسلامی سرحدوں کی چوکیداری کرنا اس میں شامل ہیں؛ امانت کا ادا کرنا، اور اسی میں سے خمس ❷ کا ادا کرنا ہے؛ قرض اور اس کی ادائیگی؛ اکرام جار؛ ❸ اچھا معاملہ کرنا؛ اور اسی میں سے حلال طریقہ سے مال کا جمع کرنا اور صحیح جگہ پر خرچ کرنا اور اسراف ❹ و تبذیر ❺ کا ترک کرنا ہے؛ سلام کا جواب دینا؛ چھینک مارنے والے کے الحمد للہ ❻ کہنے پر [يَسْرَحْمُكَ اللَّهُ] ❷ کہنا؛ لوگوں سے اذیت کو روکنا؛ لہو سے گریز کرنا اور راستے سے اذیت دینے والی چیز کو دور کرنا ہیں۔

یہ ۶۹ خصلتیں ہیں۔ اگر دودو باتوں پر مشتمل بعض خصلتوں کو جدا جدا کیا جائے، تو ان کی گنتی ۷۹ ہو جاتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم ❸

جب مذکورہ بالا تمام باتیں ایمان کی خصلتوں میں شامل ہیں، تو ضروری ہے، کہ

❶ یعنی نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا۔

❷ خمس: مال غنیمت کا پانچواں حصہ جو نبی کریم ﷺ کی زندگی میں آپ ﷺ، آپ کے قربت داروں، قیہوں، مسکینوں اور مسافروں کے لیے مخصوص تھا۔ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد اس کی تقسیم کے بارے میں علمائے امت کی متعدد آراء ہیں۔ ایک رائے یہ ہے، کہ وہ امام وقت کے زیر تصرف ہوگا اور وہ اس کو امت کے مصالح عامہ پر خرچ کرے گا؛ دوسری رائے یہ ہے، کہ وہ نبی کریم ﷺ کے قربت داروں پر خرچ کیا جائے گا؛ ایک تیسری رائے یہ ہے، کہ وہ آنحضرت ﷺ کے قربت داروں، قیہوں، مسکینوں اور مسافروں کے لیے مخصوص ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ملاحظہ ہو: تفسیر القاسمی ۶۱/۸)۔

❸ یعنی پڑوسی کی عزت و توقیر کرنا۔

❹ اسراف سے مراد ناجائز جگہ پر اپنی استطاعت یا اعتماد سے زیادہ خرچ کرنا۔

❺ تبذیر سے مراد ناجائز جگہ مال کا خرچ کرنا۔

❻ (الحمد للہ) سے مراد سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔

❼ (یرحمتک اللہ) کا معنی [اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کریں]۔ ❸ ملاحظہ ہو: فتح الباری ۵۲/۱۔

۵۳؛ نیز ملاحظہ ہو: مختصر شعب الإيمان للشیخ أبی جعفر القروینی۔

ان سب کی طرف لوگوں کو بلایا جائے، ان میں سے اعلیٰ ترین خصلت جس کی طرف دعوت دی جائے گی، وہ [لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ] کہنا ہے اور سب سے ادنیٰ ترین خصلت جس کی طرف بلایا جائے، وہ راستے سے اذیت دینے والی چیز کا دُور کرنا ہے۔

(۳)

نبی کریم ﷺ کا اُمت کو ہر چیز کی تعلیم دینا

موضوع دعوت کی جامعیت اور وسعت پر دلالت کرنے والی ایک بات یہ ہے، کہ ہمارے نبی کریم ﷺ نے زندگی کے ہر گوشے میں اُمت کی راہ نمائی فرمائی ہے۔ امام مسلم نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان فرمایا:

”قِيلَ لَهُ: ”قَدْ عَلَّمَكُمْ نَبِيَّكُمْ ﷺ كُلَّ شَيْءٍ حَتَّى الْخِرَاءَةِ.“

”ان سے کہا گیا: ”یقیناً تمہارے نبی۔ ﷺ نے تمہیں ہر چیز کی تعلیم دی ہے، یہاں تک کہ آدابِ خلا کی بھی۔“

راوی نے بیان کیا: انہوں [سلمان رضی اللہ عنہ] نے فرمایا:

أَجَلٌ ، لَقَدْ نَهَانَا أَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ لِغَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ ، أَوْ أَنْ نَسْتَنْجِيَ بِالْيَمِينِ ، أَوْ أَنْ نَسْتَنْجِيَ بِأَقْلٍ مِنْ ثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ ، أَوْ أَنْ نَسْتَنْجِيَ بِرَجِيعٍ أَوْ بِعَظْمٍ . ①

”ہاں، انہوں نے ہمیں اس بات سے منع کیا ہے، کہ ہم قبلہ رو ہو کر پاخانہ یا پیشاب کریں، یا ہم دائیں ہاتھ سے استنجا کریں، یا ہم تین پتھروں سے کم کے ساتھ استنجا کریں، یا ہم استنجا میں گوبر یا ہڈی استعمال کریں۔“

اس حدیث شریف سے یہ حقیقت واضح طور پر معلوم ہو رہی ہے، کہ

① صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب الاستطابۃ، رقم الحدیث ۵۷ (۲۶۲) ۱، ۲۲۳۔

آنحضرت ﷺ نے امت کو دین کی ہر وہ بات سکھلائی ہے، جس کی انہیں زندگی کے کسی گوشے میں ضرورت ہے۔ ایک غیر مسلم نے جب مذاق کرتے ہوئے اس کا ذکر حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے روبرو کیا، تو انہوں نے اس کے انکار کی بجائے، عزت و افتخار سے اس کا اقرار کیا اور آنحضرت ﷺ کی تعلیمات سے اس کی چار مثالیں پیش کیں۔

امام نووی ان کی بات کی شرح میں لکھتے ہیں:

”وَمُرَادُ سَلْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ عَلَّمَنَا كُلَّ مَا نَحْتَاجُ إِلَيْهِ فِي دِينِنَا حَتَّى الْخِرَاءِ الَّتِي ذَكَرْتَ أَيُّهَا الْقَائِلُ ، فَإِنَّهُ عَلَّمَنَا آدَابَهَا ، فَهَنَانًا فِيهَا عَنْ كَذَا وَكَذَا . وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ .“ ①

”سلمان رضی اللہ عنہ کا مقصود یہ ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے ہمیں دین کی ہر اس بات کی تعلیم دی ہے، جس کی ہمیں ضرورت ہے، یہاں تک کہ ہمیں آداب الخلاء بھی سکھائے ہیں، جن کا تم نے ذکر کیا ہے۔ چنانچہ اس سلسلے میں انہوں نے ہمیں فلاں فلاں چیز سے منع فرمایا۔ واللہ تعالیٰ اعلم“

حدیث کی شرح میں علامہ ابی رقم طراز ہیں:

”قَوْلُهُ: (عَلَّمَكُمُ كُلَّ شَيْءٍ حَتَّى الْخِرَاءِ) قُلْتُ: قَالَهُ اسْتِهْزَاءً ، وَعَدَمَ اسْتِحْيَاءٍ ، وَكَانَ مِنْ حَقِّ سَلْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنْ يُهَدَّدَ أَوْ يَسْكُتَ عَنْ جَوَابِهِ ، لِكِنَّهُ لَمْ يَلْتَفِتْ إِلَى مَا قَالَ ، وَلَا إِلَى مَا فَعَلَ مِنَ الْإِسْتِهْزَاءِ ، وَأَخْرَجَ الْجَوَابَ مَخْرَجَ سُؤَالِ الْمُسْتَرْشِدِ الْمُجِدِّ فِي جَوَابِ مَا يُسْأَلُ عَنْهُ تَقْدِيرًا لِلشَّرْحِ ، أَي لَيْسَ هَذَا مَقَامَ اسْتِهْزَاءٍ .“ ②

”اس کا یہ کہنا: ”تمہارے نبی۔ ﷺ۔ نے تمہیں ہر بات کی تعلیم دی ہے، یہاں تک کہ آدابِ خلاء کی بھی۔“

میں [یعنی علامہ اُبی] کہتا ہوں: ”اس کا ایسا کرنا بطور استہزاء تھا، کہ اس میں..... معاذ اللہ..... بے شرمی ہے۔ سلمان رضی اللہ عنہ کا [عام تصور کے مطابق] متوقع ردِ عمل تو یہ تھا، کہ وہ مرعوب ہو جاتے، یا جواب میں خاموش رہتے، لیکن انہوں نے اس کی بات اور مذاق کو قابلِ توجہ بھی نہ ٹھہرایا، اور عظمتِ شریعت کو اُجاگر کرتے ہوئے، اس طرح جواب دیا، جیسے کہ کوئی شخص سنجیدہ سائل کا جواب دیتے ہوئے بیان کرے، کہ شریعت کا یہ پہلو ہنسی اُڑانے کا سبب نہیں۔“

کتبِ حدیث میں موجود ابواب کا تنوع:

نبی کریم ﷺ کے دائرہِ تعلیم کی وسعت اُجاگر کرنے والی باتوں میں سے ایک بات حدیث شریف کی کتابوں کے ابواب کا تنوع اور گونا گونی بھی ہے۔ ہم ان کتابوں میں ایمان، علم، وضو، غسل، حیض، تیمم، نماز، زکوٰۃ، حج و عمرہ، روزوں، خرید و فروخت، وکالت، مزارعت، قرض، جھگڑے، قضاء، مظالم، شراکت، رہن، آزادی، عطیہ، شہادت، صلح، شرائط، وصیتیں، جہاد، جزیہ، نکاح، طلاق، کھانے، مشروبات، عقیدہ، قربانی، مریض، لباس، آداب، دعائیں، دلوں کو نرم کرنے والی باتیں، تقدیر، قسمیں اور نذریں، کفارات، وراثت، حدود، دیت، مرتدوں اور باغیوں سے توبہ کروانا، جبر، حیلے، فتن، الاعتصام بالکتاب والسنة، ❶ توحید وغیرہ کے کتنے زیادہ عنوان دیکھتے ہیں۔

صرف صحیح البخاری میں موجود ابواب کی تعداد قریباً ۳۸۸۲، صحیح مسلم میں ۱۳۵۱،

❶ کتاب و سنت کو مضبوطی سے تقامنا۔

سنن ابی داؤد میں ۱۸۷۶، سنن الترمذی میں ۲۲۹۹، سنن النسائی میں ۲۵۲۴ اور سنن ابن ماجہ میں ۱۵۱۱ ہے۔

بلاشک و شبہ ان ابواب کی یہ کثرت نبی کریم ﷺ کی تعلیمات کی وسعت اور جامعیت کو خوب نمایاں کرتی ہے۔

گفتگو کا حاصل یہ ہے، کہ جو شخص حقیقی معنوں میں نبی کریم ﷺ کے پیروکاروں میں شامل ہونا چاہے، وہ دعوت دین کو چند ایک مخصوص باتوں میں محصور نہ کرے، بلکہ اسوۂ حسنہ کی پیروی کرتے ہوئے دین کی تمام باتوں کی طرف بلائے۔ ہاں اس سلسلے میں مخاطب لوگوں کی ضروریات اور حالات کو پیش نظر رکھے اور اپنے علم کی حدود سے تجاوز نہ کرے۔

(۴)

کچھ احکامِ الہیہ کے ماننے اور کچھ کے انکار کا بُرا انجام

اللہ عزوجل نے یہودیوں سے تین باتوں کی پابندی کا عہد لیا۔ انہوں نے ان میں سے ایک بات کی پابندی کی اور دو کو چھوڑ دیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے انہیں شدید سزائیں کی اور دنیا و آخرت میں ان کے بُرے انجام کو بیان فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں بیان فرمایا:

﴿وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُونَ دِمَاءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُونَ
أَنْفُسَكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ أَقْرَرْتُمْ وَأَنْتُمْ تَشْهَدُونَ. ثُمَّ أَنْتُمْ هُوَلَاءِ
تَقْتُلُونَ أَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُونَ فَرِيقًا مِنْكُمْ مِنْ دِيَارِهِمْ تَظْهَرُونَ
عَلَيْهِمْ بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَإِنْ يَأْتِوكُمْ أُسْرَى تَقْدُواهُمْ وَهُمْ
مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ إِخْرَاجَهُمْ أَفْتُوْمُونَ بَعْضِ الْكِتَابِ وَتُكْفَرُونَ

بِبَعْضٍ فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلُ ذَلِكَ مِنْكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ
الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَىٰ أَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا
تَعْمَلُونَ. أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرُوا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ فَلَا
يُخَفَّفُ عَنْهُمْ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ. ﴿۱﴾

”اور جب ہم نے تم سے پختہ عہد لیا، کہ آپس میں ایک دوسرے کا خون
نہیں بہاؤ گے اور نہ اپنے آپ کو (یعنی اپنی جماعت کے افراد کو)
جلا وطن کرو گے، پھر تم نے اس کا اقرار کیا تھا اور تم [اب بھی] یہ بات
مانتے ہو۔

پھر تم ہی وہ لوگ ہو، کہ ایک دوسرے کو قتل کرتے ہو اور اپنے میں ایک
گروہ کو ان کے گھروں سے نکالتے ہو، گناہ اور زیادتی میں ان کے خلاف
ایک دوسرے کی مدد کرتے ہو۔ اور اگر وہ تمہارے پاس قیدی ہو کر
آئیں، تو تم فدیہ دے کر انہیں چھڑا لیتے ہو۔ حالانکہ اصل تو یہ ہے، کہ
ان کا نکالنا ہی تم پر حرام ہے، تو کیا تم کتاب کا کچھ حصہ مانتے ہو اور کچھ
حصے کا انکار کرتے ہو؟ سو تم میں سے جو شخص یہ کرے، تو اس کی جزا اس
کے سوا اور کیا ہے، کہ دنیا میں رسوائی ہو اور قیامت کے دن سخت ترین
عذاب کی طرف لوٹائے جائیں، اور جو کچھ تم کرتے ہو، اللہ تعالیٰ اس
سے غافل نہیں۔“

مذکورہ بالا آیات کریمہ کے شان نزول کے متعلق شیخ سعدی تحریر کرتے ہیں: نبی
کریم ﷺ کی بعثت سے قبل اوس اور خزرج..... انصار کے دو قبیلے..... مشرک تھے
اور زمانہ جاہلیت کے رواج کے مطابق باہمی لڑائیوں میں مشغول رہتے تھے۔

ان کے ہاں یہودیوں کے تین قبیلے: بنو قریظہ، بنو نضیر اور بنو قیظاع آئے، ان کے ہر ایک قبیلے نے مدینہ میں بسنے والے ایک قبیلے سے معاہدہ دوستی [حلف] کر لیا۔ جب مدنی قبائل آپس میں جنگ کرتے، تو ہر یہودی قبیلہ اپنے حلیف مدنی قبیلہ کے ساتھ ہوتا۔ اس طرح دوران جنگ یہودی یہودی کو قتل کرتا اور جب لڑائی میں جلا وطنی اور لوٹ مار کی نوبت آتی، تو اپنے یہودی بھائی ہی کو [جو کہ مخالف قبیلے کا حلیف ہوتا] جلا وطن کرتا اور جب لڑائی ٹھنڈی پڑتی، تو وہ اپنے یہودی بھائی کا فدیہ ادا کر کے اس کو قید سے آزاد کروانے میں تعاون کرتا۔

ان یہودیوں پر تین باتیں فرض کی گئی تھیں:

وہ ایک دوسرے کا خون نہ بہائیں،

ایک دوسرے کو جلا وطن نہ کریں،

اور قید کی حالت میں آزاد کروانے میں اعانت کریں۔

انہوں نے صرف تیسری بات پر عمل کیا، پہلی دونوں باتوں کی پروا نہ کی۔ اس بنا پر اللہ تعالیٰ نے ان کی سرزنش کرتے ہوئے فرمایا: ﴿أَفْتَوْمُنُونَ بِنِعْصِ﴾ ❶ اور یہ بات قیدیوں کی آزادی کے لیے فدیہ دینا تھی، ﴿وَتَكْفُرُونَ بِنِعْصِ﴾ ❷ اور وہ [اپنے یہودی بھائیوں کو] قتل کرنے اور جلا وطن کرنے کی صورت میں تھا۔ ﴿فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلُ ذَلِكَ مِنْكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا﴾ ❸ اور یہ سزا انہیں مل گئی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں رسوا کیا اور ان پر اپنے رسول ﷺ کو مسلط فرمایا۔ انہوں نے ان میں سے کچھ کو قتل کیا، کچھ کو غلام بنایا اور کچھ کو جلا وطن کر

❶ ترجمہ: ”کیا تم کتاب کے کچھ حصے پر ایمان لاتے ہو؟“

❷ ترجمہ: ”اور تم کتاب کے کچھ حصے کا انکار کرتے ہو؟“

❸ ترجمہ: ”سو تم میں سے جو شخص یہ کرے، تو اس کی جزا نہیں ہے، مگر دنیا میں رسوائی۔“

دیا۔ ﴿وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَىٰ أَشَدِّ الْعَذَابِ﴾ ❶ یعنی سب سے زیادہ سنگین عذاب کی طرف روز قیامت لوٹائے جائیں گے۔ ﴿وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ﴾ ❷ اور اللہ تعالیٰ تمہاری کرتوتوں سے غافل نہیں ہے۔“ ❸

علامہ ابو حیان اندلسی اپنی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں:

”﴿أَفْتَوْمُنُونَ بَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ﴾ یہ [اسلوب تو] سوالیہ ہے، [لیکن] اس سے مراد سرزنش اور ڈانٹ ہے۔ ان کی مذمت فدیہ دینے کی وجہ سے نہیں، بلکہ ان کے طرز عمل میں تناقض کی وجہ سے ہے، کہ انہوں نے فرض کردہ بات کے کچھ حصہ پر عمل کیا اور کچھ کو چھوڑ دیا، ان کے طرز عمل کا یہ تناقض زیادہ قابل مذمت ہے۔“ ❹

تنبیہات:

اس مقام پر قارئین کرام کی توجہ درج ذیل چار باتوں کی طرف مبذول کروا:

چاہتا ہوں:

۱: اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے دنیا میں [خِزْيُ] کا عذاب مقرر فرمایا ہے۔ اور [خِزْيُ] سے مراد ذلت، رسوائی اور بدنامی ہے اور اس کی سنگینی کو اجاگر کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اس کو اسم نکرہ استعمال فرمایا ہے اور یہ عذاب ان بنو قریظہ کے قتل اور بنو نضیر کے شام کے اذرعات اور اریحاء علاقوں کی طرف جہ وطنی کی صورت میں واقع ہوا۔ ❹

❶ ترجمہ: ”اور وہ روز قیامت سخت ترین عذاب کی طرف لوٹائے جائیں گے۔“

❷ ملاحظہ ہو: تفسیر السعدی ص ۵۸؛ نیز ملاحظہ ہو: تفسیر ابن کثیر ۱/۱۲۹-۱۲۰.

❸ تفسیر البحر المحیط ۱/۴۶۱.

❹ ملاحظہ ہو: تفسیر أبي السعود ۱/۱۲۶.

ب: اللہ تعالیٰ نے ان کے اُخروی عذاب کے بارے میں فرمایا، کہ وہ روز قیامت شدید ترین عذاب کی طرف لوٹائے جائیں گے۔ چونکہ ان کی نافرمانی سنگین ترین تھی، اس لیے آخرت میں ان کا عذاب بھی شدید ترین ہوگا۔ ❶

ان کے دنیوی اور اخروی عذابوں میں کسی قسم کی تخفیف نہ ہوگی۔ قاضی ابوسعود لکھتے ہیں:

”﴿ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ الْعَذَابُ ﴾ دُنْيَوِيًّا كَانَ أَوْ أُخْرَوِيًّا.“ ❷

”ان سے کوئی عذاب بھی، دنیوی ہو یا اخروی ہلکا نہ کیا جائے گا۔“

حافظ ابن کثیر تحریر کرتے ہیں:

”أَيُّ لَا يَفْتَرُّ عَنْهُمْ سَاعَةً وَاحِدَةً.“ ❸

”یعنی یہ عذاب ایک گھڑی کے لیے بھی ہلکا نہ کیا جائے گا۔“

اخروی عذاب سے چھٹکارا حاصل کرنے میں کوئی بھی، کسی طریقہ سے بھی، ان کی مدد نہ کر سکے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ﴾ [اور ان کی نصرت نہ کی جاوے گی]۔ قاضی ابوسعود اس کی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں:

”بَدْفَعِهِ عَنْهُمْ شَفَاعَةً أَوْ جَبْرًا“ ❹ [یعنی کوئی شفاعت کر کے یا بزور قوت ان کی مدد نہ کر سکے گا۔]

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

”أَيُّ وَلَيْسَ لَهُمْ نَاصِرٌ يُنْقِذُهُمْ مِمَّا هُمْ فِيهِ مِنَ الْعَذَابِ الدَّائِمِ السَّرْمَلِيِّ، وَلَا يُجِيرُهُمْ مِنْهُ.“ ❺

❷ المرجع السابق ۱/۱۲۶.

حفظ ہو: تفسیر أبي السعود ۱/۱۲۶.

سیر ابن کثیر ۱/۱۳۰.

سیر أبي السعود ۱/۱۲۶.

سیر ابن کثیر ۱/۱۳۰.

”یعنی جس دائمی اور سرمدی عذاب میں وہ ہوں گے، اس سے نکلنے میں نہ تو کوئی ان کی مدد کرے گا اور نہ ہی کوئی انہیں اس سے پناہ دے گا۔“

مذکورہ بالا آیات میں اُمتِ اسلامیہ کو اس بات سے ڈرایا گیا ہے، کہ وہ یہودیوں کی طرح نہ ہو جائیں، کہ کتاب کے کچھ حصے پر ایمان لائیں اور کچھ حصے کے ساتھ کفر کریں، کیونکہ ایسا کرنے سے ان پر دنیا میں ذلت و رسوائی مسلط کی جائے گی اور آخرت میں شدید ترین عذاب کی طرف لوٹائے جائیں گے۔

علاوہ ازیں ان آیات میں دعوتِ دین دینے والوں کے لیے بھی یاد دہانی اور تنبیہ ہے، کہ وہ لوگوں کو دین کے تمام احکامات کو مضبوطی سے تھامنے اور ممنوعہ باتوں سے کلی طور پر اجتناب کی تلقین کریں، تاکہ وہ یہودیوں کو دنیا و آخرت میں ملنے والی سزاؤں سے محفوظ ہو سکیں۔

(۵)

بعض بظاہر معمولی باتوں کا عظیم اجر یا سنگین سزا

داعی کے لیے مکمل دین کی طرف دعوت دینے کے دلائل میں سے ایک یہ ہے، کہ شریعت کی بہت سی ایسی باتیں ہیں، جنہیں لوگ معمولی تصور کرتے ہیں، لیکن وہ اپنے اجر و ثواب کی بنا پر بہت عظیم، یا اپنی سنگین سزا کی بنا پر بہت خطرناک ہوتی ہیں۔

توفیق الہی سے ذیل میں چند ایک ایسی ہی باتیں تحریر کی جا رہی ہیں:

۱: اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ نہ کرنا:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ
الْكَافِرُونَ. ❶﴾

”اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ نہ کریں، وہی لوگ کافر ہیں۔“

ایک دوسری آیت شریفہ میں فرمایا:

﴿ وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ
الظَّالِمُونَ. ❷﴾

”اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ نہ کریں، وہی لوگ ظالم ہیں۔“

ایک تیسری آیت شریفہ میں فرمایا:

﴿ وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ
الْفَاسِقُونَ. ❸﴾

”اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ نہ کریں، وہی لوگ فاسق ہیں۔“

❶ سورة المائدة / جزء من الآية ٤٤. شیخ سعدی آیت شریفہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ حکم کے خلاف کسی اور چیز سے فیصلہ کرنا، کافروں کا کام ہے اور بسا اوقات ایسا عمل اسلام کے دائرہ سے خارج کروا دیتا ہے، جب کہ ایسے کرنے والا اس کو جائز اور حلال سمجھے۔ (ملاحظہ ہو: تفسیر السعدی ص ۲۲۸)۔

شیخ الحدیث محمد عبدہ تحریر کرتے ہیں: ”مسلمان حاکم پر کفر کا فتویٰ اسی وقت لگا سکتے ہیں، جب وہ قرآن و حدیث کا انکار کرے ان کے خلاف فیصلہ صادر کرے۔ ایسے شخص کے کافر ہونے میں کچھ شبہ نہیں ہو سکتا۔“ اگلی آیات میں ایسے شخص کو ظالم اور فاسق بھی قرار دیا گیا ہے۔ (اشرف الحواشی، ف ۴، ص ۱۳۹) نیز ملاحظہ ہو: تفسیر القرطبی ۱۹۰/۶۔

❷ سورة المائدة / جزء من الآية ٤٥. ❸ سورة المائدة / جزء من الآية ٤٧.

ب: جھوٹا خواب بیان کرنا:

امام بخاری نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ بلاشبہ رسول

اللہ ﷺ نے فرمایا:

”إِنَّ مِنْ أَفْرَى الْفَرَى أَنْ يُرَى عَيْنُهُ مَا لَمْ تَرَ.“^①

”بلاشبہ بہت بڑے جھوٹوں میں سے یہ ہے، کہ اپنی آنکھ کو وہ دکھائے، جو

اس نے دیکھا نہ ہو۔“

مراد یہ ہے، کہ ایسا خواب دیکھنے کا دعویٰ کرے، جو اس نے دیکھا نہ ہو۔^②

ج: زبان کا صحیح یا غلط استعمال:

امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم ﷺ سے

روایت نقل کی ہے، کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

”إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللَّهِ لَا يُلْقَى لَهَا بَأَلًا

يَرْفَعُهُ اللَّهُ بِهَا دَرَجَاتٍ ، وَإِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ

سَخَطِ اللَّهِ لَا يُلْقَى لَهَا بَأَلًا يَهْوِي بِهَا فِي جَهَنَّمَ.“^③

”بلاشبہ بندہ اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کا ایک لفظ بولتا ہے، وہ اسے کوئی

اہمیت بھی نہیں دیتا، [مگر] اللہ تعالیٰ اسی کی وجہ سے اس کے درجات کو بلند

فرمادیتے ہیں اور بے شک بندہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا ایک لفظ بولتا ہے،

① صحیح البخاری، کتاب التعلیم، باب من كذب في حلمه، جزء من رقم الحديث ۷۰۴۳،

۴۲۷/۱۲

② اس بارے میں تفصیل کے لیے دیکھیے: راقم السطور کی کتاب [جھوٹ کی سنگینی اور اس کی اقسام

ص ۱۲۳-۱۲۴]۔

③ صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب حفظ اللسان،، رقم الحديث ۶۴۷۸، ۳۰۸/۱۱

وہ اسے کوئی اہمیت بھی نہیں دیتا، [لیکن] وہ اس کی بنا پر جہنم میں گر جاتا ہے۔“

اور صحیح مسلم میں ہے:

”إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مَا يَتَّبِعُ مَا فِيهَا، يَهْوِي بِهَا فِي

النَّارِ، أْبَعَدَ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ.“^①

”بلاشبہ بندہ ایک لفظ بولتا ہے، وہ اس میں غور و فکر بھی نہیں کرتا، [لیکن]

وہ اس کے سبب دوزخ میں اس قدر گہرائی میں گرتا ہے، جو کہ مشرق و

مغرب کے درمیانی فاصلے سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔“

اور جامع الترمذی میں ہے:

”لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ لَا يَرَى بِهَا بَأْسًا يَهْوِي بِهَا سَبْعِينَ خَرِيفًا

فِي النَّارِ.“^②

”بے شک آدمی ایک لفظ بولتا ہے، وہ اس میں کچھ حرج نہیں سمجھتا، [مگر]

وہ اس کی وجہ سے ستر سال تک دوزخ میں گرایا جائے گا۔“

د: کسی کا حقارت سے ذکر کرنا:

حضرات ائمہ احمد، ابو داؤد اور ترمذی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی

ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

① صحیح مسلم، کتاب الزہد والرفائق، باب المتكلم بالكلمة، يهوي بها في النار، رقم

الحدیث ۵۰ (۲۹۸۸)، عن أبي هريرة رضی اللہ عنہ، ۴/۲۲۹۰.

② جامع الترمذی، أبواب الزہد، باب ما جاء من تكلم بالكلمة ليضحك الناس، رقم الحدیث

۲۴۱۶ عن أبي هريرة رضي الله عنه ۴۹۷/۶. امام ترمذی نے اس کو [حسن] اور شیخ البانی نے

[حسن صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۴۹۷/۶؛ و صحیح سنن الترمذی

۲/۲۶۸).

میں نے کہا: ”يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ صَفِيَّةَ امْرَأَةٌ.“
 ”وَقَالَتْ بِيَدِهَا هَكَذَا كَأَنَّهَا تَعْنِي قَصِيرَةٌ.“
 فَقَالَ: ”لَقَدْ مَزَجَتْ بِكَلِمَةٍ لَوْ مَزَجَ بِهَا مَاءُ الْبَحْرِ
 مَزَجَتْ.“ ❶

”اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ! بلاشبہ صفیہ عورت ہے۔“ نبی ﷺ
 اور انہوں نے اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کیا، گویا کہ ان کا مقصود یہ تھا
 کہ وہ کوتاہ قامت ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم نے [اپنے اعمال کی] ایک ایسے لفظ کے
 ساتھ آمیزش کی ہے، کہ اگر اس کی سمندر کے پانی کے ساتھ آمیزش کی
 جائے، تو وہ اس پر غالب ہو کر اس کو خراب کر دے۔“

ہ: کسی مسلمان کی عزت کے متعلق ناحق زبان درازی کرنا:

امام ابو داؤد نے حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم ﷺ سے
 روایت نقل کی ہے، کہ آپ نے فرمایا:

”إِنَّ مِنْ أَرْبَى الرِّبَا الْإِسْطِطَالَةَ فِي عِرْضِ الْمُسْلِمِ بِغَيْرِ

❶ المسند، جزء من رقم الحديث ۲۵۵۶۰، ۴۲ / ۳۶۱، وسنن أبي داود، كتاب الأدب،
 باب في الغيبة، جزء من رقم الحديث ۴۸۶۵، ۱۳ / ۱۵۱؛ وجامع الترمذي، أبواب صفة
 القيامة، باب، جزء من رقم الحديث ۲۶۲۴، ۷ / ۱۷۶-۱۷۷. الفاظ حدیث جامع الترمذی
 کے ہیں، شیخ ارناؤوٹ اور ان کے رفقاء نے المسند کی روایت کے متعلق لکھا ہے، کہ اس کی [اسناد مسلم کی
 شرط پر صحیح] ہے۔ (ہامش المسند ۴۲ / ۳۶۱)؛ شیخ البانی نے سنن أبي داود اور جامع الترمذی کی
 روایت کردہ حدیث کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن أبي داود ۳ / ۹۲۳؛ صحیح
 سنن الترمذی ۲ / ۳۰۶).

حَقِّقْ: ①

”بیشک سنگین ترین سود ② میں سے کسی مسلمان کی عزت کے بارے میں ناحق زبان درازی کرنا ہے۔“

و: قرض ادا کیے بغیر مرنا:

حضرات ائمہ نسائی، حاکم اور بغوی نے حضرت محمد بن جحش رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

”ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا، پھر اپنی ہتھیلی کو اپنی پیشانی پر رکھا، پھر ارشاد فرمایا:

”سُبْحَانَ اللَّهِ! مَاذَا نَزَلَ مِنَ التَّشْدِيدِ!“

”اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہیں! کس قدر سختی نازل ہوئی ہے۔“

ہم چپ رہے اور خوف زدہ ہو گئے۔

دوسرے روز میں نے آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا: ”يَا رَسُولَ

اللَّهِ! مَا هَذَا التَّشْدِيدُ الَّذِي نَزَلَ؟“

”یا رسول اللہ!۔ نازل ہونے والی یہ سختی کیا تھی؟“

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَوْ أَنَّ رَجُلًا قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، ثُمَّ

① سنن ابی داؤد، کتاب الأدب، باب فی الغیبة، رقم الحدیث ۴۸۶۶، ۱۳/۱۰۲۔ شیخ البانی

نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن ابی داؤد ۳/۹۲۳؛ و صحیح الترغیب

و الترہیب ۳/۷۷)۔

② یعنی عذاب میں سب سے زیادہ اور حرمت میں سب سے شدید۔ (ملاحظہ ہو: عون المعبود ۱۳/۱۰۲)۔

أُحْسِي، ثُمَّ قُتِلَ، ثُمَّ أُحْسِي، ثُمَّ قُتِلَ، وَعَلَيْهِ دَيْنٌ مَا دَخَلَ الْجَنَّةَ،
حَتَّى يُقْضَى عَنْهُ دَيْنُهُ. ❶

”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کیا جائے، پھر اسکو زندہ کیا جائے، پھر اس کو قتل کیا جائے، پھر اس کو زندہ کیا جائے، پھر اس کو قتل کیا جائے اور اسکے ذمے قرض ہو، تو وہ قرض ادا ہونے تک جنت میں داخل نہیں ہوگا۔“

ز: پڑوسی کو ایذا دینا:

امام بخاری نے حضرت ابو شریح رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، کہ یقیناً نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”وَاللَّهِ لَا يُؤْمِنُ، وَاللَّهِ لَا يُؤْمِنُ، وَاللَّهِ لَا يُؤْمِنُ.“

”واللہ! وہ ایمان والا نہیں، واللہ! وہ ایمان والا نہیں، واللہ! وہ ایمان والا نہیں۔“

”قِيلَ: ”وَمَنْ يَا رَسُولَ اللَّهِ!“

عرض کیا گیا: ”کون یا رسول اللہ!“ ﷺ

❶ سنن النسائي، كتاب البيوع، التغليظ في الدين، ۳۱۴/۷-۳۱۵؛ والمستدرک علی الصحیحین، كتاب البيوع ۲۵۰/۲؛ وشرح السنة، كتاب البيوع، باب التشديد في الدين، رقم الحديث ۲۱۴۵، ۲۱۸/۸. الفاظ حدیث سنن التسانی کے ہیں۔ امام حاکم نے اس کی [اسناد کو حسن] کہا ہے اور حافظ ذہبی نے ان کے ساتھ موافقت کی ہے۔ شیخ البانی نے سنن التسانی کی روایت کو [صحیح] اور شیخ ارناؤوط نے شرح السنہ کی روایت کی [اسناد کو حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المستدرک علی الصحیحین ۲۵۰/۲؛ والتلخیص ۲۵۰/۲؛ و صحیح سنن النسائي ۹۶۹/۳؛ وھامش شرح السنة ۲۰۱/۸)۔

قَالَ: "الَّذِي لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ." ❶

فرمایا: "وہ شخص، کہ اس کا پڑوسی اس کے شر سے محفوظ نہ ہو۔"

ح: خوشبو استعمال کر کے عورت کا مردوں کے پاس سے گزرنے:

امام نسائی نے حضرت [ابوموسیٰ] اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"أَيُّمَا امْرَأَةٍ اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ عَلَيَّ قَوْمٍ لِيَجِدُوا مِنْ رِيحِهَا فَهِيَ زَانِيَةٌ." ❷

"کوئی بھی عورت [جو] خوشبو استعمال کرے اور [پھر] کسی قوم کے پاس سے گزرے، تاکہ وہ اس کی خوشبو کو پائیں، تو وہ بدکار ہے۔"

ط: غیر محرم عورت کو چھونا:

امام طبرانی نے حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"لَأَنْ يُطْعَنَ فِي رَأْسِ أَحَدِكُمْ بِمِخْبَطٍ مِنْ حَدِيدٍ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمَسَّ امْرَأَةً لَا تَحِلُّ لَهُ." ❸

❶ صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب إثم من لا يأمن جاره بوائقه، رقم الحدیث ۶۰۱۶، ۴۳۳/۱۰.

❷ سنن النسائی، کتاب الزینة، ما یکره للنساء من الطیب، ۱۵۳/۸. شیخ البانی نے اس کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن النسائی ۱۰۴۹).

❸ منقول از: مجمع الزوائد، کتاب النکاح، باب النهی عن الخلوة بغير محرم، ۳۲۶/۴. حافظ ہاشمی نے اس کے متعلق لکھا ہے: "اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے اور [اس کے راویان صحیح کے روایت کرنے والے ہیں]۔" (المرجع السابق ۳۲۶/۴).

”تم میں سے کسی کے سر میں لوہے کے پتے جھاڑ سے زخم کیا جانا اس سے بہتر ہے، کہ وہ کسی غیر محرم عورت کو چھوئے۔“

ی: پیشاب سے نہ بچنا:

ک: چغلی کرنا:

امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ [طیبہ] کے کسی باغ سے نکلے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں میں عذاب دیے جانے والے دو انسانوں کی آواز سنی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”يُعَذَّبَانِ، وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرَةٍ.“

”ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑے گناہ کی وجہ سے عذاب نہیں

ہو رہا۔“^①

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”وَإِنَّهُ لَكَبِيرٌ. كَانَ أَحَدُهُمَا لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلٍ، وَكَانَ الْآخَرُ

يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ.“

”اور یقیناً وہ بڑا گناہ ہے،^② ان میں سے ایک پیشاب [کے چھینٹوں]

سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خور تھا۔“

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہری شاخ منگوائی اور اسے دو حصوں میں توڑا اور ایک

ٹکڑا ایک کی قبر پر اور دوسرا دوسری قبر پر گاڑ دیا۔ پھر فرمایا:

”لَعَلَّهُ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيَّسَا.“^③

① یعنی عام لوگوں کے نزدیک یہ کوئی بڑا گناہ نہیں۔

② یعنی دونوں سے ہر ایک کے عذاب کا سبب حقیقت میں کبیرہ گناہ ہے۔

③ صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب النمیمۃ من الکبائر، رقم الحدیث ۶۰۵۵، ۱۰/۴۷۲۔

”شاید کہ ان کے ترہنے تک ان کے عذاب میں کمی کر دی جائے۔“

امام بخاری نے اس حدیث پر درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

[بَابُ مِنَ الْكِبَائِرِ أَنْ لَا يَسْتَتِرَ مِنَ الْبَوْلِ] ①

[اس بارے میں باب، کہ پیشاب [کے چھینٹوں] سے نہ بچنا کبیرہ

گناہوں میں سے ہے۔]

ایک دوسرے مقام پر انہوں نے درج ذیل عنوان لکھا ہے:

[بَابُ النَّمِيمَةِ مِنَ الْكِبَائِرِ .] ②

[اس بارے میں باب، کہ چغل خوری کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔]

تنبیہ:

بعض محدثین نے الفاظ حدیث [كَانَ أَحَدُهُمَا لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ] کا

ایک دوسرا معنی بھی بیان کیا ہے، کہ وہ پیشاب کرتے ہوئے [لوگوں سے] ستر پوشی نہ کیا کرتا تھا۔ ③ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ل: آخری زمانے میں بُرائی پر ٹوکنا:

امام احمد نے عبدالرحمن بن حضری سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان

کیا: ”مجھے اس شخص نے بتلایا، جس نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

”إِنَّ مِنْ أُمَّتِي أَقْوَامًا يُعْطَوْنَ مِثْلَ أَجُورِ أَوْلِيهِمْ ، يُنْكِرُونَ

الْمُنْكَرَ.“ ④

① صحیح البخاری، کتاب الوضوء، ۳۱۷/۱.

② المرجع السابق، کتاب الأدب، ۴۷۲/۱۰.

③ ملاحظہ ہو: فتح الباری ۳۱۸/۱.

④ المسند، رقم الحدیث ۲۳۱۸۱، ۴۱/۳۸. شیخ البانی نے اس کی [اسناد کو چید] اور اس کے راویوں

کو صحیح کے راویوں [کہا ہے۔ شیخ ارتاؤوٹ اور ان کے رفقاء نے اس کو [حسن لغیرہ] قرار دیا ہے۔ ۵۵۵

”بلاشبہ میری اُمت میں ایسے لوگ ہیں، جو اپنے سلف ایسا ثواب دیے جائیں گے، ❶ وہ برائی پر ٹوکتے ہیں۔“

م: جہاد:

امام بخاری نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے، کہ آپ نے فرمایا:

”الرَّوْحَةُ وَالْغُدُوَّةُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَفْضَلُ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا. ❷“

”اللہ تعالیٰ کی راہ میں ❸ پہلے پہر کے کسی وقت اور پچھلے پہر کے کسی وقت

نکلنا، دنیا اور جو کچھ اس میں ہے، سب سے بڑھ کر ہے۔“

ایمان و اسلام کا دعویٰ کرنے والے کسی شخص کے لیے ممکن نہیں، کہ وہ مذکورہ بالا اور ان ایسی سینکڑوں باتوں کے بارے میں قرآن و سنت کی تعلیمات سے تغافل برتے۔

اور جب صورتِ حال یہ ہے، تو دین کی دعوت دینے والا کیسے ان باتوں کو، اپنی خود ساختہ حد بندی سے خارج قرار دیتے ہوئے نظر انداز کر سکتا ہے۔ اس پر لازم ہے، کہ مناسب موقع پر حسب ضرورت ان باتوں کے متعلق لوگوں سے اپنے علم کی حدود میں گفتگو کرے۔ جن اعمال کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے، ان کا حکم دے، جن سے روکا گیا ہے، ان سے منع کرے۔

﴿﴿ (ملاحظہ ہو: سلسلۃ الأحادیث الصحیحة، رقم الحدیث ۱۷۰۰، ۲۷۵/۴، وھامش

المسند ۱۳۸ / ۲۴۱)۔

❶ یعنی اُمت کے ابتدائی دور کے لوگوں کو دیے جانے والے عظیم اجر و ثواب جیسا۔

❷ صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب الغدوة والروحة فی سبیل اللہ، رقم الحدیث

۱۴/۶، ۲۷۹۴۔

❸ یعنی جہاد کے لیے۔ (ملاحظہ ہو: فتح الباری ۱/۶)۔

(۶)

شیخ ابن باز کا قول

کس چیز کی طرف لوگوں کو دعوت دی جائے گی؟

اس موضوع کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے سعودی عرب کے سابق مفتی اعظم شیخ

عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز تحریر کرتے ہیں:

”وہ اللہ تعالیٰ کے صراطِ مستقیم دینِ حق کی طرف دعوت ہے۔ اور اس میں

سرفہرست صحیح عقیدے کی طرف بلانا ہے، کہ اللہ تعالیٰ کے لیے اخلاص ہو،

صرف ان ہی کی عبادت کی جائے، ان کے رسولوں اور روزِ قیامت پر ایمان

لایا جائے، اللہ تعالیٰ اور ان کے رسول ﷺ نے ماضی اور مستقبل کی جن

باتوں کی خبر دی ہے، ان پر یقین کیا جائے۔

اس میں یہ بھی شامل ہے، کہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ فرائض، نماز کے قائم

کرنے، زکوٰۃ ادا کرنے، رمضان کے روزے رکھنے، بیت اللہ کا حج

وغیرہ کرنے کی دعوت دی جائے۔ اور اس میں سے یہ بھی ہے، کہ اللہ

تعالیٰ کی راہ میں جہاد، امر بالمعروف، نہی عن المنکر، طہارت، نماز،

روزمرہ کے معاملات، نکاح، طلاق، جنایات، نفقات، جنگ، صلح،

غرضیکہ ان تمام باتوں میں، جن میں لوگ دین کے محتاج ہیں، شریعت کی

پابندی کرنے کی دعوت دی جائے۔ اس طرح داعیِ عمدہ اخلاق اور اچھے

اعمال کی طرف دعوت دے اور گھٹیا اخلاق اور بُرے اعمال سے بچنے کی

تلقین کرے۔ [جس اسلام کی طرف اس کو دعوت دینا ہے] وہ عبادت

اور قیادت ہے۔ وہ [یعنی دعوتِ دین دینے والا] عبادت گزار [بھی]

ہوگا اور لشکرِ اسلامی کا سپہ سالار [بھی]، [اسلام] عبادت اور حکومت ہے، اور وہ عبادت گزار، نمازی اور روزہ دار [بھی] ہوگا اور شریعتِ اسلامیہ کے مطابق فیصلہ کرنے والا اور اللہ عزوجل کے احکام کو نافذ کرنے والا [بھی] ہوگا۔ وہ [یعنی اسلام] عبادت اور جہاد ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والا [بھی] ہوگا اور دینِ الہی سے بغاوت کرنے والوں کے خلاف جہاد بھی کرے گا۔ وہ [یعنی اسلام] قرآن اور تلوار ہے، وہ [یعنی داعی] قرآن کریم میں غور و فکر اور تدبر کرتا ہے اور اس کے احکام کو [بوقتِ ضرورت] بزورِ قوت نافذ کرتا ہے، یہاں تک کہ ضرورت کے وقت تلوار بھی استعمال کرتا ہے۔ اس [اسلام] میں سیاست اور اجتماعی زندگی [کا نظام] ہے۔ وہ اعلیٰ اخلاق، ایمانی اخوت اور امتِ مسلمہ کے باہمی اتحاد و محبت کی طرف بلاتا ہے، وہ [یعنی داعی] شریعت کے مطابق نظامِ حکومت چلانے اور غیر اسلامی نظاموں کو چھوڑنے کی دعوت دیتا ہے۔ وہ [یعنی اسلام] سیاست و معیشت ہے، وہ اسلامی اخوت پر مبنی ایسے معاشرے کی تشکیل کی دعوت دیتا ہے، کہ اس میں کینہ، حسد، دھوکہ، خیانت وغیرہ گھٹیا اخلاق کی باتوں کا نام و نشان تک باقی نہ رہے۔

آپ پر لازم ہے، کہ مکمل اسلام کو تھامیے، جس میں عقیدہ، عمل، عبادت، جہاد، اجتماعی [نظام]، سیاست، اقتصاد وغیرہ سب کچھ ہو۔ اسلام کو اس کے ہمہ جہتی پہلوؤں سے پکڑو، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا
خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ﴾ ❶

”اے ایمان والو! پوری طرح اور (اعتقاد و عمل کی) ساری باتوں میں مسلم ہو جاؤ اور دیکھو شیطانی وسوسوں کی پیروی نہ کرو، وہ تو تمہارا کھلا دشمن ہے۔“^①



① ملاحظہ ہو: الدعوة إلى الله سبحانه وأخلاق الدعاء ص ۲۳-۲۹.

مبحثِ دوم

دعوتِ دین میں توحید کا مقام

تمہید:

جن باتوں کی طرف دعوتِ دین میں بلایا جاتا ہے، ان سب کی بنیاد، اساس اور ان میں سے سب سے زیادہ ضروری، اعلیٰ و افضل دعوتِ توحید ہے۔ قرآن و سنت میں اس حقیقت کو خوب اُجاگر کیا گیا ہے۔ علمائے اُمت نے بھی اس بارے میں تفصیل سے راہ نمائی کی ہے۔ توفیقِ الہی سے اس سلسلے میں درج ذیل چار عنوانوں کے ضمن میں گفتگو کی جا رہی ہے:

- ۱: دعوتِ توحید کا تمام انبیاء علیہم السلام کی دعوت کی بنیاد ہونا
- ۲: نبی کریم ﷺ کا دعوتِ توحید کے لیے اہتمام
- ۳: توحید کے بغیر اعمال کا برباد ہونا
- ۴: دعوتِ توحید کے متعلق بعض علماء کے اقوال

(۱)

دعوتِ توحید کا تمام انبیاء علیہم السلام کی دعوت کی بنیاد ہونا

اللہ رب العالمین نے اپنے ہر نبی کی طرف یہ وحی نازل فرمائی، کہ ان کے سوا کوئی معبود نہیں اور ان میں سے ہر ایک کو یہ حکم دیا، کہ وہ اپنی اپنی امتوں کو دعوتِ توحید دیں۔ وہ صرف ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور ان کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ ٹھہرائیں۔ حضراتِ انبیاء علیہم السلام نے اس حکم کی تعمیل کرتے ہوئے دعوتِ توحید

دینے میں کوئی کسر اٹھانہ رکھی۔ قرآن و سنت کی سینکڑوں آیات و احادیث میں اس بات کو بیان کیا گیا ہے۔ ذیل میں دو ضمنی عنوانوں کے تحت اس بارے میں توفیق الہی سے گفتگو کی جا رہی ہے:

۱: دعوتِ انبیاء علیہم السلام کے متعلق اجمالی نصوص:

قرآن و سنت کی بعض نصوص میں اجمالی طور پر بیان کیا گیا ہے، کہ تمام انبیاء علیہم السلام کی دعوت کی اصل اور بنیاد دعوتِ توحید تھی، اس بارے میں دو آیات کریمہ اور ایک حدیث شریف ذیل میں ملاحظہ فرمائیے:

۱: اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ. ﴾ ①

”ہم نے آپ سے پہلے کوئی رسول بھیجا، مگر اس کی طرف یہ وحی کرتے تھے، کہ بلاشبہ حقیقت یہ ہے، کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں، سو میری عبادت کرو۔“

آیت میں بیان کردہ بات کو اچھی طرح سمجھنے سمجھانے کی غرض سے ذیل میں توفیق الہی سے چند ایک مفسرین کے اقوال پیش کیے جا رہے ہیں:

۱: امام قتادہ نے تفسیر آیت میں بیان کیا ہے:

”لَمْ يُرْسَلْ نَبِيٌّ إِلَّا بِالتَّوْحِيدِ. وَالشَّرَائِعُ مُخْتَلِفَةٌ فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ، وَكُلُّ ذَلِكَ عَلَى الْإِخْلَاصِ وَالتَّوْحِيدِ.“ ②

① سورة الأنبياء / الآية ۲۵.

② نقلًا عن تفسیر القرطبی ۲۸۰/۱۱؛ نیز ملاحظہ ہو: تفسیر الطبری ۱۲/۹.

”کوئی نبی بھی مبعوث نہیں کیا گیا، مگر توحید کے ساتھ تورات، انجیل اور قرآن میں شریعتیں جدا جدا ہیں، لیکن سب کی بنیاد اخلاص و توحید پر ہے۔“

ب: امام طبری تحریر کرتے ہیں:

”يَقُولُ تَعَالَى ذِكْرُهُ: وَمَا أَرْسَلْنَا يَا مُحَمَّدُ..... ﴿١﴾ مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ إِلَى أُمَّةٍ مِنَ الْأُمَمِ إِلَّا نُوْحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا مَعْبُودَ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ تَصْلُحُ الْعِبَادَةَ لَهُ سِوَايَ فَاَعْبُدُون. يَقُولُ: فَأَخْلِصُوا إِلَيَّ الْعِبَادَةَ، وَأَفْرِدُوا إِلَيَّ الْأُلُوهِيَّةَ.“ ﴿٢﴾

”اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ”اے محمد ﷺ! ہم نے آپ سے پہلے اُمتوں میں سے کسی اُمت کی طرف کوئی رسول نہیں بھیجا، مگر اس کی طرف وحی کرتے تھے، کہ آسمانوں اور زمین میں میرے سوا عبادت کا مستحق کوئی معبود نہیں، سو میری عبادت کرو۔“ وہ [یعنی اللہ تعالیٰ] فرماتے ہیں: ”خالص میری ہی عبادت کرو اور تنہا میرے ہی معبود ہونے کا اقرار کرو۔“

ج: قاضی ابن عطیہ رقم طراز ہیں:

”لَمَّا أَخْبَرَهُمْ تَعَالَى أَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ الْحَقَّ لِإِعْرَاضِهِمْ، أَتَبَعَ ذَلِكَ بِإِعْلَامِهِمْ أَنَّهُ مَا أَرْسَلَ قَطُّ رَسُولًا إِلَّا أَوْحَى إِلَيْهِ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى فَرَدُّ صَمَدٌ. وَهَذِهِ عَقِيدَةٌ لَمْ تَخْتَلِفْ فِيهَا النَّبَوَاتُ، وَإِنَّمَا اِخْتَلَفَ فِي الْأَحْكَامِ.“ ﴿٣﴾

② المحرر الوجيز ۱۱/۱۳۱.

① تفسير الطبري ۱۲/۹.

”جب اللہ تعالیٰ نے انہیں بتلایا، کہ وہ اپنی بے رخی کی وجہ سے حق سے نا آشنا ہیں، تو اس کے بعد انہیں اس بات سے آگاہ کیا، کہ انہوں نے کبھی بھی کوئی رسول مبعوث نہیں فرمایا، مگر اس کی طرف وحی کی، کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ یکتا اور بے نیاز ہیں۔ اس عقیدہ کے متعلق نبوات میں کوئی اختلاف نہیں۔ بلاشبہ [ان میں] اختلاف [دیگر] احکام میں ہے۔“

و: قاضی ابوسعود تحریر کرتے ہیں:

”اِسْتِثْنَاءُ مُقَرَّرٍ لِمَا اُجْمِلَ فِيْهَا قَبْلَهُ مِنْ كَوْنِ التَّوْحِيْدِ مِمَّا نَطَقَتْ بِهٖ الْكُتُبُ الْاِلٰهِيَّةُ ، وَاَجْمَعَتْ عَلَيْهِ الرُّسُلُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ .“ ①

”اس آیت کریمہ میں نئی بات کرتے ہوئے پہلے سے بیان کردہ اجمالی بات کی تاکید کی گئی ہے، کہ آسمانی کتابوں نے توحید کو بیان کیا ہے، اور اس پر تمام رسولوں۔ علیہم السلام۔ کا اجماع ہے۔“

و: آیت شریفہ کی تفسیر میں شیخ قاسمی نے قلم بند کیا ہے:

”فَكُلُّ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللهُ تَعَالَى يَدْعُوْا اِلَى عِبَادَةِ اللهِ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ .“ ②

”سو ہر مبعوث کردہ نبی بلا شرکت غیرے تھا اللہ تعالیٰ کی عبادت کی دعوت دیتا ہے۔“

و: شیخ سعدی لکھتے ہیں:

”فَكُلُّ الرُّسُلِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ مَعَ كُتُبِهِمْ ، زُبْدَةُ رِسَالَتِهِمْ

① تفسیر ابی السعود ۶/۶۳.

② تفسیر القاسمی ۱۱/۲۴۸.

وَأَصْلُهَا الْأَمْرُ بِعِبَادَةِ اللَّهِ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ ، وَبَيَانٌ أَنَّهُ
إِلَٰهَةُ الْحَقِّ الْمَعْبُودُ ، وَأَنَّ عِبَادَةَ مَا سِوَاهُ بَاطِلَةٌ . ❶

”آپ سے پہلے معبود کردہ تمام رسولوں کی کتابوں اور رسالتوں کا خلاصہ اور جڑ یہ تھی، کہ اس بات کا حکم دیا جائے، کہ بلا شرکت غیرے تنہا اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے، اور اس حقیقت کو بیان کیا جائے، کہ صرف وہی حقیقی معبود ہیں، اور ان کے سوا ہر کسی کی عبادت باطل ہے۔“

۲: ارشادِ رب العالمین ہے:

﴿ وَ لَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا
الطَّاغُوتَ ❷ ﴾

”اور بلاشبہ یقیناً ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا، کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو۔“

آیت کریمہ کو خوب اچھی طرح سمجھنے کی خاطر ذیل میں تین حضرات مفسرین کے اقوال ملاحظہ فرمائیے:

۱: امام طبری نے تحریر کیا ہے:

۱: ”وَلَقَدْ بَعَثْنَا أَيُّهَا النَّاسُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ سَلَفَتْ قَبْلَكُمْ
رَسُولًا كَمَا بَعَثْنَا فِيكُمْ بِأَنْ اعْبُدُوا اللَّهَ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ
لَهُ ، وَأَفْرِدُوا لَهُ الطَّاعَةَ ، وَأَخْلِصُوا لَهُ الْعِبَادَةَ ، وَاجْتَنِبُوا
الطَّاغُوتَ .“ ❸

❶ تفسیر السعدی ص ۵۲۱ .

❷ سورة النحل / جزء من الآية ۳۶ .

❸ تفسیر الطبري ۷۱/۱۴ .

”[اے لوگو! جس طرح ہم نے تمہاری طرف رسول مبعوث کیا ہے، اس طرح ہم نے ہر سابقہ امت میں رسول بھیجا، کہ وہ انہیں اس بات کا حکم دے، کہ وہ بلا شرکت غیرے تنہا اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں، ان ہی کی اطاعت کریں، ان کے لیے عبادت کو خالص کر دیں اور طاغوت سے اجتناب کریں۔“

ب: حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

”وَبَعَثَ فِي كُلِّ أُمَّةٍ أَيْ فِي كُلِّ قَرْنٍ وَطَائِفَةٍ رَسُولًا ، وَكُلُّهُمْ يَدْعُونَ إِلَى عِبَادَةِ اللَّهِ ، وَيَنْهَوْنَ عَنِ عِبَادَةِ مَا سِوَاهُ .“^①

”ہر امت میں رسول مبعوث فرمانے سے مراد یہ ہے، کہ ہر زمانے اور ہر امت میں رسول بھیجا اور تمام رسول اللہ تعالیٰ کی طرف بلا تے اور ان کے سوا کسی اور کی عبادت سے منع کرتے ہیں۔“

ج: شیخ سعدی رقم طراز ہیں:

”يُخْبِرُ تَعَالَى أَنْ حُجَّتَهُ قَامَتْ عَلَى جَمِيعِ الْأُمَمِ ، وَأَنَّهُ مَا مِنْ أُمَّةٍ مُتَّقَدِمَةٍ أَوْ مُتَأَخِّرَةٍ إِلَّا وَبَعَثَ اللَّهُ فِيهَا رَسُولًا ، وَكُلُّهُمْ مُتَّفِقُونَ عَلَى دَعْوَةٍ وَاحِدَةٍ ، وَدِينٍ وَاحِدٍ ، وَهُوَ عِبَادَةُ اللَّهِ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ .“^②

”اللہ تعالیٰ خبر دے رہے ہیں، کہ ان کی حجت سب امتوں پر پوری ہو چکی ہے اور اگلی پچھلی ہر ایک امت میں اللہ تعالیٰ نے رسول مبعوث کیا اور

① تفسیر ابن کثیر ۲/۶۲۱؛ نیز ملاحظہ ہو: فتح القدیر ۳/۲۳۱؛ و تفسیر القاسمی

.۱۰۱/۱۰

② تفسیر السعدی ص ۴۴۰.

سب رسول ایک دعوت اور ایک دین پر متفق ہیں اور وہ یہ ہے، کہ بلا شرکت غیرے تنہا اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے۔“
 ۳: امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”فَأَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ - عَلَيْهِمَا السَّلَام - فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَالْأَنْبِيَاءِ إِخْوَةٌ لِعَلَّابٍ، أُمَّهَاتُهُمْ شَتَّى وَدِينُهُمْ وَاحِدٌ.“^①

”میں دنیا اور آخرت میں عیسیٰ بن مریم - علیہما السلام - سے تمام لوگوں سے زیادہ قریب ہوں۔ انبیاء - علیہم السلام - علاتی بھائیوں [کی طرح] ہیں، کہ ان کی مائیں جدا جدا ہوں اور ان [سب] کا دین ایک ہے۔“
 اس حدیث شریف میں آنحضرت ﷺ نے واضح فرمایا، کہ جملہ انبیاء علیہم السلام کا دین، فروعی مسائل میں باہمی اختلاف کے باوجود، ایک ہے۔ حافظ ابن حجر نے شرح حدیث میں تحریر کیا ہے:

”وَمَعْنَى الْحَدِيثِ أَنَّ أَصْلَ دِينِهِمْ وَاحِدٌ، وَهُوَ التَّوْحِيدُ، وَإِنْ اِخْتَلَفَتْ فُرُوعُ الشَّرَائِعِ.“^②

”حدیث کا معنی یہ ہے، کہ ان [انبیاء علیہم السلام] کے دین کی بنیاد، فروعی باتوں میں اختلاف کے باوجود، ایک ہے اور وہ توحید ہے۔“

ب: انبیاء علیہم السلام کی دعوت توحید کے متعلق تفصیلی نصوص:

① صحیح البخاری، کتاب أحادیث الأنبياء، باب قول الله تعالى: ﴿وَإِذْ كُنَّا فِي الْكِتَابِ

مَرْيَمَ إِذْ أَنْتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا﴾، رقم الحديث ۴۳۴۳/۶۰۳۴۷۸.

② فتح الباري ۶/۴۸۹.

قرآن کریم میں بعض انبیاء علیہم السلام کی دعوت توحید کے متعلق فرداً فرداً بیان کیا گیا ہے، اس سلسلے میں ذیل میں ان میں سے چند ایک کے متعلق توفیق الہی سے بات کی جا رہی ہے:

۱: دعوت نوح علیہ السلام:

اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿لَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَقَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ

مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ.﴾^۱

”بلاشبہ ہم نے نوح - علیہ السلام - کو ان کی قوم کی طرف بھیجا، تو انہوں نے کہا:

”اے میری قوم! اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، ان کے سوا تمہارا کوئی معبود

نہیں۔ یقیناً میں تم پر بہت بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔“

شیخ محمد احمد عدوی اس آیت کی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں:

”لَقَدْ كَانَ أَوَّلُ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ نَبِيُّ اللَّهِ نُوحٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَوْمَهُ

أَنَّ دَعَاهُمْ إِلَىٰ عِبَادَةِ اللَّهِ وَحْدَهُ، وَسَتَرَىٰ ذَلِكَ فِي دَعْوَىٰ

غَيْرِهِ كَهُودٍ وَشُعَيْبٍ وَصَالِحٍ وَغَيْرِهِمْ مِنَ الرُّسُلِ عَلَيْهِمُ

السَّلَامُ. وَلَا عَجَبَ، فَإِنَّ الدَّعْوَةَ إِلَى التَّوْحِيدِ هِيَ

أَسَاسُ كُلِّ رِسَالَةٍ، وَقَدْ بَدَّلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَكْثَرَ وَقْتِهِمْ،

وَخَاطَرُوا بِمَهْجِهِمْ وَأَرْوَاحِهِمْ. “^۲

”بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے نبی نوح علیہ السلام نے جس بات سے اپنی قوم کو دعوت

دینے کا آغاز کیا، وہ یہ تھی، کہ انہیں تنہا اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف بلا لیا،

① سورة الأعراف / الآية ۵۹ .

② دعوة الرسل عليهم السلام إلى الله ص ۱ .

اور یہی بات آپ دیگر رسولوں جیسے ہود، شعیب، صالح علیہم السلام وغیرہ کی دعوتوں میں دیکھیں گے۔ اور اس میں چنداں تعجب کی بات نہیں، کیونکہ دعوتِ توحید ہر نبوت کی جڑ ہے۔ حضرات انبیاء علیہم السلام نے اس کی خاطر اپنے زیادہ اوقات صرف کیے، اور اسی کے لیے اپنی جانوں اور روحوں کو خطرات میں ڈالا۔
۲: دعوتِ ہود علیہ السلام:

اللہ عزوجل نے حضرت ہود علیہ السلام کے دعوتِ توحید دینے کے متعلق فرمایا:
﴿وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ أَفَلَا تَتَّقُونَ.﴾^①

”اور عادی طرف ان کے بھائی ہود علیہ السلام [کو بھیجا]۔ انہوں نے کہا: ”اے میری قوم! تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ ان کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں، تو کیا تم ڈرتے نہیں؟“

آیت کی تفسیر میں شیخ عدوی تحریر کرتے ہیں:

”فَطَالِبَهُمْ بِعِبَادَةِ اللَّهِ تَعَالَىٰ شَأْنُ جَمِيعِ الرُّسُلِ.“^②
”انہوں [ہود علیہ السلام] نے تمام رسولوں علیہم السلام کے دستور کے مطابق ان [یعنی اپنی قوم] سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کا مطالبہ کیا۔“
۳: دعوتِ صالح علیہ السلام:

اللہ جل جلالہ نے حضرت صالح علیہ السلام کی دعوتِ توحید دینے کے متعلق فرمایا:
﴿وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ.﴾^③

① سورة الأعراف / الآية ۶۵.

② سورة الأعراف / جزء من الآية ۷۳.

③ دعوة الرسل عليهم السلام إلى الله ص ۱۹.

”اور محمود کی طرف ان کے بھائی صالح - علیہ السلام - کو بھیجا۔ انہوں نے کہا: اے میری قوم! اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ ان کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔“

۴: دعوتِ ابراہیم علیہ السلام:

ان کے دعوتِ توحید دینے کے سلسلے میں اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿ وَإِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاتَّقُوهُ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ. إِنَّمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْثَانًا وَتَخْلُقُونَ إِفْكًا إِنَّ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوا عِنْدَ اللَّهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوهُ وَاشْكُرُوا لَهُ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ. ﴾

”اور [ہم نے] ابراہیم - علیہ السلام - کو [نجات دی]، جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا: ”اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، ان کا تقویٰ اختیار کرو، یہ تمہارے لیے بہتر ہے، اگر تم جانتے ہو۔ تم اللہ تعالیٰ کے سوا چند بتوں ہی کی تو عبادت کرتے ہو اور سراسر جھوٹ گھڑتے ہو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے سوا، جن کی تم عبادت کرتے ہو، وہ تمہارے لیے کسی رزق کے مالک نہیں، سو تم اللہ تعالیٰ کے ہاں ہی رزق تلاش کرو اور ان کی عبادت کرو اور ان کا شکر کرو۔ ان ہی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔“

۵: دعوتِ یوسف علیہ السلام:

حضرت یوسف علیہ السلام کے شرک کی تردید کرنے اور توحید کی دعوت دینے کے متعلق

اللہ عزوجل نے بیان فرمایا:

① سورة العنكبوت / الآيات ۱۶-۱۷.

﴿يَصَاحِبِي السَّحْنَاءُ أَرْبَابٌ مُتَفَرِّقُونَ خَيْرٌ أَمْ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ. مَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِهِ إِلَّا أَسْمَاءٌ سَمَّيْتُمُوهَا أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ إِنْ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ أَمَرَ إِلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ.﴾ ❶

”اے قید خانہ کے دوسا تھیو! کیا الگ الگ رب بہتر ہیں یا ایک نہایت زبردست اللہ؟ تم ان کے سوا تو چند ناموں ہی کی عبادت کرتے ہو، جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے رکھ لیے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں کوئی دلیل نہیں اتاری۔ فرمانروائی صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ہے۔ انہوں نے حکم دیا ہے، کہ ان کے سوا کسی اور کی عبادت مت کرو۔ یہی سیدھا دین ہے اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔“

۶: دعوتِ شعیب علیہ السلام:

ان کی دعوتِ توحید دینے کے بارے میں اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا:

﴿وَالِی مَدَیْنِ أَخَاهُمْ شُعَیْبًا قَالَ یَقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَیْرُهُ﴾ ❷

”اور مدین [والوں] کی طرف ان کے بھائی شعیب - علیہ السلام - کو [بھیجا]۔ انہوں نے کہا: ”اے میری قوم! اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، ان کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔“

شیخ عدوی اس آیت شریفہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

❶ سورۃ یوسف - علیہ السلام - / الآیات ۳۹ - ۴۰ .

❷ سورۃ الأعراف / جزء من الآیة ۸۵ .

”وَأَنَّهُ جِئْنَا بِعَثَّةٍ لِّلَّهِ إِلَىٰ مَدْيَنَ (قَالَ) لَهُمْ ﴿يَقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ﴾ شَأْنُ جَمِيعِ الرُّسُلِ فِي بَدْءِ دَعْوَتِهِمْ بِالتَّوْحِيدِ. ❶

”اور بلاشبہ جب اللہ تعالیٰ نے انہیں مدین (والوں) کی طرف مبعوث فرمایا، تو انہوں نے ان سے کہا: ”اے میری قوم! اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اور ان کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔“ ان کا یہ کہنا تمام رسولوں علیہم السلام کے طریقہ کے مطابق تھا، کہ وہ اپنی دعوت کا آغاز توحید سے کرتے ہیں۔“

۷: دعوتِ عیسیٰ علیہ السلام:

ان کی دعوتِ توحید دینے کے متعلق اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿وَقَالَ الْمَسِيحُ بَنِي إِسْرَائِيلَ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ إِنَّهُ مَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ﴾ ❷

”مسیح علیہ السلام نے کہا: ”اے بنی اسرائیل! اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، جو میرا رب اور تمہارا رب ہے۔ حقیقت یہ ہے، کہ جو بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک بنائے، سو یقیناً اس پر اللہ تعالیٰ نے جنت حرام کر دی اور اس کا ٹھکانا آگ ہے اور ظالموں کے لیے کوئی مدد کرنے والا نہیں۔“

مذکورہ بالا انبیاء علیہم السلام کے متعلقہ آیات سے یہ بات واضح طور پر معلوم ہوتی ہے، کہ ان میں سے ہر ایک نبی نے یہی دعوت دی، کہ ایک اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی

❶ دعوة الرسل عليهم السلام إلى الله ص ۱۵۲.

❷ سورة المائدة / جزء من الآية ۷۲.

عبادت نہ کی جائے۔

دعوتِ انبیاء علیہم السلام کے متعلق علماء کے اقوال:

علمائے اُمت نے بھی دعوتِ انبیاء علیہم السلام کے بارے میں اس بات کو واضح طور پر بیان کیا ہے۔ امام ابن قیم نے کتنی عمدہ بات فرمائی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

”وَجَمِيعُ الرُّسُلِ إِنَّمَا دَعَوْا إِلَى «إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ»، فَإِنَّهُمْ كَلَّمَهُمْ دَعَوْا إِلَى تَوْحِيدِ اللَّهِ تَعَالَى وَإِخْلَاصِ عِبَادَتِهِ، مِنْ أَوْلِهِمْ إِلَى آخِرِهِمْ. ❶

”تمام رسولوں۔ علیہم السلام۔ نے «إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ»، کی طرف بلایا، کیونکہ نبی اول سے لے کر خاتم النبیین ﷺ تک سب نے اللہ تعالیٰ کی توحید اور ان کے لیے عبادت کو

خالص کرنے کی دعوت دی۔“

❷ علامہ علی بن علی الحفشی تحریر کرتے ہیں:

”إِعْلَمَنَّ أَنَّ التَّوْحِيدَ أَوْلُ دَعْوَةِ الرُّسُلِ. ❸

”جان لیجیے، کہ بلاشبہ رسولوں کی اولین دعوت توحید ہے۔“

(۲)

نبی کریم ﷺ کا دعوتِ توحید کے لیے اہتمام

اللہ جل جلالہ نے نبی کریم ﷺ کو اس بات کا حکم دیا، کہ وہ لوگوں کے روبرو توحید کا اعلان کریں اور انہیں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرنے اور صرف انہی کی

❶ مدارج السالکین ۱۰۱/۱۔

❷ [ترجمہ: ہم صرف آپ کی عبادت کرتے ہیں اور صرف آپ سے مدد مانگتے ہیں۔]

❸ شرح العقیدہ الطحاوی ص ۷۵۔

عبادت کا حکم دیں۔

اس بارے میں دو آیتیں مندرجہ ذیل ہیں:

ا: ارشادِ ربانی ہے:

﴿ قُلْ إِنَّمَا هُوَ إِلَهٌ وَاحِدٌ وَإِنِّى بَرِّىءٌ مِّمَّا تُشْرِكُونَ. ۱ ﴾

”آپ کہہ دیجیے، وہ تو صرف ایک معبود ہیں اور بلاشبہ میں تمہارے شرک سے بے زار ہوں۔“

ب: ارشادِ ربانی ہے:

﴿ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحى إِلِىَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا. ۲ ﴾

”آپ کہہ دیجیے، میں تو تم جیسا ایک انسان ہی ہوں، میری طرف وحی کی جاتی ہے، کہ تمہارا معبود صرف ایک ہی معبود ہے، تو جو شخص اپنے رب کی ملاقات کی امید رکھتا ہو، پس اس پر لازم ہے، کہ وہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے۔“

اس حکم کی تعمیل کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو دعوتِ توحید دی۔ آنحضرت ﷺ کا اس کی خاطر اہتمام کسی بھی اور چیز کی طرف دعوت دینے سے کہیں زیادہ تھا۔ آپ ﷺ اسلامی ریاست کی تاسیس سے پہلے اور اس کے بعد، حالتِ امن اور حالتِ جنگ میں، سفر و حضر میں، بازار، راستے اور مسجد میں، غرضیکہ ہر مناسب وقت اور ہر مناسب جگہ میں دعوتِ توحید دیتے رہے۔ آنحضرت ﷺ نے

① سورة الأنعام / الآية ۱۹ .

② سورة الكهف / الآية ۱۱۰ .

اپنے اعزہ واقارب، اپنے سے محبت کرنے والے، دشمنی رکھنے والے یہود و نصاریٰ، مشرکین اور منافقوں، غرضیکہ ہر قسم کے لوگوں کو تاحدا استطاعت دعوت توحید کا پیغام پہنچایا، جہاں تک ممکن ہوا، اس دعوت کو خود پہنچایا، جہاں خود نہ پہنچا سکے، خط و کتابت اور اپنے قاصدوں کے ذریعے اس کو پہنچانے کی مقدور بھر کوشش کی۔ آپ ﷺ نے ابتدائے بعثت سے لے کر دنیا سے تشریف لے جانے تک اس دعوت کو جاری رکھا۔ کسی قسم کی مالی، جسمانی اور معنوی اذیت و تکلیف آپ ﷺ کے دعوت توحید کے جذبے کو ختم یا مدہم نہ کر سکی۔ اس مقصد کے لیے نبی کریم ﷺ کے اہتمام کی ثابت شدہ بیسیوں مثالوں میں سے چار ذیل میں پیش کی جا رہی ہیں:

۱: قریش کو دعوت توحید:

حضرات ائمہ احمد، ترمذی، نسائی، ابن حبان اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

”ابوطالب بیمار ہوئے، قریش ان کے پاس آئے، رسول اللہ ﷺ بھی ان کی عیادت کے لیے تشریف لائے، ان کے سرہانے ایک شخص کے لیے نشست تھی، ابو جہل اٹھا اور اس پر بیٹھ گیا۔ انہوں [قریش کے لوگوں] نے کہا: ”إِنَّ ابْنَ أَخِيكَ يَقَعُ فِي أَلْهَتِنَا.“

”آپ کے بھتیجے ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہتے ہیں۔“

انہوں [ابوطالب] نے کہا: ”مَا شَأْنُ قَوْمِكَ يَشْكُونَكَ.“

”آپ کی قوم کے لوگ آپ کی شکایت کیوں کر رہے ہیں۔“

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”يَا عَمَّ! أُرِيدُهُمْ عَلَى كَلِمَةٍ وَاحِدَةٍ،

تَدِينُنْ لَهُمْ بِهَا الْعَرَبُ، وَتُوَدِّي الْعَجْمُ إِلَيْهِمْ الْجَزِيَّةَ.“

”اے میرے چچا [جان]! میرا ان سے تقاضا یہ ہے، کہ وہ ایک کلمہ پر [متفق] ہو جائیں، تو سارے عرب ان کے تابع ہو جائیں گے اور عجیبی لوگ انہیں جزیہ دیں گے۔“

انہوں [ابوطالب] نے دریافت کیا: ”مَا هِيَ؟“
”وہ [کلمہ] کیا ہے؟“

آپ ﷺ نے فرمایا: ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ.“
”نہیں کوئی معبود مگر اللہ تعالیٰ۔“

وہ یہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے: ”أَجْعَلُ الْأِلَهَةَ إِلَهًا وَاحِدًا؟“
”کیا اس نے سب معبودوں [کی بجائے] ایک ہی معبود بنا دیا ہے؟“

انہوں [ابن عباس رضی اللہ عنہما] نے بیان کیا: ”یہ آیات [اس موقع پر] نازل ہوئیں:
﴿ص. وَالْقُرْآنِ ذِي الذِّكْرِ﴾

”انہوں نے ﴿إِنَّ هَذَا لَشَيْءٌ عَجَابٌ﴾ • تک آیات کی تلاوت کی۔“^۱

① یعنی سورۃ ص کی آیت نمبر ۱ سے آیت نمبر ۵ تک تلاوت کی۔

② المسند، رقم الحدیث ۲۰۰۸، ۳/۳۱۴؛ وجامع الترمذی، أبواب تفسیر القرآن، سورۃ ص، رقم الحدیث ۳۴۴۹، ۷۱/۹؛ والسنن الکبریٰ للسنائی، کتاب التفسیر، سورۃ ص، رقم الحدیث ۱۱۳۷۲، ۱۰/۲۳۳-۲۳۴؛ والإحسان فی تقریب صحیح ابن حبان، کتاب التاریخ، باب إخباره صلی اللہ علیہ وسلم عما یكون فی أمته من الفتن والحوادث، ذکر الأخبار عن أداء العجم الحزبۃ إلى العرب، رقم الحدیث ۶۶۸۶، ۷۹/۱۵-۸۰؛ والمستدرک علی الصحیحین، کتاب التفسیر، ۴۳۲/۲. امام حاکم نے اس حدیث کو [صحیح] قرار دیا ہے اور حافظ ذہبی نے ان سے موافقت کی ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۴۳۲/۲؛ والتلخیص ۴۳۲/۲)؛ شیخ احمد شاکر نے اس کی [اسناد کو صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ۳/۳۱۴).

اس حدیث شریف میں یہ بات واضح ہے، کہ آنحضرت ﷺ کا اپنی قوم قریش سے ایک ہی مطالبہ تھا، اور وہ یہ تھا، کہ وہ اللہ رب العالمین کی توحید کا اقرار کر لیں۔ آپ ﷺ نے اس اقرار کی ترغیب دیتے ہوئے بیان فرمایا، کہ اس کی بدولت انہیں دنیا ہی میں عرب و عجم کی سیادت و قیادت مل جائے گی۔

ب: سوقِ ذوالحجاز میں دعوتِ توحید:

امام احمد نے حضرت ربیعہ بن عبادِ دیلی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں

نے بیان کیا:

”رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَصَرَ عَيْنِي بِسُوقِ ذِي الْمَجَازِ
يَقُولُ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! قُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، تَفْلِحُوا.“

”میں نے رسول اللہ ﷺ کو ذوالحجاز کے بازار میں اپنی دونوں آنکھوں سے دیکھا، آپ ﷺ فرما رہے تھے: ”اے لوگو! تم کہو: ”میں کوئی معبود مگر اللہ تعالیٰ۔“

[یہ اقرار کرنے سے] تم فلاح پا لو گے۔“

”وَيَدْخُلُ فِي فَجَاجِهَا ، وَالنَّاسُ مُتَقَصِّفُونَ عَلَيْهِ ، فَمَا
رَأَيْتُ أَحَدًا يَقُولُ شَيْئًا ، وَهُوَ لَا يَسْكُتُ ، يَقُولُ: ”يَا أَيُّهَا
النَّاسُ! قُولُوا: ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ.““ تَفْلِحُوا.“

”إِلَّا أَنْ وَرَاءَهُ رَجُلًا أَحْوَلَ وَضِيءَ الْوَجْهِ ذَاعِدِيرَتَيْنِ ،
يَقُولُ: ”إِنَّهُ صَابِيٌّ كَاذِبٌ.““

”[آنحضرت ﷺ] اس [بازار] کے چھوٹے چھوٹے راستوں میں

داخل ہو کر یہی بات بلا توقف مسلسل کہے جا رہے تھے: ”اے لوگو! تم کہو:

میں کوئی معبود مگر اللہ تعالیٰ۔“

[یہ اقرار کرنے سے] تم فلاح پا لو گے۔“
لوگ آپ ﷺ کے پاس جمع ہو گئے تھے اور میں نے کسی کو کچھ کہتے ہوئے
نہیں سنا سوائے ایک روشن چہرے والے دو مینڈھیوں والے بھینٹے شخص کے،
جو کہ کہہ رہا تھا: ”بلاشبہ وہ دین سے نکلا ہوا جھوٹا شخص ہے۔“ - معاذ اللہ تعالیٰ۔
فَقُلْتُ: ”مَنْ هَذَا؟“

میں نے پوچھا: ”یہ کون ہے؟“
قَالُوا: مُحَمَّدٌ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ - ﷺ - وَهُوَ يَذْكُرُ النَّبَوَةَ. “
انہوں نے بتلایا: ”محمد بن عبد اللہ - ﷺ - اور وہ [اپنے] نبی ہونے کا
ذکر کر رہے ہیں۔“

میں نے دریافت کیا: ”مَنْ هَذَا الَّذِي يُكَذِّبُهُ.“
”آپ ﷺ کو جھٹلانے والا یہ شخص کون ہے؟“
قَالُوا: ”عَمَّهُ أَبُو لَهَبٍ.“

انہوں نے بتلایا: ”اُن کا چچا ابو لہب ہے۔“^①

اس حدیث شریف میں یہ بات واضح ہے، کہ آنحضرت ﷺ سوق ذوالحجاز
میں لوگوں کو توحید کی دعوت دیتے تھے اور آپ کے چچا ابو لہب کی طعن زنی اور افترا
پردازی اس دعوت کی راہ میں رکاوٹ نہ بن سکی۔
ج: راستے میں شانِ توحید کا بیان:

امام بخاری نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے
بیان کیا، کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

① المسند، جزء من رقم الحدیث ۲۳، ۱۶، ۲۵، ۴۰، ۴۰۵۔ شیخ شعیب الارناؤط اور ان
کے رفقاء نے اس کو [صحیح لئیرہ] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ۲۵/۴۰۰)۔

”يَا مُعَاذُ! أَتَدْرِي مَا حَقُّ اللَّهِ عَلَى الْعِبَادِ؟“

”اے معاذ! کیا تم جانتے ہو، کہ اللہ تعالیٰ کا بندوں پر کیا حق ہے؟“

انہوں نے عرض کیا: ”اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ.“

”اللہ تعالیٰ اور ان کے رسول ﷺ۔ زیادہ جانتے ہیں۔“

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

”أَنْ يَعْبُدُوهُ، وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، أَتَدْرِي مَا حَقُّهُمْ عَلَيْهِ؟“

”وہ ان کی عبادت کریں، اور ان کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بنائیں۔“

کیا تم جانتے ہو، کہ ان [بندوں] کا ان [اللہ تعالیٰ] پر کیا حق ہے؟“

انہوں نے عرض کیا: ”اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ.“

”اللہ تعالیٰ اور ان کے رسول ﷺ۔ زیادہ جانتے ہیں۔“

آپ ﷺ نے فرمایا:

”أَنْ لَا يُعَذِّبَهُمْ“ ①

”وہ انہیں عذاب نہ دیں۔“

ایک دوسری روایت میں ہے، کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا:

”بَيْنَمَا أَنَا رَدِيْفُ النَّبِيِّ ﷺ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ إِلَّا آخِرَةٌ

الرَّحْلِ، فَقَالَ: ”يَا مُعَاذُ ﷺ..... الْحَدِيثُ.“ ②

”جب میں نبی کریم ﷺ کے پیچھے سواری پر بیٹھا ہوا تھا، کجاوے کے

آخری حصے کے سوا میرے اور آپ ﷺ کے درمیان کوئی چیز حائل نہ

① صحیح البخاری، کتاب التوحید، رقم الحدیث ۷۳۷۳، ۳۴۷/۱۳.

② ملاحظہ ہو: المرجع السابق، کتاب الرقاق، باب من جاهد فی طاعة اللہ تعالیٰ، رقم الحدیث

تھی، تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اے معاذ..... الحدیث“

اس حدیث شریف میں یہ بات واضح ہے، کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے محبوب ساتھی حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو راستے میں چلتے ہوئے توحید کی شان و عظمت سے آگاہ فرمایا۔ آنحضرت ﷺ نے یہ بات واضح فرمائی، کہ اللہ تعالیٰ کا بندوں پر یہ حق ہے، کہ وہ صرف ان ہی کی عبادت کریں اور ان کے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک نہ بنائیں، اور اللہ تعالیٰ خود اپنے اوپر لازم کر چکے ہیں، کہ اس حق کے ادا کرنے والے کو عذاب میں مبتلا نہیں کرنا۔

امام بخاری نے مذکورہ بالا پہلی حدیث پر درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

[بَابُ مَا جَاءَ فِي دُعَاءِ النَّبِيِّ ﷺ أُمَّتُهُ إِلَى تَوْحِيدِ اللَّهِ
تَبَارَكَ وَتَعَالَى.]^①

[نبی کریم ﷺ کا اپنی امت کو اللہ تبارک و تعالیٰ کی توحید کی دعوت
دینے کے متعلق باب]

د: شرک تک پہنچانے والی بات سے مرض الموت میں منع کرنا:

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے:

”عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ: ”لَعَنَ اللَّهُ
الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسْجِدًا.“^②

”نبی کریم ﷺ نے اپنے مرض الموت میں فرمایا: ”یہود و نصاریٰ پر اللہ

① صحیح البخاری، کتاب التوحید، ۳۴۷/۱۳.

② متفق علیہ: صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب ما یکرہ من اتخاذ المساجد علی القبور، رقم الحدیث ۲۰۰ / ۳، ۱۳۳۰؛ و صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب الدعاء إلی الشہادتین و شرائع الإسلام، رقم الحدیث ۳۱ (۱۹)، ۵۱/۱. الفاظ حدیث صحیح البخاری کے ہیں۔

[اس طرح] آنحضرت ﷺ [اپنی اُمت کو] اس کام سے بچتے رہنے کی تلقین فرماتے رہے، جو انہوں نے کیا تھا۔“

ان دونوں روایتوں میں یہ بات واضح ہے، کہ آپ ﷺ اپنے مرض الموت میں بھی اُمت کو اس بات کی تلقین فرماتے رہے، کہ ان کی قبر کو مسجد نہ بنانا، کہیں ایسا نہ ہو، کہ وہ اس بنا پر شرک میں مبتلا ہو جائیں۔

علامہ یعنی پہلی حدیث کی شرح میں تحریر کرتے ہیں: ”اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے، کہ آنحضرت ﷺ کا یہ فرمان شرک کا سبب بننے والی بات ہی کو ختم کرنا تھا، کہ کہیں ایسا نہ ہو، کہ جاہل لوگ اسی طرح آپ ﷺ کی پرستش کریں، جیسا کہ یہود و نصاریٰ نے اپنے انبیاء کی قبروں کی پوجا کی۔“

(۳)

توحید کے بغیر اعمال کا برباد ہونا

دعوتِ دین میں توحید کی اساسی اور بنیادی حیثیت کو سمجھنے کے لیے ایک بات یہ ہے، کہ اعمال خواہ کتنے زیادہ اور کتنے عظیم کیوں نہ ہوں، وہ توحید کے بغیر اللہ تعالیٰ کے ہاں ناقابل قبول ہوتے ہیں، وہ اعمال اپنی کثرت اور عظمت کے باوجود عمل کرنے والوں کو نہ توجنت میں داخل کروا سکیں گے اور نہ جہنم سے نجات دلوانے کا سبب بن سکیں گے۔ اس بات کے دو دلائل توفیق الہی سے ذیل میں پیش کیے جا رہے ہیں:

۱: اللہ تعالیٰ نے سورہ انعام میں اٹھارہ انبیائے کرام علیہم السلام اور ان کے باپ دادا، اولاد اور بھائیوں میں سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت یافتہ اور منتخب کردہ افراد کا ذکر فرمایا، پھر ان سب کے متعلق ایک عام ضابطہ بیان فرمایا، کہ اگر وہ شرک کرتے، تو ان کے اعمال ضائع ہو جاتے۔ ارشادِ بانی ہے:

① عمدة القاري ۱/۸۶۱ نیز ملاحظہ ہو: شرح ابن بطال ۳/۳۱۱.

﴿وَتِلْكَ حُجَّتْنَا أَيْبِنَهَا إِبْرَاهِيمَ عَلَى قَوْمِهِ نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مِّنْ نَّشَأِهِ إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ. وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ كُلًّا هَدَيْنَا وَنُوحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ وَأَيُّوبَ وَيُوسُفَ وَمُوسَى وَهَارُونَ وَكَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ. وَزَكَرِيَّا وَيَحْيَى وَعِيسَى وَإِلْيَاسَ كُلٌّ مِنَ الصَّالِحِينَ. وَإِسْمَاعِيلَ وَالْيَسَعَ وَيُونُسَ وَلُوطًا وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعَالَمِينَ. وَمِنْ آبَائِهِمْ وَذُرِّيَّتِهِمْ وَإِخْوَانِهِمْ وَاجْتَبَيْنَاهُمْ وَهَدَيْنَاهُمْ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ. ذَلِكَ هُدَى اللَّهِ يَهْدِي بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ. ﴿۱﴾

”اور یہ ہماری دلیل تھی، جو ہم نے ابراہیم - علیہ السلام - کو ان کی قوم کے مقابلے میں عطا فرمائی۔ ہم جس کے چاہتے ہیں، درجات بلند کر دیتے ہیں۔ بے شک آپ کے رب کمال حکمت والے، سب کچھ جاننے والے ہیں۔ اور ہم نے انہیں اسحاق اور یعقوب - علیہما السلام - عطا فرمائے۔ ہم نے ان سب کو ہدایت دی۔ اور اس سے پہلے ہم نے نوح - علیہ السلام - کو ہدایت دی اور ان کی اولاد میں سے داؤد، سلیمان، ایوب، یوسف، موسیٰ اور ہارون - علیہم السلام - کو (بھی ہم نے ہدایت دی)۔ یہ سب نیک لوگوں میں سے تھے۔ اور اسماعیل، الیسع، یونس اور لوط - علیہم السلام - کو (ہم نے ہدایت دی)۔ اور ہر ایک کو ہم نے (اس زمانہ کے) جہان والوں پر فضیلت دی تھی۔ اور ان کے باپ دادا، ان کی اولاد اور ان کے بھائیوں میں سے بعض کو ہم نے چن لیا تھا اور انہیں ہدایت دی تھی۔ یہ اللہ تعالیٰ

کی ہدایت ہے، وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں، مرحمت فرماتے ہیں، اور اگر وہ لوگ شرک کرتے، تو جو عمل وہ کیا کرتے تھے، ان سے ضائع ہو جاتے۔“

حافظ ابن کثیر نے ان آیات شریفہ کی تفسیر میں لکھا ہے:

”تَشْدِيدًا لِّأَمْرِ الشِّرْكِ، وَتَغْلِيظًا لِشَأْنِهِ، وَتَعْظِيمًا لِّمَلَأَبَسَتِهِ.“^①

”[ان آیات میں] شرک کی سنگینی، اس کی شدید قباحت اور اس کو اختیار کرنے کی بہت زیادہ برائی [بیان کی گئی] ہے۔“

شیخ ابو بکر جزائری تحریر کرتے ہیں:

”وَقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ يُقَرَّرُ بِهِ حَقِيقَةُ عِلْمِيَّةٍ، وَهِيَ أَنَّ الشِّرْكَ مُحِيطٌ لِّلْعَمَلِ، فَإِنَّ أَوْلَئِكَ الرُّسُلَ عَلَى كَمَالِهِمْ وَعُلُوِّ دَرَجَاتِهِمْ لَوْ أَشْرَكُوا يَرَبَّهُمْ سِوَاهُ، فَعَبَدُوا مَعَهُ غَيْرَهُ لَبَطَلَ كُلُّ عَمَلٍ عَمَلُوهُ. وَهَذَا مِنْ بَابِ الْإِفْتِرَاضِ، وَإِلَّا فَالرُّسُلُ مَعْصُومُونَ، وَلَكِنْ لِيَكُونَ هَذَا عِظَةً وَعِبْرَةً لِلنَّاسِ.“^②

”اللہ تعالیٰ کا ارشاد [جس کے معانی کا ترجمہ یہ ہے: اگر وہ لوگ شرک کرتے، تو جو عمل وہ کیا کرتے تھے، ضائع ہو جاتے] ایک علمی حقیقت کی تاکید کر رہا ہے، اور وہ یہ ہے، کہ شرک اعمال کو برباد کرنے والا ہے، کیونکہ اگر مذکورہ بالا رسول ﷺ اپنے رب کے ساتھ شریک کرتے اور ان کے ساتھ کسی اور کی عبادت کرتے، تو ان کے کمال اور بلندی درجات

① تفسیر ابن کثیر ۱/۲، ۱۷۴.

② ایسر التفاسیر ۱/۶۳۰.

کے باوجود، ان کا کیا ہوا ہر عمل ضائع ہو جاتا۔ یہ بات بطور فرض بیان کی گئی ہے، کیونکہ رسول تو معصوم ہوتے ہیں۔ اور ان کے ذکر کرنے کا مقصود لوگوں کے لیے نصیحت و عبرت ہے۔“

ب: قرآن کریم میں شرک کی بنا پر اعمال کی بربادی کا ذکر صرف مذکورہ بالا اٹھارہ انبیائے کرام علیہم السلام، ان کے ہدایت یافتہ اور منتخب کردہ باپ دادا، اولاد اور بھائیوں کے حوالے سے ہی نہیں کیا گیا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس حقیقت کو واضح طور پر بیان کیا ہے، کہ ہر نبی بشمول حضرت محمد ﷺ پر یہ وحی نازل کی گئی، کہ اگر انہوں نے شرک کیا، تو ان کے اعمال ضائع ہو جائیں گے۔ ارشادِ باری ہے:

﴿ وَلَقَدْ أَوْحَىٰ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ. ١ ﴾

”اور بلاشبہ یقیناً آپ کی طرف اور ان لوگوں کی طرف جو آپ سے پہلے تھے، وحی کی گئی، کہ بلاشبہ اگر آپ نے شرک کیا، تو لازماً آپ کا عمل ضائع ہو جائے گا اور آپ ضرور بالضرور خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔“

۱: علامہ شوکانی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

”هَذَا الْكَلَامُ مِنْ بَابِ التَّعْرِيفِ لِغَيْرِ الرُّسُلِ لِأَنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ قَدْ عَصَمَهُمْ عَنِ الشِّرْكِ. وَوَجْهُ إِيرَادِهِ عَلَى هَذَا الْوَجْهِ التَّحْذِيرُ وَالْإِنذَارُ لِلْعِبَادِ مِنَ الشِّرْكِ، لِأَنَّهُ إِذَا كَانَ مُوجِبًا لِإِحْبَاطِ عَمَلِ الْأَنْبِيَاءِ عَلَى الْفَرْضِ وَالتَّقْدِيرِ فَهُوَ

مُحْبِطٌ لِعَمَلٍ غَيْرِهِمْ مِنَ الْأُمَمِ بِطَرِيقِ الْأُولَى. “ ①

”یہ بات [درحقیقت] رسولوں - علیہم السلام - کے علاوہ دیگر لوگوں کو سمجھانے کی خاطر ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو شرک سے محفوظ کر رکھا ہے۔ اس طرح بات کرنے کا مقصود دوسرے لوگوں کو شرک سے بچانا اور ڈرانا ہے، کیونکہ جب بفرض محال انبیاء علیہم السلام شرک کریں، تو ان کے اعمال برباد ہو جائیں، تو اُمتوں کے دیگر افراد کے اعمال کے تو شرک کی بنا پر بطریق اولی ضائع ہو جائیں گے۔“

②: شیخ ابن عاشور تحریر کرتے ہیں:

”وَفِي تَقْدِيرِ فَرَضٍ وَقَوَعِ الْإِشْرَاكِ مِنَ الرُّسُولِ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِ ، مَعَ تَحَقُّقِ عِزْمَتِهِمْ ، التَّنْبِيهِ عَلَى عِظَمِ أَمْرِ التَّوْحِيدِ ، وَخَطَرِ الْإِشْرَاكِ ، لِيَعْلَمَ النَّاسُ أَنَّ أَعْلَى الدَّرَجَاتِ فِي الْفَضْلِ ، لَوْ فَرَضَ أَنْ يَأْتِيَ عَلَيْهَا الْإِشْرَاكُ ، لَمَا أَبْقَى مِنْهَا أَثْرًا ، وَلَدَحَضَهَا دَحْضًا. “ ②

”انبیاء علیہم السلام کے شرک سے حتمی طور پر محفوظ ہونے کے باوجود بفرض محال ان سے شرک کے صادر ہونے [سے بربادی اعمال کا] ذکر کر کے توحید کے عظیم الشان مقام اور شرک کی سنگینی کی نشان دہی کی گئی ہے، تاکہ لوگ آگاہ ہو جائیں، کہ بفرض محال اعلیٰ ترین مقام والے بھی شرک کریں، تو ان کے اعمال کا نام و نشان بھی باقی نہ رہے گا۔“

③: شیخ سعدی اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

”﴿ وَلَقَدْ أَوْحَىٰ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ ﴾ مِنْ جَمِيعِ

② تفسیر التحرير والتنوير ۵۹/۲۴.

① فتح القدیر ۲/۶۷۵.

الْأَنْبِيَاءِ ﴿لَيْسَ أَشْرُكَكَ لِيَحْبُطَنَّ عَمَلُكَ﴾ هَذَا مُفْرَدٌ مُضَافٌ، يَعُمُّ كُلَّ عَمَلٍ، فَفِي نُبُوءَةِ جَمِيعِ الْأَنْبِيَاءِ أَنَّ الشِّرْكَ مُحْبِطٌ لِجَمِيعِ الْأَعْمَالِ ﴿وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ دِينُكَ وَأَخْرَتُكَ، فَبِالشِّرْكِ تَحْبِطُ الْأَعْمَالُ، وَيَسْتَحِقُّ الْعِقَابَ وَالنَّكَالَ. ❶

”﴿وَلَقَدْ أَوْحَىٰ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ﴾ [اور بلاشبہ یقیناً

آپ کی طرف اور ان لوگوں کی طرف جو آپ سے پہلے تھے، وحی کی گئی]

اس سے مراد تمام انبیاء سابقین علیہم السلام ہیں۔ ﴿لَيْسَ أَشْرُكَكَ

لِيَحْبُطَنَّ عَمَلُكَ﴾ [کہ بلاشبہ اگر آپ نے شرک کیا، تو لازماً آپ کا

عمل ضائع ہو جائے گا۔] [عَمَلُكَ] میں [عمل] واحد مضاف ہے [یعنی

آپ کا عمل] اس میں تمام اعمال شامل ہیں، تو تمام انبیاء کی نبوتوں میں یہ

بات موجود تھی، کہ شرک تمام اعمال کو ضائع کرنے والا ہے۔ ﴿وَلَتَكُونَنَّ

مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ [اور آپ ضرور بالضرور خسارہ اٹھانے والوں میں

سے ہو جائیں گے۔] یعنی آپ اپنے دین اور آخرت کو برباد کر لیں گے،

سو شرک اعمال کو اکارت کرتا ہے اور سزا اور عذاب کا مستحق ٹھہراتا ہے۔“

جب توحید کا فقدان اس طرح نیکیوں کو برباد کرنے والا ہے، تو دعوت توحید سے

چشم پوشی کر کے داعی کا لوگوں سے نیک اعمال کروانے اور بُرے اعمال سے دُور

کروانے سے کیا حاصل؟ کیا ایسے داعی کی مثال اس نادان کسان کی نہ ہوگی، جو کہ کھیتی

کے حصول کے لیے زمین کی بجائے فضا میں بیج بکھیرتا رہے؟

خلاصہ گفتگو یہ ہے، کہ دعوت دین کی اساس اور بنیاد توحید کی دعوت دینا ہے۔

اور اس کی دعوت دینا کسی بھی دوسری بات کی دعوت دینے سے اعلیٰ و افضل اور مقدم ہے۔ دعوت کی ابتدا اسی سے ہوگی۔ اس میں کوتاہی، چشم پوشی اور مد اہنت کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں۔

(۴)

دعوتِ توحید کے متعلق بعض علماء کے اقوال

علمائے امت نے دعوتِ توحید کی اہمیت کے متعلق بہت کچھ تحریر کیا ہے۔ ذیل میں توفیق الہی سے ان میں سے چند کے اقوال پیش کیے جا رہے ہیں:

۱: امام ابن قیم کا قول:

امام ابن قیم اس سلسلے میں لکھتے ہیں:

”اِقْتَضَتْ رَحْمَةُ الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ أَنْ بَعَثَ الرَّسُلَ بِهِ مُعْرِفِينَ،
وَالِيَهُ دَاعِينَ، وَلِمَنْ أَجَابَهُمْ مُبَشِّرِينَ، وَلِمَنْ خَالَفَهُمْ
مُنذِرِينَ، وَجَعَلَ مِفْتَاحَ دَعْوَتِهِمْ وَزُبْدَةَ رِسَالَتِهِمْ مَعْرِفَةَ
الْمَعْبُودِ سُبْحَانَهُ بِأَسْمَائِهِ وَصِفَاتِهِ وَأَفْعَالِهِ، إِذْ عَلَى هَذِهِ
الْمَعْرِفَةِ تَبْنِي مَطَالِبُ الرِّسَالَةِ جَمِيعًا، فَإِنَّ الْخَوْفَ
وَالرَّجَاءَ وَالْمُحَبَّةَ وَالطَّاعَةَ وَالْعُبُودِيَّةَ تَابِعَةٌ لِمَعْرِفَةِ
الْمَرْجُوِّ الْمَخُوفِ، وَالْمَحْبُوبِ، وَالْمَطَاعِ الْمَعْبُودِ.“ ①

”العزیز الرحیم [رب تعالیٰ] کی رحمت کا تقاضا تھا، کہ انہوں نے رسولوں کو اس لیے مبعوث فرمایا، کہ وہ ان [یعنی اللہ تعالیٰ] کی پہچان کروائیں، ان کی طرف بلائیں، دعوت قبول کرنے والوں کو بشارت دیں، اور نہ

① الصواعق المحرقة على الجهمية والمعتلة ص ۶۱.

ماننے والوں کو ڈرائیں، اور انہوں [یعنی اللہ تعالیٰ] نے ان کی دعوت کی کنجی اور ان کی رسالت کا خلاصہ معبود [برحق] کی، ان کے اسماء صفات اور افعال کے ساتھ شناسائی بنایا، کیونکہ خوف، امید، محبت، طاعت اور عبودیت، یہ ساری چیزیں جس ذات سے ڈرا جائے، جس سے امید رکھی جائے، جس کے ساتھ محبت کی جائے، جس کی اطاعت کی جائے اور جس کی عبادت کی جائے، اس کو پہچاننے کے بعد ہی وجود میں آتی ہیں۔“

ب: شیخ ابن باز کا قول:

اسی بارے میں شیخ ابن باز نے جامعہ أم القرى مکہ مکرمہ میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

أَعْظَمُ مَوْضُوعٍ ، وَأَهَمُّ مَوْضُوعٍ هُوَ مَوْضُوعُ الْعَقِيدَةِ ،
 مَوْضُوعُ التَّوْحِيدِ وَضِدِّهِ ، فَالتَّوْحِيدُ هُوَ الْأَمْرُ الَّذِي بَعَثَ
 اللَّهُ مِنْ أَجْلِهِ الرُّسُلَ ، وَأَنْزَلَ مِنْ أَجْلِهِ الْكُتُبَ ، وَخَلَقَ
 مِنْ أَجْلِهِ الثَّقَلَيْنِ ، وَبَقِيَّةُ الْأَحْكَامِ تَابِعَةٌ لِذَلِكَ . يَقُولُ
 سُبْحَانَهُ: ﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴾ ❶
 فَوَجَبَ عَلَى أَهْلِ الْعِلْمِ خُلُقَاءِ الرُّسُلِ أَنْ يَسِينُوا لِلنَّاسِ هَذَا
 الْأَمْرَ الْعَظِيمَ ، وَأَنْ يَكُونَ أَعْظَمَ الْمَطْلُوبِ ، وَأَنْ تَكُونَ
 الْعِنَايَةُ بِهِ أَعْظَمَ عِنَايَةٍ ، لِأَنَّهُ مَتَى سَلِمَ صَارَ مَا بَعْدَهُ تَابِعًا
 لَهُ ، وَمَتَى لَمْ يُوجَدِ التَّوْحِيدُ لَمْ يَنْفَعِ الْمُكَلَّفَ مَا حَصَلَ
 مِنْ أَعْمَالٍ وَأَقْوَالٍ ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿ وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبِطَ
 عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴾ ❷

❶ سورة الذاریات / الآیة ۵۶ . ❷ سورة الأنعام / جزء من الآیة ۸۸ .

وَيُؤَيِّدُ هَذَا الْمَعْنَى أَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ مَكَثَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِينَ يَدْعُو النَّاسَ إِلَى تَوْحِيدِ اللَّهِ قَبْلَ أَنْ تُفْرَضَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَغَيْرُهَا، كُلُّهَا دَعْوَةٌ إِلَى تَوْحِيدِ اللَّهِ وَتَرْكِ الشِّرْكِ وَخَلْعِ الْأَوْثَانِ، وَبَيَانُ أَنَّ الْوَاجِبَ عَلَى جَمِيعِ الثَّقَلَيْنِ أَنْ يَعْبُدُوا اللَّهَ وَحْدَهُ، وَيَدْعُوا مَا عَلَيْهِ آبَاؤُهُمْ وَأَسْلَافُهُمْ مِنَ الشِّرْكِ. ❶

سب سے عظیم اور ضروری موضوع عقیدہ کا موضوع ہے اور وہ موضوع توحید اور اس کی ضد سے متعلق ہے۔ توحید ہی وہ بات ہے، جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو مبعوث فرمایا، اور جس کی خاطر کتابوں کو نازل فرمایا اور جس مقصد کے لیے جن و انس کی تخلیق فرمائی۔ باقی سارے احکام اسی کے تابع ہیں۔ اللہ سبحانہ نے فرمایا: (جس کے معانی یہ ہیں: اور میں نے جنوں اور انسانوں کو نہیں پیدا کیا، مگر اس لیے کہ وہ میری عبادت کریں۔)

رسولوں کے جانشین یعنی اہل علم پر لازم ہے، کہ وہ اس عظیم حقیقت کو لوگوں کے سامنے بیان کریں اور یہ ان کا مقصود اعظم ہو اور اس کے لیے ان کی توجہ سب سے زیادہ ہو، کیونکہ جب یہ [توحید] محفوظ رہے گی، تو باقی اعمال اس کے پیچھے آئیں گے اور جب توحید ہی نہ ہوئی، تو بندے کو اس کا کوئی قول و فعل نفع نہ دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا (جس کے معانی کا یہ ترجمہ ہے: اور اگر وہ شرک کرتے، تو ان کے کیے ہوئے اعمال ضائع ہو جاتے۔)

❶ ملاحظہ ہو: مجموع الفتاویٰ و مقالات متنوعہ ۱/ ۳۰-۳۲۔

اس حقیقت کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے، کہ نبی کریم ﷺ، نماز اور دیگر اعمال کی فرضیت سے پہلے، دس سال تک مکہ میں لوگوں کو دعوتِ توحید دیتے رہے۔ یہ ساری مدت اللہ تعالیٰ کی توحید کی طرف بلانے، شرک کے چھوڑنے، بتوں سے دُوری اختیار کرنے کی تلقین اور اس بات کے بیان کرنے میں گزری، کہ تمام جنوں اور انسانوں پر لازم ہے، کہ وہ ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور اس شرک کو ترک کر دیں، جو کہ ان کے آباء اجداد اور پہلے لوگ کیا کرتے تھے۔

ج: شیخ عبدالرزاق عقیفی کا قول:

سعودی عرب کے سابق نائب مفتی اعظم شیخ عبدالرزاق عقیفی اہمیتِ توحید کے بارے میں رقم طراز ہیں:

لَمْ يُرْسِلِ اللَّهُ تَعَالَى رَسُولًا إِلَّا أَمَرَهُ بِالتَّوْحِيدِ، وَالدَّعْوَةَ إِلَى عِبَادَةِ اللَّهِ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَقَدْ عُنِيَ الرُّسُلُ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ بِذَلِكَ، فَبَدَّوْا الْبَلَاغَ بِدَعْوَةِ أُمَّهِمْ إِلَى أَنْ يَعْبُدُوا اللَّهَ وَحْدَهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَقَطَّعُوا فِيهِ شَوْطًا بَعِيدًا حَتَّى شَغَلُوا بِهِ الْكَثِيرَ مِنْ أَوْقَاتِ الْبَلَاغِ، وَكَأَنَّ عَجَبَ فِي ذَلِكَ فَإِنَّ التَّوْحِيدَ أَصْلُ الدِّينِ وَذِرْوَةٌ سِنَامِهِ، وَمَلَكَ الْإِسْلَامِ وَدِعَامَتُهُ الْأُولَى، لَا تَصِحُّ مِنْ إِنْسَانٍ مِنْ قُرْبَةٍ، وَلَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ عِبَادَةً إِلَّا إِذَا كَانَتْ مَقْرُونَةً بِالتَّوْحِيدِ وَإِخْلَاصِ الْقَلْبِ لِلَّهِ وَحْدَهُ. ①

① فتاویٰ و رسائل الشیخ عبدالرزاق عقیفی، الطريقة المثلی فی الدعوة إلى اللہ تعالیٰ، الحلقة الثالثة، ص ۵۹۵ باختصار.

اللہ تعالیٰ نے کوئی رسول نہیں بھیجا، مگر اس کو توحید اور بلا شرکت غیرے ایک اللہ کی عبادت کی دعوت دینے کا حکم دیا۔ رسولوں۔ ﷺ۔ نے اس بات کا خوب اہتمام کیا۔ انہوں نے تبلیغ کا آغاز اس بات سے کیا، کہ اپنی اُمتوں کو اس بات کی دعوت دی، کہ وہ ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں، ان کے ساتھ کسی چیز کو بھی شریک نہ ٹھہرائیں۔ انہوں نے اپنے اوقات تبلیغ کا ایک بہت بڑا حصہ اسی بات میں صرف کیا۔ اور اس میں چنداں تعجب کی بات نہیں، کیونکہ توحید دین کی اساس، اس کے اونٹ کی کوہان کی بلندی ❶ اور اس کا ستون اوّل ہے۔ توحید اور اللہ تعالیٰ کے لیے دلی اخلاص کے بغیر اللہ تعالیٰ کوئی نیکی اور عمل قبول نہیں کرتے۔



❶ یعنی دین کی بلند ترین بات ہے۔

مبحث سوئم

دعوتِ دین میں رسالت کی حیثیت

تمہید:

دعوتِ دین میں توحید کی دعوت کے ساتھ ساتھ اس بات کا اہتمام بھی ضروری ہے، کہ نبی کریم ﷺ کی نبوت کے اقرار کی طرف لوگوں کو بلایا جائے۔ اور اس اقرار کا لازمی تقاضا یہ ہے، کہ زندگی کے تمام گوشوں میں ان کی اطاعت کی جائے۔ توحید کے ساتھ اقرارِ رسالت کی دعوت دینے کے حوالے سے توفیقِ الہی سے درج ذیل پانچ عنوانوں کے تحت گفتگو کی جا رہی ہے:

- ۱: ہر رسول کی بعثت کا ایک بنیادی مقصد طاعتِ رسول۔
- ۲: ہر نبی کا اپنی امت کو اپنی اطاعت کا حکم دینا۔
- ۳: نبی ﷺ کا توحید کے ساتھ اقرارِ رسالت کی دعوت دینا۔
- ۴: طاعتِ رسول ﷺ کا قبولیتِ اعمال کی شرط ہونا۔
- ۵: دعوتِ توحید و رسالت کے ساتھ آغازِ دعوت کے متعلق اقوالِ علماء۔

(۱)

ہر رسول کی بعثت کا ایک بنیادی مقصد طاعتِ رسول

انسانی تاریخ کی ابتداء ہی سے اللہ تعالیٰ انبیاء اور رسولوں کو مبعوث فرماتے رہے ہیں۔ اور انہوں نے سب سے آخر میں حضرت محمد ﷺ کو نبی و رسول بنا کر بھیجا۔ ان میں سے ہر ایک کی آمد کا ایک اساسی مقصد یہ رہا ہے، کہ ان کے امتی ان کی اطاعت کریں۔ اللہ تعالیٰ نے خود ارشاد فرمایا:

﴿ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ ﴾ ❶
 ”اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا، مگر اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس
 کی فرماں برداری کی جائے۔“

اس بات کو خوب اچھی طرح سمجھنے سمجھانے کی غرض سے توفیقِ الہی سے ذیل میں
 تین مفسرین کرام کے اقوال پیش کیے جا رہے ہیں:

۱: علامہ ابو حیان اندلسی کا قول:

وہ فرماتے ہیں:

”نَبَّهَ تَعَالَى عَلَى جَلَالَةِ الرَّسُلِ، وَأَنَّ الْعَالَمَ يَلْزِمُهُمْ طَاعَتُهُمْ، وَالرَّسُولُ مِنْهُمْ تَجِبُ طَاعَتُهُ، وَلَا مُمْ كَيْ، وَهُوَ اسْتِثْنَاءٌ مُفْرَعٌ مِنَ الْمَفْعُولِ مِنْ أَجْلِهِ: أَيِ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ بِشَيْءٍ مِنَ الْأَشْيَاءِ إِلَّا لِأَجْلِ الطَّاعَةِ، وَ ﴿بِإِذْنِ اللَّهِ﴾ أَيِ بِأَمْرِهِ، قَالَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَوْ بِعِلْمِهِ وَتَوْفِيقِهِ وَإِزْشَادِهِ.“ ❶

”اللہ تعالیٰ نے رسولوں کی قدر و منزلت سے آگاہ فرمایا ہے اور جہاں والوں پر ان کی اطاعت لازم ہوتی ہے۔ ہر رسول انہی میں سے ہوتا ہے اور اس کی اطاعت کرنا واجب ہوتا ہے۔ [يُطَاعَ] میں لام، لام کی ❶ ہے اور وہ مفعول لہ سے استثناء مفرغ ❶ ہے۔ اور معنی یہ ہے: اور ہم نے

❶ سورة النساء / جزء من الآية ۶۳.

❷ تفسير البحر المحیط ۳ / ۲۹۵.

❸ یعنی ایسا [لام] جو سابقہ بیان کردہ فعل کی غرض و غایت بیان کرتا ہے۔

❹ استثناء مفرغ: ایسا استثناء جس میں [مستثنیٰ] [مستثنیٰ منہ] کی جنس سے نہ ہو۔

کوئی رسول چیزوں میں سے کسی چیز کی غرض سے نہیں بھیجا، مگر طاعت کے لیے (یعنی اس کی اطاعت کی جائے) [بِإِذْنِ اللَّهِ] سے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی بیان کردہ تفسیر کے مطابق مراد یہ ہے، کہ ان کے حکم سے (یعنی رسول کی اطاعت حکمِ الہی کی وجہ سے کی جائے)، یا مراد یہ ہے، کہ ان [اللہ تعالیٰ] کے علم، یا توفیق اور عنایت سے [رسول کی اطاعت کی جائے]۔“

ب: قاضی ابوسعود کا قول:

وہ لکھتے ہیں:

”أَيُّ وَمَا أَرْسَلْنَا رَسُولًا مِنَ الرُّسُلِ لَشَيْءٍ مِنَ الْأَشْيَاءِ إِلَّا لِيُطَاعَ بِسَبَبِ إِذْنِهِ تَعَالَى فِي طَاعَتِهِ ، وَأَمْرِهِ الْمُرْسَلِ إِلَيْهِمْ بَأَن يُطِيعُوهُ وَيَتَّبِعُوهُ لِأَنَّهُ مُؤَدِّعُهُ تَعَالَى ، فَطَاعَتُهُ طَاعَةٌ لِلَّهِ تَعَالَى ، وَمَعْصِيَتُهُ مَعْصِيَةٌ لِلَّهِ تَعَالَى: ﴿مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ﴾ ، أَوْ بِتَيْسِيرِ اللَّهِ تَعَالَى وَتَوْفِيقِهِ فِي طَاعَتِهِ .“ ①

”یعنی ہم نے رسولوں میں سے کسی بھی رسول کو مقاصد میں سے کسی بھی مقصد کے لیے مبعوث نہیں کیا، مگر اس لیے، کہ حکمِ الہی کے ساتھ اس کی اطاعت کی جائے اور انہوں [اللہ تعالیٰ] نے ہر امت کے لوگوں کو اس بات کا حکم دیا، کہ وہ ان کی طرف ارسال کردہ رسول کی اطاعت اور تابع داری کریں، کیونکہ وہ انہی کی بات کو [ان تک] پہنچاتا ہے، سو اس رسول کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے، اور اس کی نافرمانی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔ (ارشاد باری تعالیٰ ہے: [جس کے معانی کا ترجمہ یہ ہے] جو رسول کی فرماں برداری کرے، تو بے شک اس نے اللہ تعالیٰ کی

① تفسیر أبی السعود ۱/ ۱۹۶۔

فرماں برداری کی۔

یا [(بِإِذْنِ اللَّهِ) سے مراد یہ ہے] کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عنایت و توفیق سے رسول کی اطاعت کریں گے۔“

ج: شیخ سعدی کا قول:

شیخ عبدالرحمن سعدی رقم طراز ہیں:

”يُخْبِرُ تَعَالَى جَبْرًا فِي ضَمْنِهِ الْأَمْرُ وَالْحَثُّ عَلَى طَاعَةِ الرَّسُولِ وَالْإِنْقِيَادَ لَهُ، وَأَنَّ الْعَايَةَ مِنْ إِرْسَالِ الرَّسُولِ أَنْ يَكُونُوا مُطَاعِينَ، يَنْقَادُ لَهُمُ الْمُرْسَلُ إِلَيْهِمْ فِي جَمِيعِ مَا أَمَرُوا بِهِ وَنَهَوْا عَنْهُ، وَأَنْ يَكُونُوا مَعْظَمِينَ تَعْظِيمَ الْمُطِيعِ لِلْمُطَاعِ.“^①

”اللہ تعالیٰ نے خبر دینے کے انداز میں بات فرمائی ہے، [لیکن] اس میں ضمنی طور پر اس بات کا حکم اور ترغیب ہے، کہ رسول کی اطاعت و فرماں برداری کی جائے۔ اور یہ کہ رسولوں کی بعثت کی غرض و عنایت یہ ہے، کہ ان کی اطاعت کی جائے۔ جن لوگوں کی طرف انہیں مبعوث کیا جائے، وہ ان کے تمام اوامر و نواہی کو تسلیم کریں اور وہ ان کی ایسے ہی تعظیم کریں، جس طرح کہ تابع اپنے مقبوع کی کرتا ہے۔“

سو جب رسولوں کی بعثت کی غرض و عنایت ہی یہ ہوتی ہے، کہ ان کے امتی ان کی اطاعت کریں، تو داعی، جو کہ امت میں رسول کریم ﷺ کا جانشین ہوتا ہے، اس پر لازم ہے، کہ اس مشن کی تکمیل کی طرف بھرپور توجہ دے اور اس کی دعوت میں رسول کریم ﷺ کی تابع داری کی تلقین کا عنایت درجہ اہتمام ہو۔

① تفسیر السعدی، ص ۱۸۴؛ نیز ملاحظہ ہو: تفسیر البغوي ۱/ ۴۴۸؛ و تفسیر ابن کثیر ۱/

(۲)

ہر نبی کا اپنی امت کو اپنی اطاعت کا حکم دینا

اقرار رسالت کی دعوت کی اہمیت اجاگر کرنے والی ایک بات یہ ہے، کہ ہر نبی نے اپنی اپنی امت کو اپنی تابع داری کا حکم دیا۔ ذیل میں پانچ انبیائے سابقین علیہم السلام کی دعوت کے متعلق آیات کریمہ ملاحظہ فرمائیے:

۱: حضرت نوح علیہ السلام:

اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت کے متعلق فرمایا:

﴿كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ. إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ نُوحٌ أَلَا تَتَّقُونَ. إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ. فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا. وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى رَبِّ الْعَالَمِينَ. فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا.﴾^①

”نوح علیہ السلام کی قوم نے رسولوں کو جھٹلایا۔ جب ان سے ان کے بھائی نوح علیہ السلام نے کہا: ”کیا تم ڈرتے نہیں؟ بلاشبہ میں تمہارے لیے ایک امانت دار رسول ہوں۔ پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اور میں اس پر تم سے کسی اجرت کا سوال نہیں کرتا۔ میری اجرت تو رب العالمین ہی کے ذمے ہے، پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔“

مذکورہ بالا آیات کریمہ سے معلوم ہونے والی باتوں میں سے دو درج ذیل ہیں:

۱: حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنے اور اپنی اطاعت کرنے کا حکم دیا۔

① سورة الشعراء / الآيات ۱۰۵ - ۱۱۰.

اور اس مقام پر [اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنے] سے مراد یہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ حافظ ابن کثیر اپنی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں:

”﴿ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا ﴾: أَيِ اعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَأَطِيعُوا رَسُولَكُمْ.“^①

”یعنی تم اپنے رب تعالیٰ کی عبادت کرو اور اپنے رسول کی اطاعت کرو۔“
تو گویا کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو توحید و رسالت کے اقرار اور اس کے مطابق اپنی زندگی بسر کرنے کا حکم دیا۔

۲: حضرت نوح علیہ السلام نے مذکورہ بالا دونوں باتوں کا حکم ایک ہی مقام پر دو مرتبہ دیا۔ علامہ ابو حیان اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

”ثُمَّ كَرَّرَ الْأَمْرَ بِالتَّقْوَى وَالطَّاعَةِ لِيُؤَكِّدَ عَلَيْهِمْ، وَيَقَرِّرَ ذَلِكَ فِي نَفْسِهِمْ.“^②

”پھر انہوں نے تاکید کی غرض سے اور بات کو ان کے دلوں میں جمانے کی خاطر [اللہ تعالیٰ کے] تقویٰ اور [اپنی] اطاعت کا حکم دو مرتبہ دیا۔“
ب: حضرت ہود علیہ السلام:

اللہ تعالیٰ نے حضرت ہود علیہ السلام کا اپنی قوم کو دعوت دینے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ كَذَّبَتْ عَادَ الْمُرْسَلِينَ. إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ هُودُ أَلَا تَتَّقُونَ. إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ. فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا. وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى رَبِّ الْعَالَمِينَ. أَتَنْبُونَ بِكُلِّ رِيحٍ آيَةٌ تَعْبَثُونَ. وَتَسْخَدُونَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ

① تفسیر ابن کثیر ۳ / ۲۷۶.

② تفسیر البحر المحیط ۱۷ / ۳۰.

تَخْلُدُونَ. وَإِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِينَ. فَاتَّقُوا اللَّهَ
وَأَطِيعُوا. ﴿۱﴾

”عاد نے رسولوں کو جھٹلایا۔ جب ان کے بھائی ہود علیہ السلام نے ان سے کہا:
”کیا تم ڈرتے نہیں؟ بلاشبہ میں تمہارے لیے ایک امانت دار رسول ہوں،
پس تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اور میں اس پر تم سے کسی
اجرت کا سوال نہیں کرتا، میری اجرت تو رب العالمین ہی کے ذمے ہے،
پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔“

ج: حضرت صالح علیہ السلام:

اللہ عزوجل نے حضرت صالح علیہ السلام کا اپنی قوم کو دعوت دینے کا ذکر کرتے ہوئے
فرمایا:

﴿كَذَّبَتْ ثَمُودُ الْمُرْسَلِينَ. إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ صَالِحٌ أَلَا
تَتَّقُونَ. إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ. فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا. وَمَا
أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى رَبِّ الْعَالَمِينَ.
اتُّرَكُونَ فِي مَا هَاهُنَا آمِنِينَ. فِي جَنَّتٍ وَعَيْوُن. وَزُرُوعٍ
وَنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيمٌ. وَتَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا فَارِهِينَ.
فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا. ﴿۲﴾

”ثمود نے رسولوں کو جھٹلایا۔ جب ان کے بھائی صالح علیہ السلام نے ان سے
کہا: ”کیا تم ڈرتے نہیں؟ بلاشبہ میں تمہارے لیے ایک امانت دار رسول
ہوں، پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اور میں اس پر تم سے

① سورة الشعراء / الآيات ۱۲۳ - ۱۳۱.

② سورة الشعراء / الآيات ۱۴۱ - ۱۵۰.

کسی اجرت کا سوال نہیں کرتا، میری اجرت تو رب العالمین ہی کے ذمے ہے۔ کیا تم ان چیزوں میں، جو یہاں ہیں، بے خوف چھوڑ دینے جاؤ گے، باغوں اور چشموں میں، کھیتوں اور نرم و نازک خوشوں والی کھجوروں میں؟ اور تم خوب مہارت سے پہاڑوں سے تراش کر گھر بناتے ہو۔ پس تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔“

و: حضرت لوط علیہ السلام:

اللہ تعالیٰ نے ان کا اپنی قوم کو دعوت دینے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ الْمُرْسَلِينَ. إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ لُوطُ أَلَا تَتَّقُونَ. إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ. فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا. وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى رَبِّ الْعَالَمِينَ. ۱﴾

”لوط علیہ السلام کی قوم نے رسولوں کو جھٹلایا۔ جب ان کے بھائی لوط علیہ السلام نے ان سے کہا: ”کیا تم ڈرتے نہیں ہو؟ بلاشبہ میں تمہارے لیے ایک امانت دار رسول ہوں، پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ میں اس پر تم سے کسی اجرت کا سوال نہیں کرتا۔ میری اجرت تو رب العالمین کے ذمے ہے۔“

و: حضرت شعیب علیہ السلام:

اللہ تعالیٰ نے ان کا اپنی قوم کو دعوت دینے کے متعلق فرمایا:

﴿ كَذَّبَ أَصْحَابُ النَّيْكََةِ الْمُرْسَلِينَ. إِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ أَلَا تَتَّقُونَ. إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ. فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا. وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى رَبِّ الْعَالَمِينَ. ۲﴾

② سورة الشعراء/ الآيات ۱۷۶، ۱۸۰.

① سورة الشعراء/ الآيات ۱۶۰-۱۶۴.

”ایکے والوں نے رسولوں کو جھٹلایا۔ جب ان سے شعیب علیہ السلام نے کہا: ”کیا تم ڈرتے نہیں ہو؟ بلاشبہ میں تمہارے لیے ایک امانت دار رسول ہوں، پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اور میں اس پر تم سے کسی اجرت کا سوال نہیں کرتا۔ میری اجرت تو رب العالمین کے ذمے ہے۔“

مذکورہ بالا آیات میں ہم دیکھتے ہیں، کہ حضرات انبیاء ہود، صالح، لوط اور شعیب علیہم السلام میں سے ہر ایک نے تقویٰ کی دعوت دینے کے ساتھ اپنی اپنی اطاعت کا حکم دیا۔ علاوہ ازیں ہود اور صالح علیہما السلام نے یہی بات ایک ہی مقام پر دعوت دیتے ہوئے دو دفعہ دہرائی۔ اور دعوتِ تقویٰ سے مراد..... جیسا کہ حافظ ابن کثیر نے بیان کیا ہے..... اللہ تعالیٰ کی عبادت کی دعوت دینا ہے۔

دین کی دعوت دینے والے حضرات و خواتین پر لازم ہے، کہ وہ انبیائے کرام علیہم السلام کی پیروی کرتے ہوئے اپنی دعوت میں توحیدِ الہی اور اطاعتِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بلانے کا خصوصی اہتمام کریں۔

(۳)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا توحید کے ساتھ اقرارِ رسالت کی دعوت دینا ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دعوتِ توحید کے ساتھ ساتھ اپنی رسالت کے اقرار کی دعوت دینے کا شدید اہتمام فرماتے، اور دعوت کا آغاز توحید و رسالت دونوں کی طرف بلانے کے ساتھ فرماتے۔ اس سلسلے میں توفیقِ الہی سے متعدد مثالوں میں سے چار ذیل میں پیش کی جا رہی ہیں:

۱: صحابہ سے توحید و رسالت کے اقرار کی بیعت لینا:

امام ابن مندہ نے حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان

کیا:

”بَايَعْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَلَى شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ،
وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ،
وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ.“ ❶

”ہم نے اس بات کی گواہی دینے پر، کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بلاشبہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرنے، زکوٰۃ ادا کرنے، سماع و طاعت ❷ اور ہر مسلم کے لیے خیر خواہی کرنے پر رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی۔“

اس حدیث شریف میں یہ بات واضح ہے، کہ نبی کریم ﷺ نے حضرات صحابہ سے توحید و رسالت کی گواہی دینے پر بیعت لی۔ امام ابن مندہ نے اس حدیث پر درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

”ذَكَرُ بَيْعَةِ النَّبِيِّ ﷺ أَصْحَابَهُ عَلَى شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا ﷺ - رَسُولُ اللَّهِ.“ ❸

”نبی ﷺ کا اپنے صحابہ سے اس بات کی گواہی دینے پر بیعت لینے کا

❶ کتاب الإیمان، رقم الحدیث ۱۲۲، ۱/۲۶۴۔ امام بخاری نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے، لیکن اس میں [بَايَعْنَا] [یعنی ہم نے بیعت کی] کی بجائے [بَايَعْتُ] [یعنی میں نے بیعت کی] ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح البخاری، کتاب هل یبیع الحاضر لباد بغير أجر؟ وهل یعینه وینصحه؟، رقم الحدیث: ۲۱۵۷، ۱/۳۷۰)۔ ڈاکٹر علی الفقیہی نے ابن مندہ کی روایت کی [اسناد کو صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش کتاب الإیمان ۱/۲۶۴)۔

❷ سماع و طاعت سے مراد امت کے اہل اقتدار کی بات سنا اور قرآن و سنت کی عدم مخالفت کی صورت میں ان کے احکامات کی تعمیل کرنا ہے۔

❸ کتاب الإیمان ۱/۲۶۴۔

بیان، کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یقیناً محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔“

ب: وفد عبدالقیس کی تعلیم کا توحید و رسالت کی گواہی کے حکم سے آغاز:

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ”بلاشبہ جب قبیلہ عبدالقیس کا ایک وفد نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو انہوں نے عرض کیا:

”يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّا لَا نَسْتَطِيعُ أَنْ نَأْتِيَكَ إِلَّا فِي الشَّهْرِ
الْحَرَامِ، وَبَيْنَنَا وَبَيْنَكَ هَذَا الْحَيُّ مِنْ كُفَّارٍ مُضْرٍ، فَمُرْنَا
بِأَمْرِ فَصَلِّي نُخْبِرُ بِهِ مَنْ وَرَاءَنَا، وَنَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ.“

”اے اللہ کے رسول! بلاشبہ ہم آپ کی خدمت میں حرمت والے مہینوں کے علاوہ [کسی اور مہینے میں] نہیں آ سکتے، [کیونکہ] ہمارے اور آپ کے درمیان کافروں کا مضر قبیلہ ہے، سو آپ ہمیں حق و باطل کے درمیان تمیز کرنے والی ایسی واضح بات بتلائیے، کہ ہم اپنے پچھلوں کو اس کی [جا کر] خریدیں اور خود اس کے ساتھ جنت میں داخل ہو جائیں۔“

انہوں نے آپ ﷺ سے [اپنے ہاں موجود مختلف] مشروبات کے بارے میں بھی استفسار کیا، تو آنحضرت ﷺ نے انہیں چار باتوں کا حکم دیا اور چار چیزوں سے منع فرمایا: آپ ﷺ نے انہیں صرف ایک [اللہ تعالیٰ کے ساتھ] ایمان کا حکم دیا۔

- ① حرمت والے مہینے چار ہیں: رجب، ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم۔ ان چار مہینوں میں عرب کے کافر قبیلے بھی باہمی غارت گری اور لڑائی کو برا سمجھتے تھے۔
- ② یعنی اس پر عمل کر کے۔

آنحضرت ﷺ نے دریافت کیا:

”اتَدْرُونَ مَا الْإِيمَانُ بِاللَّهِ وَحَدُّهُ؟“

”کیا تم جانتے ہو، کہ ایک اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان کیا ہے؟“

انہوں نے عرض کیا:

”اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ.“

”اللہ تعالیٰ اور ان کے رسول ﷺ زیادہ جانتے ہیں۔“

آپ ﷺ نے فرمایا:

”شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا ﷺ — رَسُولُ اللَّهِ،

وَأِقَامُ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ، وَصِيَامُ رَمَضَانَ، وَأَنْ تُعْطُوا مِنَ

الْمَغْنَمِ الْخُمْسِ.“

وَنَهَايَهُمْ عَنْ أَرْبَعٍ..... الحديث ❶

”اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بلاشبہ

محمد ﷺ۔ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور نماز کا قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا،

رمضان کے روزے اور یہ کہ تم غنیمت کا پانچواں حصہ ❷ دو۔“

اور انہیں چار [چیزوں] سے منع فرمایا..... الخ“

اس حدیث شریف سے یہ بات واضح ہے، کہ نبی کریم ﷺ نے قبیلہ عبد القیس

کی تعلیم کا آغاز تو حید و رسالت کی گواہی دینے کے حکم کے ساتھ فرمایا۔

❶ متفق علیہ: صحیح البخاری، کتاب الإیمان، باب أداء الخمس من الإیمان، جزء من رقم

الحديث: ۵۳، ۱/۱۲۹؛ وصحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب الأمر بالإیمان باللہ تعالیٰ

ورسولہ ﷺ وشرائع الدین،، جزء من رقم الحديث ۲۳ - (۱۷، ۱/۴۶)۔

❷ اس سے مراد یہ ہے، کہ دورانِ جہاد کافروں کا جو مال تمہیں حاصل ہو، اس کا پانچواں حصہ بیت المال کے

لئے حاکم وقت کو دو۔

ج: توحید و رسالت کی گواہی دینے کے حکم سے آغازِ دعوت کا علی رضی اللہ عنہ

کو ارشاد:

امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر ۱ کے دن فرمایا:

”لَا أُعْطِيَنَّ هَذِهِ الرَّأْيَةَ رَجُلًا يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ، يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَيَّ يَدَهُ.“

”بلاشبہ یہ علم ایسے شخص کو ضرور دوں گا، جو کہ اللہ تعالیٰ اور ان کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے [اور] اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر فتح عطا فرمائیں گے۔“

انہوں [راوی رضی اللہ عنہ] نے بیان کیا: ”رسول اللہ ﷺ نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو بلایا، اور انہیں وہ [جھنڈا] عطا فرمایا، اور حکم دیا:

”إِمْسِ وَلَا تَلْتَفِتْ حَتَّى يَفْتَحَ اللَّهُ عَلَيْكَ.“

”[سیدھے] جاؤ اور [ادھر ادھر] مڑ کے نہیں دیکھنا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہیں فتح نصیب فرمادیں۔“

انہوں نے بیان کیا:

”فَسَارَ عَلَيٌّ — ﷺ — شَيْئًا، ثُمَّ وَقَفَ، وَلَمْ يَلْتَفِتْ،

فَصَرَخَ: ”يَا رَسُولَ اللَّهِ! عَلَيٌّ مَاذَا أَقَاتِلُ النَّاسَ؟“

”علی رضی اللہ عنہ کچھ [دور تک] گئے، پھر رک گئے، مڑے بغیر آواز بلند عرض

کیا: ”اے اللہ کے رسول! میں لوگوں سے کس چیز پر جنگ کروں؟“

۱ یعنی غزوہ خیبر کے موقع پر ارشاد فرمایا۔ یہ غزوہ ہجرت کے ساتویں سال ہوا۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

”قَاتِلُهُمْ حَتَّى يَشْهَرُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا —
رَسُولُ اللَّهِ. فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ فَقَدْ مَنَعُوا مِنْكَ دِمَاءَهُمْ
وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا، وَحَسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ.“ ①

”ان سے لڑو، یہاں تک، کہ وہ گواہی دیں، کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی
موجود نہیں اور بلاشبہ محمد ﷺ۔ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ پس جب وہ
یہ کر لیں، تو انہوں نے اپنے خونوں اور مالوں کو تم سے بچالیا، مگر ان کے
حق کے ساتھ ② اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے۔“ ③

اس حدیث شریف میں یہ بات واضح ہے، کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ
کو حکم دیا، کہ وہ خیبر کے یہودیوں کو دعوت دینے کا آغاز توحید و رسالت کے اقرار کا
حکم دینے سے کریں۔

و: توحید و رسالت کی گواہی کا حکم دینے سے آغازِ دعوت کا معاذ رضی اللہ

کو فرمان:

امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے
بیان کیا: ”رسول اللہ ﷺ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف روانہ کرتے وقت

① صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل علي بن ابي طالب رضي الله عنه،
۳۳ (۲۴۰۵)، ۱۸۷۱/۴، ۱۸۷۲۔

② یعنی کوئی ایسی حرکت کریں، کہ از روئے اسلام اس بات کے مستحق قرار پائیں، کہ ان کے مالوں کو چھینا
جائے اور ان کے خون بہائے جائیں۔

③ مراد یہ ہے، کہ توحید و رسالت کے اقرار کے بعد اگر وہ اپنے دلوں میں کچھ اور چھپائیں گے، تو یہ معاملہ
ان کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہے۔ اسلامی ریاست میں توحید و رسالت کی گواہی کے بعد وہ مسلمان
قرار پائیں گے۔

ان سے فرمایا:

”إِنَّكَ سَتَأْتِي قَوْمًا مِنْ أَهْلِ كِتَابٍ، فَإِذَا جِئْتَهُمْ فَادْعُهُمْ
إِلَى أَنْ يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا — ﷺ —
رَسُولُ اللَّهِ. فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لَكَ بِذَلِكَ فَاخْبِرْهُمْ أَنَّ اللَّهَ
قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَكَيْلَةَ.....“

الحديث ①

”تم عنقریب اہل کتاب کی ایک قوم کے پاس پہنچو گے، جب تم ان کے پاس جاؤ، تو انہیں دعوت دینا، کہ وہ اس بات کی گواہی دیں، کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یقیناً محمد — ﷺ — اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ پس اگر وہ تمہاری یہ بات مان لیں، تو انہیں خبر دینا، کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ہر رات اور دن میں ان پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں..... الحدیث۔“

اس حدیث شریف میں یہ بات واضح ہے، کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو تاکید فرمائی، کہ وہ اپنی دعوت کا آغاز توحید و رسالت کی طرف بلانے کے حکم سے کریں۔ امام ابن مندہ نے اس حدیث پر درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

[ذِكْرُ النَّبِيِّ ﷺ أَمْرًا الْأَجْنَادِ وَسَرَايَا أَنْ يَدْعُوا النَّاسَ إِلَى
شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا — ﷺ — عَبْدُهُ
وَرَسُولُهُ.] ②

① صحيح البخاري، كتاب الزكاة، باب أخذ الصدقة من الأغنياء، وترد في الفقراء حيث

كانوا، جزء من رقم الحديث ٣٥٧/٣، ١٤٩٦.

② كتاب الإيمان ١/٢٥٢.

[لشکروں اور فوجی دستوں کے سپہ سالاروں کے لیے نبی ﷺ کی اس ہدایت کا بیان، کہ وہ لوگوں کو اس بات کی گواہی دینے کی دعوت دیں، کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بلاشبہ محمد ﷺ۔ ان کے بندے اور رسول ہیں۔]

حافظ ابن حجر آنحضرت ﷺ کے اس حکم کی حکمت بیان کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

”وَوَقَعَتِ الْبِدَايَةُ بِهِمَا لِأَنَّهُمَا أَصْلُ الدِّينِ الَّذِي لَا يَصِحُّ شَيْءٌ غَيْرُهُمَا إِلَّا بِهِمَا. فَمَنْ كَانَ مِنْهُمْ غَيْرَ مُوَحِّدٍ فَالْمُطَابَعَةُ مُتَوَجِّهَةٌ إِلَيْهِ بِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنَ الشَّهَادَتَيْنِ عَلَى التَّعْيِينِ، وَمَنْ كَانَ مُوَحِّدًا فَالْمُطَابَعَةُ لَهُ بِالْجَمْعِ بَيْنَ الْإِقْرَارِ بِالْوَحْدَانِيَّةِ وَالْإِقْرَارِ بِالرَّسَالَةِ، وَإِنْ كَانُوا يَعْتَقِدُونَ مَا يَقْتَضِي الْإِشْرَاكَ أَوْ يَسْتَلْزِمُهُ كَمَنْ يَقُولُ بِنُبُوَّةِ عَزِيرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَوْ يَعْتَقِدُ التَّشْبِيهَ فَتَكُونُ مُطَابَعَتُهُمْ بِالتَّوْحِيدِ لِنَفْيِ مَا يَلْزِمُ مِنْ عَقَائِدِهِمْ.“^①

”ان دونوں کے ساتھ [دعوت کے] آغاز کی حکمت یہ ہے، کہ وہ دونوں دین کی اساس ہیں۔ ان کے بغیر کوئی چیز درست نہیں۔ جو شخص موحد نہ ہوگا، اس سے ان دونوں کا مطالبہ کیا جائے گا اور جو موحد ہوگا، اس سے اس بات کا مطالبہ کیا جائے گا، کہ وہ توحید و رسالت کے اقرار کو جمع کرے۔ اور اگر کوئی ایسا عقیدہ رکھے، جو شرک کا متقاضی ہو یا اس سے شرک لازم آئے، جیسے کہ کوئی شخص عزیر علیہ السلام کی نبوت کے اقرار کے ساتھ [انہیں اللہ تعالیٰ کا بیٹا بنائے] یا [صفاتِ الہیہ کے صفاتِ مخلوق سے] مشابہت کا

① فتح الباری ۱۳ / ۳۵۸.

عقیدہ رکھے، ایسے لوگوں سے توحید کا مطالبہ کیا جائے گا، تاکہ ان کے عقائد سے لازم آنے والے شرک کی نفی ہو جائے۔“

(۴)

طاعت رسول ﷺ کا قبولیت اعمال کی ایک شرط ہونا

توحید کے ساتھ ہی اقرار رسالت کی دعوت دینے کی ایک دلیل یہ ہے، کہ اعمال کی قبولیت کی ایک شرط یہ ہے، کہ وہ رسول کریم ﷺ کے طریقے کے مطابق ادا کیے جائیں۔ آنحضرت ﷺ کی رسالت پر ایمان نہ لانے والا شخص کیونکر اس شرط کو پورا کرے گا؟ اس شرط کے حوالے سے توفیق الہی سے درج ذیل باتیں پیش کی جا رہی ہیں۔

۱: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿يَأْتِيهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطَلُوا أَعْمَالَكُمْ﴾ ❶

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور رسول ﷺ کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو برباد نہ کرو۔“

علامہ رازی نے ارشادِ ربانی ﴿وَلَا تُبْطَلُوا أَعْمَالَكُمْ﴾ کے معانی ذکر کرتے

ہوئے ایک معنی یہ بیان کیا ہے:

﴿لَا تُبْطَلُوا أَعْمَالَكُمْ﴾ بِتَرْكِ طَاعَةِ الرَّسُولِ كَمَا أَبْطَلَ

أَهْلُ الْكِتَابِ أَعْمَالَهُمْ بِتَكْذِيبِ الرَّسُولِ وَعِصْيَانِهِ. ❷

”رسول کریم ﷺ کی اطاعت کو ترک کر کے اپنے اعمال برباد نہ کرو، جس طرح کہ اہل کتاب نے رسول کریم ﷺ کی تکذیب اور نافرمانی کر کے اپنے اعمال ضائع کیے۔“

❷ التفسیر الکبیر ۲۸ / ۷۲.

❶ سورة محمد - ﷺ - / الآية ۳۳.

شیخ الحدیث محمد عبدہ آیت شریفہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

”معلوم ہوا، کہ بسا اوقات معصیت سے نیک عمل ضائع ہو جاتے ہیں اور نیکی اسی صورت میں نفع دے سکتی ہے، کہ انسان اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا فرمانبردار رہے۔“^①

ب: امام بخاری نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ تین حضرات نبی کریم ﷺ کی ازواج [مطہرات] کے گھروں کی طرف آپ ﷺ کی عبادت کے متعلق پوچھنے آئے۔ جب انہیں [آنحضرت ﷺ کا عمل] بتلایا گیا، تو گویا کہ انہوں نے اسے کم سمجھا اور کہنے لگے:

”أَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ؟ قَدْ غَفَرَ اللَّهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ
وَمَا تَأَخَّرَ.“

”ہمارا نبی کریم ﷺ سے کیا مقابلہ؟ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تو آپ کی اگلی پچھلی لغزشیں معاف فرمادی ہوئی ہیں۔“

قَالَ أَحَدُهُمْ: ”أَمَا أَنَا فَإِنِّي أُصَلِّي اللَّيْلَ أَبَدًا.“

وَقَالَ آخَرُ: ”أَنَا أَصُومُ الدَّهْرَ، وَلَا أَفْطِرُ.“

وَقَالَ آخَرُ: ”أَنَا أَعْتَرِلُ النِّسَاءَ فَلَا أَتَزُوجُ أَبَدًا.“

ان میں سے ایک نے کہا: ”بات یہ ہے کہ میں تو ہمیشہ رات بھر نماز پڑھا کروں گا۔“

دوسرے نے کہا: ”میں ہمیشہ روزے سے رہوں گا اور کبھی روزہ نہ چھوڑوں گا۔“

① أشرف الحواشي، ص ۶۰۸، فائدہ نمبر ۱۰.

تیسرے نے کہا: ”میں عورتوں سے جدائی اختیار کر لوں گا اور کبھی شادی نہیں کروں گا۔“

فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ”أَنْتُمْ الَّذِينَ قُلْتُمْ كَذًّا وَكَذًّا؟“

أَمَا وَاللَّهِ! إِنِّي لَأَخْشَاكُمْ لِلَّهِ وَأَتَقَاكُمْ لَهُ، لِكِنِّي أَصُومُ وَأُفِطِرُ، وَأُصَلِّي وَأَرْقُدُ، وَاتَزَوَّجُ النِّسَاءَ،

فَمَنْ رَغِبَ عَن سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي. ①

پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: ”تم نے ہی یہ یہ باتیں کہی ہیں؟“

سن لو! اللہ تعالیٰ کی قسم! میں اللہ تعالیٰ سے تم سب سے زیادہ ڈرنے والا ہوں اور تم سب سے زیادہ پرہیزگار ہوں، لیکن میں روزے رکھتا ہوں، تو افطار بھی کرتا ہوں۔

[رات میں] نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں،

اور عورتوں سے نکاح کرتا ہوں،

سو جس نے میری سنت سے اعراض کیا، وہ مجھ سے نہیں۔“

اس قصہ میں یہ بات واضح ہے، کہ ہمیشہ سوئے بغیر ساری ساری رات عبادت

کرنا، ہمیشہ، چھوڑے بغیر، روزے رکھنا اور عبادت کی غرض سے نکاح نہ کرنا، یہ تینوں

① صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب الترغیب فی النکاح، رقم الحدیث ۵۰۶۳، ۱۰۴/۹۔

اس حدیث میں بیان کردہ قصے سے ملتا جلتا قصہ صحیح مسلم میں بھی ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح مسلم، کتاب

النکاح، باب استحباب النکاح لمن تاقت نفسه إلیه ووجد مؤونه،، رقم الحدیث ۵۔

۱۰۲۰/۲، (۱۴۰۱)۔

اعمال اپنی ظاہری بڑائی اور عظمت کے باوجود سنت نبوی ﷺ سے اعراض کی بنا پر قابل تعریف نہیں، بلکہ ان پر اصرار کرنے والوں سے نبی کریم ﷺ اظہارِ برأت فرما رہے ہیں۔

ج: امام ابن عیینہ روایت کرتے ہیں، کہ انہوں نے امام مالک بن انس کو فرماتے

ہوئے سنا، جب کہ ایک شخص ان کے پاس آیا اور پوچھا:

”يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ! مِنْ أَيْنَ أَحْرَمٌ؟“

”اے ابو عبد اللہ! میں احرام کہاں سے باندھوں؟“

انہوں نے فرمایا:

”مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ مِنْ حَيْثُ أَحْرَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ .“

”ذوالحلیفہ^۱ سے، جہاں سے رسول اللہ ﷺ نے احرام باندھا۔“

اس نے عرض کیا:

”إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَحْرِمَ مِنَ الْمَسْجِدِ مِنَ عِنْدِ الْقَبْرِ .“

”بلاشبہ میں مسجد نبوی سے قبر [شریف] کے پاس سے احرام باندھنا چاہتا

ہوں۔“

انہوں نے فرمایا:

”لَا تَفْعَلْ فَإِنِّي أَخْشَى عَلَيْكَ الْفِتْنَةَ .“

”ایسے نہ کرو، کیونکہ مجھے یقیناً تمہارے بارے میں فتنہ [میں مبتلا ہونے]

کا ڈر ہے۔“

اس شخص نے عرض کیا:

① ذوالحلیفہ مدینہ طیبہ سے مکہ مکرمہ جاتے ہوئے چند میل کے فاصلے پر ایک جگہ ہے، جہاں سے نبی

کریم ﷺ نے احرام باندھا۔ آج کل اس جگہ کو لوگ [ایبار علی ذوالحلیفہ] کہتے ہیں۔

”وَأَيُّ فِتْنَةٍ فِي هَذَا، إِنَّمَا هِيَ أَمِيَالٌ أُرِيدُهَا؟“
 ”اس میں فتنہ والی کون سی بات ہے، یہ تو کچھ میل ہی ہیں، جن کے
 اضافہ [کا میں ارادہ کر رہا ہوں؟“

انہوں نے فرمایا:

”وَأَيُّ فِتْنَةٍ أَعْظَمُ مِنْ أَنْ تَرَى أَنَّكَ سَبَقْتَ إِلَىٰ فَضِيلَةٍ قَصَرَ
 عَنْهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ إِنِّي سَمِعْتُ اللَّهَ يَقُولُ: ﴿فَلْيَحْذَرِ
 الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ
 أَلِيمٌ﴾ ① “ ②

”اس سے بڑا فتنہ کیا ہوگا، کہ تو سمجھے، کہ تو نے کسی ایسی فضیلت کی طرف
 سبقت کی ہے، جو رسول اللہ ﷺ نہ پاسکے۔ اور میں نے بلاشبہ اللہ
 تعالیٰ کا فرمان سنا ہے: [جس کے معانی یہ ہیں: سو جو لوگ رسول اللہ ﷺ
 کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں ڈر جائیں، کہ انہیں کوئی فتنہ آچنچے یا انہیں
 کوئی دردناک عذاب گھیر لے۔]“

گفتگو کا حاصل یہ ہے، کہ اعمال کی قبولیت کے لیے، ان کی ظاہری بڑائی، عظمت
 یا کثرت کافی نہیں۔ ان کی قبولیت کی ایک بنیادی شرط یہ ہے، کہ وہ رسول کریم ﷺ
 کی سنت کے مطابق ہوں۔ اور جب صورت حال یہ ہے، تو داعی کی ذمہ داری ہے، کہ
 وہ دیگر اعمال کی طرف بلانے سے پہلے دعوتِ توحید کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی
 رسالت کے اقرار اور سب اعمال میں آپ ﷺ کی اطاعت کی دعوت دے، تاکہ
 لوگوں کا کیا دھرا کارت نہ ہو جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب.

① سورة النور / جزء من الآية ۶۳ .

② منقول از کتاب [حجة النبي ﷺ] للشيخ الألباني، ص ۱۱۱، هامش ۱۱۲ .

(۵)

توحید و رسالت کے اقرار کے ساتھ آغازِ دعوت کے متعلق اقوالِ علماء

توفیقِ الہی سے اس سلسلے میں بعض علماء کے اقوال ذیل میں درج کیے جا رہے ہیں:

ادائیگی مجلس برائے علمی تحقیقات و افتاء کا فتویٰ:

سعودی عرب کی مجلسِ دائمی برائے علمی تحقیقات و افتاء نے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فتویٰ دیا:

”إِنَّ طَرِيقَةَ الرَّسُولِ ﷺ فِي دَعْوَةِ الْكُفَّارِ إِلَى الْإِسْلَامِ أَنْ يَأْمُرَهُمْ بِشَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا - رَسُولُ اللَّهِ، فَإِنْ هُمْ أَجَابُوا لِذَلِكَ دَعَاهُمْ إِلَى بَقِيَّةِ شَرَائِعِ الْإِسْلَامِ.“ ①

”بے شک کافروں کو دعوتِ اسلام دیتے ہوئے رسول ﷺ کا طریقہ یہ تھا، کہ وہ انہیں اس بات کا حکم دیتے، کہ وہ اس بات کی گواہی دیں، کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بلاشبہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اگر وہ اس بات کو قبول کر لیتے، تو انہیں شریعتِ اسلامیہ کی بقیہ باتوں کی طرف دعوت دیتے۔“

① فتاویٰ اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء، جزء من فتوى رقم ۱۵۸۸، ۱/۳، ۳۸۴.

۲: شیخ ابن باز کا قول:

سعودی عرب کے سابق مفتی اعظم شیخ ابن باز تحریر کرتے ہیں:

إِنَّ أَصْلَ دِينِ الْإِسْلَامِ وَقَاعِدَتَهُ أَمْرَانِ:
أَحَدُهُمَا: أَنْ لَا يَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَحْدَهُ، وَهُوَ مَعْنَى شَهَادَةِ أَنْ
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ.

الثَّانِي: أَنْ لَا يَعْبُدَ إِلَّا بِشَرِيعَةِ نَبِيِّهِ مُحَمَّدٍ ﷺ.

وَهَذَا الْأَصْلُ الْأَصِيلُ وَالْفِقْهُ الْأَكْبَرُ هُوَ أَوْلَى مَا كَتَبَ فِيهِ
الْكَاتِبُونَ، وَعُنِيَ بِهِ دُعَاةُ الْهُدَى وَأَنْصَارُ الْحَقِّ، وَهُوَ أَحَقُّ
الْعُلُومِ أَنْ يُعْضَّ عَلَيْهِ بِالنَّوَاجِدِ، وَيُنْشَرَ بَيْنَ جَمِيعِ
الطَّبَقَاتِ حَتَّى يَعْلَمُوا حَقِيقَتَهُ، وَيَتَّبِعُوا عَمَّا يُخَالِفُهُ.

وإِنِّي أَنْصَحُ إِخْوَانِي أَهْلَ الْعِلْمِ وَالْقَائِمِينَ بِالدَّعْوَةِ إِلَى اللَّهِ
سُبْحَانَهُ بِأَنْ يَعْنُوا بِهَذَا الْأَصْلِ الْعَظِيمِ وَيَكْتُبُوا فِيهِ مَا
أَمَكْنَهُمْ مِنَ الْمَقَالَاتِ وَالرَّسَائِلِ حَتَّى يَنْتَشِرَ ذَلِكَ بَيْنَ
الْأَنَامِ، وَيَعْلَمَهُ الْخَاصُّ وَالْعَامُّ لِعَظَمِ شَأْنِهِ وَشِدَّةِ الضَّرُورَةِ
إِلَيْهِ، وَلِمَا وَقَعَ بِسَبَبِ الْجَهْلِ بِهِ فِي غَالِبِ الْبُلْدَانِ
الْإِسْلَامِيَّةِ مِنَ الْعُلُوفِ فِي تَعْظِيمِ الْقُبُورِ، وَلَا سِيَّمَا قُبُورِ مَنْ
يُسْمُونَهُمْ بِالْأَوْلِيَاءِ، وَاتِّخَاذِ الْمَسَاجِدِ عَلَيْهَا، وَصَرْفِ
الْكَثِيرِ مِنَ الْعِبَادَةِ لِأَهْلِهَا كَالدَّعَاءِ وَالِاسْتِعَاثَةِ وَالذَّبْحِ
وَالنَّذْرِ وَغَيْرِ ذَلِكَ، وَلِمَا وَقَعَ أَيضًا بِسَبَبِ الْجَهْلِ بِهَذَا

الْأَصْلُ الْأَصِيلُ فِي غَالِبِ الْبِلَادِ الْإِسْلَامِيَّةِ مِنْ تَحْكِيمِ
الْقَوَائِنِ الْوَضْعِيَّةِ وَالْأَرَءِ الْبَشَرِيَّةِ، وَالْإِعْرَاضِ عَنْ حُكْمِ
اللَّهِ وَرَسُولِهِ الَّذِي هُوَ أَعْدَلُ الْأَحْكَامِ وَأَحْسَنُهَا. ❶

بلاشبہ دین اسلام کی اساس اور بنیاد دو باتیں ہیں:

ان میں سے پہلی بات یہ ہے، کہ ایک اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ
کی جائے، اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے معبود نہ ہونے کی گواہی دینے
سے بھی مراد یہی ہے۔

دوسری بات یہ ہے، کہ حضرت محمد ﷺ کے طریقہ کے علاوہ کسی اور
طریقہ سے اللہ تعالیٰ کی عبادت نہ کی جائے۔

یہی [دو باتیں] دین کی اصلی بنیاد اور سب سے بڑی فقہ ہے۔ یہ بات
تحریر کرنے والوں کی لکھت اور ہدایت کی طرف بلانے والوں اور حق کی
نصرت کرنے والوں کے اہتمام کی سب سے زیادہ مستحق ہے۔ یہ بات
جملہ علوم میں سے مضبوطی کے ساتھ تھامنے اور تمام طبقات میں پھیلانے
جانے کے سب سے زیادہ قابل ہے، تاکہ وہ اس حقیقت کو جان لیں اور
اس کی متضاد باتوں سے دور ہو جائیں۔

میں اپنے اہل علم بھائیوں اور دعوتِ رالی اللہ دینے والوں کو نصیحت کرتا
ہوں، کہ وہ اس عظیم اساس کی طرف خوب توجہ دیں اور اس کے متعلق مقدر
بھر مقالات اور کتابچے تحریر کریں، تاکہ یہ بات لوگوں میں عام ہو جائے

❶ ملاحظہ ہو: مجموع فتاویٰ و مقالات متنوعہ لسماحة الشیخ ابن باز ۲/ ۲۰۴-۲۰۷.

اور عام و خاص اس کو سمجھ لیں، کیونکہ اس کی اہمیت بہت زیادہ اور ضرورت شدید ترین ہے۔ اکثر اسلامی ملکوں میں اس کو نہ سمجھنے کی بنا پر، قبروں کی تعظیم میں غلو کیا جاتا ہے، خصوصاً ان لوگوں کی قبروں کے متعلق، جنہیں وہ اولیاء کہتے ہیں۔ ان قبروں پر انہوں نے مسجدیں بنا رکھی ہیں اور اپنی بہت سی عبادات مثلاً: دعا، مدد طلب کرنا، ذبح، نذر وغیرہ ان کے لیے کرتے ہیں۔ اسی حقیقی بنیاد سے غفلت کی بنیاد پر اکثر اسلامی ملکوں میں اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کے سب سے زیادہ عدل و انصاف والے اور عمدہ احکام سے اعراض کرتے ہوئے مخلوق کے بنائے ہوئے قوانین اور انسانی آراء کو حاکم بنایا گیا ہے۔

شیخ ابن باز مزید تحریر کرتے ہیں:

”الْوَجِبُ عَلَى الْعُلَمَاءِ الْبَدَاءُ بِمَا بَدَأَ بِهِ الرَّسُلُ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فِيمَا يَتَعَلَّقُ بِمَجَامِعِ الْكُفْرَةِ وَالْبُلْدَانِ غَيْرِ الْإِسْلَامِيَّةِ، وَذَلِكَ بِالِدَّعْوَةِ إِلَى تَوْحِيدِ اللَّهِ تَعَالَى، وَتَرْكِ عِبَادَةِ مَا سِوَاهُ، وَالْإِيْمَانِ بِهِ وَبِأَسْمَائِهِ وَصِفَاتِهِ، وَإِثْبَاتِهَا لَهُ عَلَى الْوَجْهِ اللَّائِقِ بِهِ عَزَّ وَجَلَّ مَعَ الْإِيْمَانِ بِرَسُولِهِ ﷺ وَمُحِبَّتِهِ وَطَاعَتِهِ.“ ❶

”کافروں کے اجتماعی مقامات اور غیر اسلامی ملکوں میں علماء پر لازم ہے، کہ وہ اسی بات سے اپنی دعوت کا آغاز کریں، جس کے ساتھ رسولوں ﷺ

❶ فتاویٰ علماء البلد الحرام ص ۳۱۴.

نے کیا۔ اور وہ یہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ کی توحید کی طرف بلایا جائے، ان کے سوا ہر کسی کی عبادت کو ترک کرنے کی تلقین کی جائے۔ علاوہ ازیں رسول کریم ﷺ پر ایمان لانے اور ان سے محبت کرنے اور ان کی اطاعت کرنے کی انھیں تلقین کی جائے۔“



مبحث چہارم

مخاطب لوگوں کے حالات کا خیال

تمہید:

دعوتِ اسلامیہ کی جامعیت اور وسعت کے باوجود داعی پر لازم ہے، کہ وہ توحید و رسالت کے علاوہ دیگر موضوعات کے انتخاب میں اپنے مخاطب لوگوں کے احوال و مسائل کو پیش نظر رکھے۔ ان سے غیر متعلقہ مسائل کے بارے میں گفتگو نہ کرے۔ اس کے علاوہ دورانِ گفتگو ان کی عقلی و فکری استعداد، ان کی عادات، رسوم اور رواج کو نظر انداز نہ کرے۔

دعوت دینے والا تو طبیب کی مانند ہے، جو کسی مریض کا علاج کرتے وقت اس کی طبیعت اور بیماری کی نوعیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے مناسب مقدار میں مناسب علاج تجویز کرتا ہے۔ وہ کینسر کے مریض کو شوگر کے علاج کی دوائی نہیں دیتا اور شوگر کے مریض کے لیے بوا سیر کے علاج کی دوا تجویز نہیں کرتا۔ وہ دوائی کی مقدار کا تعین کرتے ہوئے بھی اس بات کو پیش نگاہ رکھتا ہے، کہ دوائی اس قدر تھوڑی نہ ہو، کہ اس کا دینا نہ دینا برابر ہو جائے اور اس قدر زیادہ بھی نہ ہو، کہ دوائی بجائے خود مریض کی موت کا سبب بن جائے۔^①

انبیاء سابقین علیہم السلام، ہمارے نبی کریم ﷺ اور سلف صالحین کی مبارک

① اس بات کی تفصیل کے لیے راقم السطور کی کتاب [من صفات الداعیة: مراعاة أحوال المخاطبین فی ضوء الكتاب والسنة] ملاحظہ فرمائیے۔ اللہ کریم سے اس کتاب کے اردو ترجمے کے لیے توفیق میسر آنے کا سوال ہے۔ انہ سمیع محیب۔

سیرتوں میں اس کے متعلق کثیر تعداد میں شواہد اور مثالیں موجود ہیں۔ توفیق الہی سے اس بارے میں درج ذیل چار عنوانوں کے ضمن میں گفتگو کی جا رہی ہے:

ا: سابقہ انبیاء علیہم السلام کا دعوت میں لوگوں کے حالات کو پیش نظر رکھنا

ب: نبی کریم ﷺ کا دعوت و تربیت میں لوگوں کے حالات کا خیال رکھنا

ج: سلف صالحین کا لوگوں کے حالات کا خیال رکھنا

د: دعوت توحید میں مداہنت نہیں

(۱)

سابقہ انبیاء علیہم السلام کا دعوت میں لوگوں کے حالات کو پیش نظر رکھنا

حضرات انبیائے کرام علیہم السلام اپنی اپنی امت کے لوگوں کو دعوت توحید و رسالت دینے کے بعد، ان باتوں کی دعوت دینے کا اہتمام کرتے، جن کی انہیں ضرورت ہوتی۔ توفیق الہی سے اس بارے میں ذیل میں چار انبیاء علیہم السلام کے حوالے سے تفصیل پیش کی جا رہی ہے:

۱: ہود علیہ السلام کا قوم کو بے جا مال خرچ کرنے اور ظلم سے روکنا:

قوم عاد دولت مند اور طاقت ور لوگ تھے۔ قوت و طاقت میں ان ایسی کوئی قوم پیدا نہیں کی گئی تھی۔ ان کے متعلق خود اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا:

﴿ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ. اِرْمَ ذَاتِ الْعِمَادِ. الَّتِي لَمْ

يُخَلِّقْ مِثْلَهَا فِي الْبِلَادِ. ۱

۱ سورة الفجر / الآيات ۶-۸۔ شیخ سعدی اپنی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں: ﴿ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ﴾ اور وہ یمن میں ارم نامی معروف قبیلہ ہے۔ ﴿ ذَاتِ الْعِمَادِ ﴾ یعنی وہ شدید قوت و جبروت والے تھے۔ قوت و شدت میں ان ایسا تمام شہروں میں سے کسی میں بھی پیدا نہیں کیا گیا۔ اسی طرح ان کے نبی ہود علیہ السلام نے ان سے کہا: ﴿ وَاذْكُرُوا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ مِنْ بَعْدِ قَوْمِ نُوحٍ وَرَاٰكُمْ ۝۵۵

”کیا آپ نے نہیں دیکھا، کہ آپ کے رب نے عاد کے ساتھ کس طرح کیا؟ وہ (عاد) جو ارم (قبیلہ کے لوگ) تھے، ستونوں والے، وہ جو، کہ ان جیسا کوئی شہروں میں پیدا نہیں کیا گیا۔“

یہ لوگ اپنا مال بے جا صرف کرتے اور لوگوں پر ظلم کرتے۔ حضرت ہود علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے تقویٰ اور اپنی اطاعت کا حکم دینے کے بعد، انہیں ان باتوں سے منع کرتے۔ سورۃ الشعراء میں اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں بیان فرمایا ہے:

﴿ اٰتَّبٰنُوْنَ بِكُلِّ رِيْعٍ اٰيَةً تَعْبُوْنَ . وَتَتَّخِذُوْنَ مَصٰنِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ . وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبّٰرِيْنَ . فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيعُوْنَ . وَاَتَّقُوا الَّذِيْ اَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُوْنَ . اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ وَّبَنِيْنَ . وَجَنّتٍ وَّعِيُوْنٍ . اِنِّيْ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ . ﴾^۱

”کیا تم ایک ٹیلے پر بطور کھیل تماشا [یعنی لا حاصل] ایک یادگار بناتے ہو؟ اور بڑی بڑی عمارتیں بناتے ہو، شاید کہ تم ہمیشہ رہو گے۔ اور جب تم کسی پر ہاتھ ڈالتے ہو، تو سختی اور ظلم سے پکڑتے ہو، پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اور اس سے ڈرو، جس نے ان چیزوں سے تمہاری مدد کی، جنہیں تم جانتے ہو۔ اس نے چوپاؤں اور بیٹوں کے ساتھ تمہاری مدد کی اور باغوں اور چشموں کے ساتھ۔ یقیناً میں تم پر ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔“

﴿ فِي الْخَلْقِ بَصۜطَةً فَاذْكُرُوْا اٰلَاءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تَفْلِحُوْنَ . ﴾ (سورۃ الاعراف / جزء من الآیة ۶۹)۔ ”اور یاد کرو، کہ جب اس نے تمہیں نوح - علیہ السلام کی قوم کے بعد جائشیں بنایا اور تمہیں ڈیل ڈول میں زیادہ پھیلا دیا۔ سو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں یاد کرو، تاکہ تم تلاح پاؤ۔“

① سورۃ الشعراء / الآیات ۱۲۸-۱۳۵۔

شیخ محمد عدوی ان آیات کی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں:

إِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ تَعَالَى هُوَذَا عَلَيْهِ السَّلَامُ بَعْدَ أَنْ دَعَاهُمْ إِلَى
التَّقْوَى، وَعَرَفَهُمْ أَنَّهُ رَسُولُ آمِينَ، لَا يَسْأَلُهُمْ عَلَى
تَبْلِيغِهِمْ رَسُولَةَ اللَّهِ أَجْرًا، بَعْدَ ذَلِكَ كُلِّهِ أَخَذَ يَنْهَاهُمْ أَنْ
يَتَّخِذُوا بِكُلِّ مَكَانٍ مُرْتَفِعٍ مِنَ الْأَرْضِ بِنَاءً شَامِخًا هُوَ آيَةٌ
لِلنَّاسِ، وَعَلَّمَهُمْ ظَاهِرٌ يَلْفُتُ نَظَرَ كُلِّ مَنْ يَرَاهُ، وَأَنَّهُمْ لَمْ
يَسْنُوا أَوْلِيَتِكَ الْآيَاتِ لِأَغْرَاضٍ صَحِيحَةٍ، وَمَصَالِحَ تَعُودُ
عَلَيْهِمْ بِالنَّفْعِ، وَإِنَّمَا كَانُوا عَابِثِينَ لِأَعْيُنٍ، فَكَانُوا سُفَهَاءَ
فِي بَعْثَرَةِ الْمَالِ، وَإِضَاعَةِ الثَّرْوَةِ. كَمَا يُنْكِرُ عَلَيْهِمْ نَبِيُّ
اللَّهِ أَنْ يَتَّخِذُوا مَا أَخَذَ لِلْمَاءِ يَجْمَعُونَهُ فِيهَا كَالْأَحْوَاضِ،
رَاجِينَ أَنْ يَخْلُدُوا فِي هَذِهِ الْحَيَاةِ، فَسَبِيُّ اللَّهِ لَمْ يُنْكِرْ
عَلَيْهِمْ بِنَاءَ الْآيَاتِ، وَإِنَّمَا أَنْكَرَ عَلَيْهِمْ أَنْ يَعْبَثُوا بِذَلِكَ
الْبِنَاءِ، وَلَمْ يُنْكِرْ عَلَيْهِمْ اتِّخَاذَ الْمَصَانِعِ، بَلْ أَنْكَرَ عَلَيْهِمْ
رَجَاءَ الْخُلُودِ بِهَا، وَنَسْيَانَهُمُ الْمَوْتَ وَمَا بَعْدَ الْمَوْتِ.

ثُمَّ قَالَ لَهُمْ: ﴿وَإِذَا بَطَشْتُمْ بِطَشْتُمْ جَبَّارِينَ﴾ يُرِيدُ أَنَّكُمْ
فُسَاةٌ غِلَاطٌ، إِذَا سَلَطْتُمْ عَلَى مَنْ هُوَ دُونَكُمْ فِي الْقُوَّةِ
كَانَ بَطَشُكُمْ بِهِمْ بَطَشُ جَابِرَةٍ، لَا تَرْعُونَ لَهُ عَهْدًا، وَلَا
تَعْمَلُونَ لِجَوَارِهِ حِسَابًا. ❶

بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے نبی ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کو تقویٰ کی دعوت دی اور
انہیں اس بات سے آگاہ کیا، کہ وہ امانت دار رسول ہیں۔ ان تک پیغام

❶ دعوة الرسل عليهم السلام ص ۲۵ باختصار.

الہی پہنچانے کا وہ ان سے کوئی معاوضہ طلب نہیں کرتے۔ اس کے بعد انہوں نے اپنی قوم کو اس بات سے منع کیا، کہ وہ ہر اونچی جگہ پر بطور یادگار بلند و بالا عمارت تعمیر کریں، تاکہ وہ دیکھنے والوں کی توجہ کا مرکز بنے۔ وہ ان عمارتوں کو اچھے مقاصد اور مفید مصالح کے لیے نہ بناتے تھے، بلکہ وہ تو بطور کھیل تماشا انہیں تعمیر کرتے تھے۔ وہ مال اجاڑنے اور دولت ضائع کرنے کی حماقت میں مبتلا تھے۔ انہوں نے اس بات پر بھی تنقید کی، کہ وہ پانی کے بڑے بڑے حوض اس امید پر تعمیر کر رہے ہیں، کہ وہ اس زندگی میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ کی تنقید عمارتوں کے بنانے پر نہ تھی، بلکہ ان کی تنقید کا نشانہ ان کے بے کار بنانے پر تھا۔ اسی طرح ان کا اعتراض بڑے بڑے حوض تعمیر کرنے پر نہیں، بلکہ ان کا اعتراض تعمیر کے پس منظر میں موجود ہمیشہ رہنے کی امید، اور موت اور موت کے بعد والی زندگی کو فراموش کرنے پر تھا۔

پھر انہوں نے ان سے کہا: ﴿وَإِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِينَ﴾ ان کا مقصود یہ تھا، کہ وہ سنگ دل اور سخت خوتھے۔ جب تم اپنے سے کمزور پر تسلط حاصل کرتے ہو، تو جابروں کی طرح اس کو اپنی گرفت میں لیتے ہو، نہ کسی عہد کا لحاظ کرتے ہو، نہ کسی سابقہ تعلق کی پاس داری کرتے ہو۔

شیخ سعدی اپنی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں:

”﴿وَإِذَا بَطَشْتُمْ﴾ بِالْخَلْقِ ﴿بَطَشْتُمْ جَبَّارِينَ﴾ قَتْلًا وَضَرْبًا، وَأَخَذَ أَمْوَالٍ، وَكَانَ اللَّهُ تَعَالَى قَدْ أَعْطَاهُمْ قُوَّةَ عَظِيمَةً، وَكَانَ الْوَاجِبُ عَلَيْهِمْ أَنْ يَسْتَعِينُوا بِقُوَّتِهِمْ عَلَى طَاعَةِ اللَّهِ، وَلَكِنَّهُمْ فَخَرُوا وَاسْتَكْبَرُوا، وَقَالُوا ﴿مَنْ أَشَدَّ

مِنَّا قُوَّةٌ ﴿۱﴾ وَاسْتَعْمَلُوا قُوَّتَهُمْ فِي مَعَاصِي اللَّهِ، وَفِي الْعَبَثِ وَالسَّفْهِ، فَلِذَلِكَ نَهَاهُمْ نَبِيُّهُمْ عَنْ ذَلِكَ. ﴿۱﴾

”جب تم مخلوق میں سے کسی کو اپنی گرفت میں لیتے ہو، تو خون ریزی اور ماردھاڑ کرتے اور مالوں کو چھینتے ہو، اللہ تعالیٰ نے انہیں عظیم قوت عطا کر رکھی تھی۔ ان پر واجب تو یہ تھا، کہ اپنی قوت کو طاعتِ الہی کے لیے صرف کرتے، لیکن انہوں نے اس کی بجائے فخر و تکبر کیا اور کہنے لگے: ”ہم سے زیادہ قوت میں کون ہے؟“ انہوں نے اپنی قوت کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی، حماقت اور بیوقوفی کی باتوں میں لگایا۔ اسی لیے ان کے نبی ﷺ نے انہیں ایسا طرزِ عمل اختیار کرنے سے روکا۔“

خلاصہ کلام یہ ہے، کہ حضرت ہود ﷺ نے اپنی قوم کو توحید و رسالت کے اقرار کی طرف بلانے کے بعد، اپنی دعوت میں ان کے احوال کو پیش نظر رکھا۔

ب: لوط علیہ السلام کا قوم کو لو اطت سے روکنا:

حضرت لوط علیہ السلام کی قوم میں مردوں کا آپس میں برائی کرنا عام ہو چکا تھا۔ توحید و رسالت کے اقرار کی طرف بلانے کے بعد انہوں نے اس برائی سے اپنی قوم کو دور کرنے کے لیے خصوصی توجہ دی۔ اس بات کا ذکر متعدد آیاتِ کریمہ میں موجود ہے۔ ذیل میں تین مقامات سے آیات پیش کی جا رہی ہیں:

۱: سورة الاعراف میں ہے:

﴿وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِنَ الْعَالَمِينَ. إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِنْ دُونِ النِّسَاءِ﴾

① تفسیر السعدی ص ۵۹۵۔

بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُونَ. ﴿۱﴾

”اور لوط - علیہ السلام کو [بھیجا]، جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا: ”کیا تم اس بے حیائی کا ارتکاب کرتے ہو، جو تم سے پہلے جہانوں میں کسی نے نہیں کی؟ بے شک تم تو عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس شہوت سے آتے ہو، بلکہ تم حد سے گزرنے والے لوگ ہو۔“

۲: سورۃ الشعراء میں ہے:

﴿أَتَاتُونَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعَلَمِينَ. وَتَذَرُونَ مَا خَلَقَ لَكُمْ مِنْكُمْ رَيْبًا
مِنْ أَرْوَاحِكُمْ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ عَادُونَ. قَالُوا لَنْ نَمُوتَهُ يَا لُوطُ
لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِينَ. قَالَ إِنِّي لِعَمَلِكُمْ مِنَ الْقَالِينَ. ﴿۲﴾

”کیا سارے جہانوں میں سے تم مردوں کے پاس آتے ہو اور تمہارے لیے جو تمہاری بیویاں پیدا کی ہیں، انہیں تو چھوڑ دیتے ہو؟ بلکہ تم حد سے گزرنے والے لوگ ہو۔ انہوں [قوم] نے کہا: ”لوط - علیہ السلام۔ بے شک اگر تو باز نہ آیا، تو یقیناً نکالے ہوئے لوگوں سے ہو جائے گا۔“ انہوں [لوط علیہ السلام] نے کہا: ”یقیناً میں تو تمہارے کام سے سخت بیزار ہوں۔“

ان آیات کی شرح میں شیخ محمد عدوی لکھتے ہیں:

”يُطَالِبُ نَبِيُّ اللَّهِ لُوطٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَوْمَهُ بِالطَّاعَةِ فِي رِفْقٍ وَلِينٍ، وَيَذَكِّرُهُمْ بِأَنَّهُ رَسُولٌ أَمِينٌ لَا غِنَى لَهُ عَنْ تَبْلِيغِ رِسَالَةِ رَبِّهِ، ثُمَّ يُكْرِرُ عَلَيْهِمْ طَلَبَ التَّقْوَى وَالطَّاعَةِ، ثُمَّ يَرِيهِمْ أَنَّهُ لَا يَطْلُبُ مِنْهُمْ أَجْرًا عَلَى

① سورة الاعراف / الآيات ۸۰ و ۸۱.

② سورة الشعراء / الآيات ۱۶۵ - ۱۶۸.

رِسَالَتِهِ، وَإِنَّمَا يَطْلُبُهُ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى، ثُمَّ يَسْتَقِيلُ إِلَىٰ إِنْكَارِ
فَاحِشَتِهِمْ مُسْتَقْبِحًا لَهَا فَيَقُولُ: ﴿آتَاوَنَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعَالَمِينَ
وَتَلَدُّوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ أَرْوَاجِكُمْ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ عَادُونَ.﴾
يُرِيهِمْ أَنَّهُمْ بِصُنْعِهِمْ ذَلِكَ عَطَلُوا مَا خُلِقَ لِتَمْتَعُ، وَهِنَّ
الْأَرْوَاجُ، وَلَجَأُوا إِلَى الذُّكْرَانَ الَّذِينَ خُلِقُوا لِلْعَمَلِ فِي
هَذِهِ الْحَيَاةِ، وَأَنَّهُمْ بِذَلِكَ عَكَسُوا الْفِطْرَةَ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ
عَلَيْهَا، وَبِذَلِكَ صَارُوا قَوْمًا عَادِينَ لِلْحَدُودِ، مُتَجَاوِزِينَ
لَهَا، كَمَا وَصَفَهُمْ فِي آيَةِ أُخْرَى بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ مُسْرِفُونَ،
وَقَوْمٌ يَجْهَلُونَ سُنَّةَ اللَّهِ تَعَالَى وَنِظَامَهُ. ❶

”اللہ تعالیٰ کے نبی لوط علیہ السلام شفقت و نرمی سے اپنی قوم سے [اپنی] تابعداری
کا مطالبہ کرتے ہیں۔ وہ انہیں یاد دلاتے ہیں، کہ وہ امانت دار رسول
ہیں، جن کے لیے پیغام الہی پہنچانے سے مفر ممکن نہیں۔ وہ ان سے تکرار
کے ساتھ تقویٰ اور اطاعت کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اور انہیں بتلاتے ہیں،
کہ وہ اس پیغام کے پہنچانے کا کوئی معاوضہ ان سے طلب نہیں کرتے۔
پھر وہ ان میں موجود بے حیائی پر تنقید کی جانب منتقل ہوئے کہتے ہیں: [کیا
تم سارے جہانوں میں سے مردوں کے پاس آتے ہو اور تمہارے رب
نے تمہارے لیے جو بیویاں پیدا کی ہیں، انہیں چھوڑ دیتے ہو؟ بلکہ تم حد
سے تجاوز کرنے والے لوگ ہو] بلاشبہ وہ انہیں سمجھاتے ہیں، کہ اپنی اس
کرتوت کی وجہ سے وہ ان کو تو بے کار کر رہے ہیں، جن کی تخلیق لذت کی
خاطر کی گئی، اور وہ بیویاں ہیں اور مردوں کی طرف جارہے ہیں، جنہیں اس

❶ دعوة الرسل عليهم السلام، ص ۷۰.

زندگی میں عمل کے لیے پیدا کیا گیا۔ اس طرح انھوں نے اللہ تعالیٰ کی تخلیق کردہ انسانی فطرت کے برعکس طرز عمل اختیار کیا۔ اسی لیے حدود سے تجاوز کرنے والے قرار پائے۔ ایک دوسری آیت میں انہیں اسراف کرنے والی قوم کہا گیا، اور ایک اور مقام پر انہیں سنت الہیہ اور ان کے نظام سے بے خبر قوم ٹھہرایا گیا۔“

۳: سورة العنكبوت میں ہے:

﴿ وَلَوْ طَآ اِذْ قَالِ لِقَوْمِهٖ اِنَّكُمْ لَتَاۡتُوۡنَ الْفٰحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيۡنَ . اِنَّكُمْ لَتَاۡتُوۡنَ الرِّجَالَ وَتَقۡطَعُوۡنَ السَّبِيۡلَ وَتَاۡتُوۡنَ فِىۡ نَادِيۡكُمْ الْمُنۡكَرَ ۝۱﴾

”اور لو ط علیہ السلام کو (بھیجا) جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا: ”بے شک تم تو اس بے حیائی کا ارتکاب کرتے ہو، جو تم سے پہلے جہانوں میں سے کسی نے نہیں کی۔ کیا بے شک تم واقعی مردوں کے پاس آتے ہو اور راستہ کاٹتے ہو اور اپنی مجلس میں برا کام کرتے ہو؟“

مذکورہ بالا آیات میں یہ بات واضح ہے، کہ حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم میں پھیلی ہوئی برائی سے روکنے کے لیے اپنی دعوت میں خصوصی اہتمام کیا۔
ج: شعیب علیہ السلام کا قوم کو ماپ تول میں کمی سے روکنا:

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم میں ماپ تول میں کمی کی بیماری عام تھی۔ توحید و رسالت کی دعوت کے بعد انھوں نے اس بات سے اپنی قوم کو روکنے کی طرف خصوصی توجہ دی۔ یہ حقیقت متعدد آیات کریمہ سے واضح طور پر معلوم ہوتی ہے۔ ذیل میں تین مقامات سے آیات پیش کی جا رہی ہیں:

۱: ارشادِ باری تعالیٰ:

﴿ وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنِّ إِلَهِ غَيْرُهُ قَدْ جَاءَ تَكْمٌ بَيْنَهُ مِن رَّبِّكُمْ فَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ مُؤْمِنِينَ. ﴿۱﴾

”اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب - ﷺ کو (بھیجا)۔ انھوں نے کہا: ”اے میری قوم! اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ ان کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ بلاشبہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک واضح دلیل آچکی ہے، پس ماپ اور تول پورا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دو۔ اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد نہ پھیلاؤ۔ یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم ایمان والے ہو۔“

۲: ارشادِ ربانی:

﴿ وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنِّ إِلَهِ غَيْرُهُ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ إِنِّي أُرْكُمْ بِخَيْرٍ وَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيطٍ. ﴿۲﴾

”اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب - ﷺ کو بھیجا۔ انھوں نے کہا: ”اے میری قوم! اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، ان کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ اور ماپ اور تول کم نہ کرو۔ بے شک میں تمہیں اچھی حالت میں دیکھتا ہوں اور بے شک میں تم پر ایک گھبر دینے والے دن کے عذاب

① سورة الأعراف / الآية ۸۵.

② سورة هود - عليه السلام - / الآية ۸۴.

سے ڈرتا ہوں۔“

۳: ارشادِ ربانی:

﴿ أَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُخْسِرِينَ. وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ. وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْتُوا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ. ﴿۱﴾

”ماپ پورا دو اور کم دینے والوں میں سے نہ بنو اور سیدھی ترازو کے ساتھ وزن کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دو اور زمین میں فساد کرتے ہوئے دنگا نہ مچاؤ۔“

شیخ محمد عدوی حضرت شعیب ؑ کی دعوت کے حوالے سے تحریر کرتے ہیں:

بَدَأَ الدَّعْوَةَ بِالتَّوْحِيدِ لِأَنَّهُ أَسَاسُ الْعَقِيدَةِ، وَرُكْنُ الدِّينِ الْأَعْظَمُ، وَقَفَى عَلَيْهِ بِالْأَمْرِ بِإِيقَافِ الْكَيْلِ وَالْمِيزَانِ إِذَا بَاعُوا، وَالنَّهْيِ عَنِ بَخْسِ النَّاسِ أَشْيَاءَهُمْ إِذَا اشْتَرَوْا، لِأَنَّ ذَلِكَ كَانَ فَاشِيًا فِيهِمْ أَكْثَرَ مِنْ سَائِرِ الْمَعَاصِي، فَكَانَ شَأْنُهُ كَشَأْنِ لُوطٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِذْ بَدَأَ بِنَهْيِ قَوْمِهِ عَنِ الْفَاحِشَةِ الَّتِي كَانَتْ فَاشِيَةً فِيهِمْ.

وَكَذَلِكَ يَنْبَغِي لِلدَّاعِي إِلَى اللَّهِ أَنْ يَتَقَدَّمَ الْقَوْمَ لِيَعْرِفَ مَوَاطِنَ الضَّعْفِ مِنْهُمْ، وَالْجَرَائِمَ الْمُتَقَشِّبَةَ فِيهِمْ، لِيَعْمَلَ عَلَى نَهْيِهِمْ عَنْهَا، وَتَنْفِيرِهِمْ مِنْهَا.

إِنَّ مَرَكَزَ الْوَاعِظِ مِنَ الْأُمَّةِ مَرَكَزُ الطَّيِّبِ الَّذِي يَعْرِفُ الدَّاءَ فَيَصِفُ الدَّوَاءَ. وَقَدْ يَكُونُ هُنَاكَ أَدْوَاءٌ كَثِيرَةٌ وَلَكِنَّ

بَعْضَهَا أَخْطَرُ مِنْ بَعْضٍ . فَمَثَلًا مَرَضُ الْحَمِيَّاتِ وَالْأَوْبَةِ
 أَخْطَرُ عَلَى النَّاسِ مِنَ الْأَمْرَاضِ الْجِلْدِيَّةِ ، فَهَلْ مِنَ الْعَقْلِ
 أَنْ يُعْنِيَ الطَّبِيبُ بِمَرَضٍ جِلْدِيٍّ ، يَسْتَطِيعُ الْمَرِيضُ أَنْ
 يَعِيشَ مَعَهُ أَيَّامًا وَشُهُورًا ، ثُمَّ يَغْفُلُ عَنْ مَرَضٍ مِنْ أَمْرَاضِ
 الْحَمَى الْفَتَاكَةِ ، أَوْ يَتَغَاضَى عَنْ نَوْعٍ مِنْ أَنْوَاعِ الْوَبَاءِ حَتَّى
 يَتَشَبَّرَ ، وَيَقْضِي عَلَى الْأَخْضَرِ وَالْيَابِسِ .^①

انہوں نے توحید کے ساتھ دعوت کا آغاز کیا، کیونکہ وہ عقیدہ کی جڑ اور
 دین کا رکن اعظم ہے۔ اس کے بعد انہوں نے فروختگی کے وقت ماپ اور
 وزن کو پورا کرنے کا حکم دیا اور لوگوں کی خریداری کے موقع پر ان کی
 چیزوں میں کمی کرنے سے منع کیا، کیونکہ یہ بات ان کے ہاں دیگر گناہوں
 کے مقابلے میں زیادہ عام تھی۔ اس بارے میں ان کا طرز عمل حضرت
 لوط علیہ السلام جیسا تھا، جنہوں نے اپنی قوم کو بے حیائی سے روکا، جو ان میں
 عام تھی۔

۱۔ اسی طرح دعوت دینے والے کو چاہیے، کہ اپنی قوم کی کمزوریوں کو
 پہچانے، ان کے درمیان منتشر جرائم سے آگاہی حاصل کرے، تاکہ وہ ان
 برائیوں سے روکنے اور ان سے اپنی قوم کو دور کرنے کی کوشش کر سکے۔
 امت میں واعظ کی حیثیت اس طبیب جیسی ہے، جو کہ بیماری کو پہچان کر
 اس کا علاج تجویز کرتا ہے۔ بسا اوقات کسی مقام پر کثیر تعداد میں بیماریاں
 ہوتی ہیں، لیکن ان میں سے بعض نسبتاً زیادہ سنگین ہوتی ہیں۔ مثال کے
 طور پر مختلف قسم کے بخار اور وبائی امراض جلد کی بیماریوں کے مقابلے میں

① دعوة الرسل عليهم السلام ص ۱۵۳ باختصار.

لوگوں کے لیے زیادہ خطرناک ہوتی ہیں۔ کیا یہ بات معقول ہے، کہ طیب جلدی بیماری کی تو فکر کرے، کہ جس کے لاحق ہونے کے باوجود مریض کئی دنوں یا مہینوں تک زندہ رہ سکتا ہے، لیکن تباہ کن بخار جیسی کسی بیماری سے تغافل برتے، یا کسی وبائی بیماری سے چشم پوشی کرے، یہاں تک وہ پھیل جائے، اور ہر رطب و یابس کو نیست و نابود کر جائے!!

د: موسیٰ علیہ السلام کا بنی اسرائیل کو ذلت سے بچانے کی خاطر اہتمام:

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایک ایسی قوم کی طرف بھیجا، جنہیں کمزور سمجھا جاتا تھا۔ فرعون انہیں سنگین عذاب چکھاتا، ان کے بیٹوں کو ذبح کر دیتا اور ان کی بیٹیوں کو زندہ رہنے دیتا۔ توحید و رسالت کی دعوت دینے کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم میں عزت نفس بیدار کرنے اور انہیں فرعون کے ظلم و جبروت سے بچانے کی طرف توجہ دی۔ اس مقصد کے حصول کی خاطر انہوں نے اپنی قوم اور فرعون کو دعوت دی۔

اس سلسلے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قوم کو دعوت دینے کا ذکر درج ذیل آیت

شریفہ میں ہے:

﴿وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ أذكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَعَلَ فِيكُمْ أَنبِيَاءَ وَجَعَلَكُم مَّلُوكًا وَأَتَاكُم مَّا لَمْ يُؤْتِ أَحَدًا مِّنَ الْعَالَمِينَ.﴾^۱

”اور جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا: ”اے میری قوم! تم اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی نعمت کو یاد کرو، جب انہوں نے تم میں انبیاء بنائے اور تمہیں بادشاہ بنا دیا اور تمہیں وہ کچھ دیا، جو جہانوں میں کسی کو نہیں دیا۔“

شیخ محمد عدوی آیت شریفہ کی شرح کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

”لَقَدْ كَانَتْ مُهِمَّةٌ نَبِيِّ اللَّهِ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ أَشَقِّ الْمُهِمَّاتِ:

أَوَّلًا: لِأَنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ مَرَنُوا عَلَى الدُّلِّ، وَالْفُؤَاءِ
الِاسْتِعْبَادِ، فَكَانَ نَقْلُهُمْ مِنْ ذَلِكَ الْحَالِ مِنْ أَشَقِّ
الْأَعْمَالِ.

ثَانِيًا: مَا لاقاهُ مِنْ جَبْرُوتِ فِرْعَوْنَ وَطَغْيَانِهِ.

وَقَدْ كَانَ مِنْ عِلَاجِهِ لِدَلَّةِ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنْ يُذَكِّرَهُمْ بِنِعْمِ اللَّهِ
تَعَالَى عَلَيْهِمْ، وَهُوَ أَسْلُوبٌ حَكِيمٌ فِي الْوَعظِ. يَبْدَأُ
الدَّاعِي إِلَى اللَّهِ بِإِحْيَاءِ إِحْسَاسِ الشَّرَفِ وَشُعُورِ الْكِرَامَةِ
فِي نَفُوسِ الْمَوْعُوظِينَ لِيَسْتَعِدَّ بِذَلِكَ لِقَبُولِ الْمَوْعِظَةِ. ❶
”اللہ تعالیٰ کے نبی موسیٰ علیہ السلام کا مشن کتنھن ترین کاموں میں سے تھا۔

۱: بنی اسرائیل ذلت سے شناسا اور غلامی سے مانوس ہو چکے تھے۔ انہیں اس
حالت سے نکالنا مشکل ترین کاموں میں سے تھا۔

۲: انہیں (خود) فرعون کے جبروت و طغیانی کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔

بنی اسرائیل کو ذلت سے نکالنے کی غرض سے ان کا طریقہ علاج یہ تھا، کہ انہیں
وہ نعمتیں یاد کروائی جائیں، جو اللہ تعالیٰ نے ان پر کی تھیں۔ اور وعظ و نصیحت
میں یہ زبردست حکمت والا اسلوب ہے، جس کے ساتھ داعی الی اللہ اپنے
مخاطبین کے دلوں میں عزت نفس اور شخصی وقار زندہ کرنے کی خاطر اپنے وعظ
کا آغاز کرتا ہے، تاکہ وہ نصیحت قبول کرنے کے لیے تیار ہو جائیں۔

❶ ملاحظہ ہو: دعوة الرسل علیہم السلام ص ۱۸۲۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کو دعوت دینے کا ذکر درج ذیل آیات شریفہ میں ہے:

﴿ وَقَالَ مُوسَىٰ يُفْرِعُونَ ابْنِي رَسُولٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ. حَقِيقٌ عَلَىٰ أَن لَا أَقُولَ عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقُّ قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ فَأَرْسِلْ مَعِيَ بَنِي إِسْرَائِيلَ ۚ ﴾ ❶

”اور موسیٰ علیہ السلام نے کہا: ”اے فرعون! بے شک میں جہانوں کے رب کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں۔ میرے لیے یہی شایاں ہے، کہ سوائے حق کے، اللہ تعالیٰ کی طرف کوئی بات منسوب نہ کروں۔ بلاشبہ میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک واضح دلیل لے کر آیا ہوں، سو میرے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دے۔“

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو توحید و رسالت کے اقرار کی دعوت دی اور اس کے لیے بیان کیا، کہ وہ واضح اور عظیم دلیل لے کر اس کے پاس آئے ہیں۔ پھر انہوں نے اسی بنیاد پر اپنا یہ مطالبہ پیش کیا:

[سو بنی اسرائیل کو میرے ساتھ بھیج دیجیے] یعنی انہیں اپنی قید سے آزاد کر دے اور اپنے جبر و ظلم کی غلامی سے رہائی دے دے، تاکہ وہ تیرا ملک چھوڑ کر میرے ساتھ کسی اور ملک میں چلے جائیں اور وہاں میرے اور تیرے رب کی [کما حقہ] عبادت کر سکیں۔] ❷

خلاصہ کلام یہ ہے، کہ حضرت موسیٰ اور دیگر انبیاء علیہم السلام توحید و رسالت کے اقرار کی طرف بلانے کے بعد، اپنی اپنی اُمتوں کو، ان کے احوال کو پیش نظر رکھتے ہوئے دعوت دیتے رہے۔

❶ سورة الأعراف / الآيات ۱۰۴-۱۰۵.

❷ ملاحظہ ہو: دعوة الرسل عليهم السلام ص ۱۸۲.

(۲)

نبی کریم ﷺ کا دعوت و تربیت میں لوگوں کے حالات کا خیال رکھنا ہمارے نبی کریم ﷺ دعوت اور تعلیم و تربیت میں اپنے مخاطب لوگوں کے حالات کا بہت زیادہ خیال رکھتے تھے۔ یہ بات آنحضرت ﷺ کی سیرت طیبہ میں روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ اس سلسلے میں توفیق الہی سے ذیل میں سیرت مطہرہ کے حوالے سے تین پہلوؤں سے گفتگو کی جا رہی ہے:

۱: وصایا مبارکہ میں تنوع:

دعوت و تربیت میں نبی کریم ﷺ کا لوگوں کے احوال و مسائل کا خیال رکھنے کی ایک دلیل یہ ہے، کہ آپ ﷺ مختلف حضرات صحابہ کے وصیت طلب کرنے پر ایک ہی طرح کی وصیت نہ فرماتے، بلکہ ہر آنے والے کو اس کی حالت کے مطابق وصیت فرماتے۔

حضرت سفیان بن عبد اللہ الثقفی رضی اللہ عنہ کے وصیت طلب کرنے پر نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا:

”قُلْ: أَمَنْتُ بِاللَّهِ فَاسْتَقِمُّ.“^①

”تم کہو: میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان لایا، پھر استقامت اختیار کرو۔“

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے وصیت طلب کرنے پر فرمایا:

”اتَّقِ اللَّهَ حَيْثُ مَا كُنْتَ أَوْ أَيْنَمَا كُنْتَ.“^②

① ملاحظہ ہو: صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب جامع أوصاف الایمان، رقم الحدیث ۶۲

(۳۸) عن سفیان بن عبد اللہ الثقفی رضی اللہ عنہ، ۶۵ / ۱۔

② ملاحظہ ہو: المسند ۲۳۸ / ۵، (ط. المکتب الاسلامی)؛ شیخ البانی نے اس کو [حسن] قرار دیا ہے۔

ملاحظہ ہو: صحیح جامع الصغیر و زیادہ رقم الحدیث ۸۶ / ۱، ۸۶ / ۱۔

”جہاں کہیں بھی ہو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو۔“

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کے نصیحت طلب کرنے پر فرمایا:

”عَلَيْكَ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَا مِثْلَ لَهُ.“ ❶

”روزہ کو لازم کرو، کیونکہ وہ بے مثال ہے۔“

ایک اور شخص کے وصیت طلب کرنے پر فرمایا:

”لَا تَغْضَبُ.“

”غصہ نہ کرو۔“

اس شخص نے بار بار اپنی فرمائش کو دہرایا، لیکن آنحضرت ﷺ نے

”لَا تَغْضَبُ.“

”غصہ نہ کرو۔“ سے زیادہ کچھ نہ فرمایا۔ ❷

ایک اور شخص کے وصیت طلب کرنے پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”عَلَيْكَ بِالْإِيَّاسِ مِمَّا فِي أَيْدِي النَّاسِ، وَإِيَّاكَ وَالطَّمَعِ،

فَإِنَّهُ الْفَقْرُ الْحَاضِرُ، وَصَلِي صَلَاتِكَ وَأَنْتَ مُوَدَّعٌ، وَإِيَّاكَ

وَمَا تَعْتَدِرُ مِنْهُ.“ ❸

”جو کچھ لوگوں کے ہاتھوں میں ہے، اس سے امید توڑ لو، لالچ سے بچو،

کیونکہ وہ بجائے خود فقیری ہے۔ اپنی نماز اس طرح ادا کرو، کہ تمہیں الوداع

کیا جا رہا ہے۔ اور اس سے دور رہو، جس کی بنا پر [بعد میں] معذرت کرنی

❶ ملاحظہ ہو: سنن النسائي، كتاب الصيام، فضل الصيام، ۱۶۵/۴۔ شیخ البانی نے اس کو [صحیح] قرار

دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح الترغیب والترہیب ۱/۴۸۵)۔

❷ ملاحظہ ہو: صحیح البخاری، كتاب الأدب، باب الحذر من الغضب، رقم الحدیث ۶۱۱۶،

۵۱۹/۱۰۔

❸ المستدرک علی الصحیحین، كتاب الرقاق، ۳۲۶/۴۔ ۳۲۷۔ امام حاکم نے اس کی [سند کو صحیح

] کہا ہے اور حافظ ذہبی نے ان کے ساتھ موافقت کی ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۳۲۷/۴؛

والتلخیص ۳۲۶/۴)۔

پڑے۔“

مذکورہ بالا وصایا مبارکہ کی گونا گونی اور تنوع اس پر دلالت کرتا ہے، کہ آنحضرت ﷺ وصیت طلب کرنے والے حضرات صحابہ کے حالات سے آگاہ تھے۔ اور وصیت فرماتے ہوئے ان میں سے ہر ایک کی حالت کو پیش نظر رکھا، اور اسی لیے ہر ایک کے لیے اس کے مناسب حال وصیت فرمائی۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔^۱

ب: ایک جیسے سوال کے باوجود فتویٰ میں اختلاف:

دعوت و تربیت میں نبی کریم ﷺ کے مخاطب لوگوں کے احوال کا خیال رکھنے کے دلائل میں سے ایک یہ ہے، کہ آنحضرت ﷺ ایک ہی سوال کرنے والے دو آدمیوں کو، ان کے حالات کے اختلاف کی بنا پر، ایک دوسرے سے مختلف فتویٰ دیتے تھے۔ ذیل میں اس بارے میں تین مثالیں ملاحظہ فرمائیے:

۱: امام احمد نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

”ہم نبی کریم ﷺ کے پاس تھے۔ ایک نوجوان شخص آیا اور اس نے

کہا: ”یا رسول اللہ! ”أُقْبِلُ وَأَنَا صَائِمٌ؟“

”یا رسول اللہ ﷺ! کیا میں روزہ کی حالت میں بوسہ دے سکتا ہوں؟“

آپ ﷺ نے جواب دیا: ”لا“

”نہیں۔“

پھر ایک بوڑھا شخص آیا اور پوچھا:

”أُقْبِلُ وَأَنَا صَائِمٌ؟“

”کیا میں روزے کی حالت میں بوسہ دے سکتا ہوں؟“

① مذکورہ بالا وصایا مبارکہ کے لیے تفصیلی حوالہ جات اور دیگر وصیتوں کے لیے راقم السطور کی کتاب [مسئ صفات الداعية: مراعاة أحوال المخاطبين ص ۵۲-۵۷] ملاحظہ فرمائیے۔

آپ ﷺ نے جواب دیا: ”نَعَمْ“
”ہاں۔“

(یہ سن کر) ہم ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”إِنَّ الشَّيْخَ يَمْلِكُ نَفْسَهُ.“ ❶

”بلاشبہ بوڑھے کو اپنے آپ پر قابو ہوتا ہے۔“

آنحضرت ﷺ کے جوان اور بوڑھے کے روزہ کی حالت میں بوسہ دینے کے متعلق فتویٰ میں اختلاف دونوں کے حالات میں اختلاف کی بنا پر تھا۔ جوان آدمی اپنے جذبات پر بوڑھے شخص کی طرح کنٹرول نہیں کر سکتا۔

۲: امام ابو داؤد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے:

”أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الْمُبَاشَرَةِ لِلصَّائِمِ، فَرَخَّصَ لَهُ، وَأَتَاهُ آخَرُ، فَسَأَلَهُ، فَنَهَاهُ، فَإِذَا الَّذِي رَخَّصَ لَهُ شَيْخٌ، وَالَّذِي نَهَاهُ شَابٌّ.“ ❷

”بلاشبہ ایک شخص نے روزے دار کے مباشرت ❶ کرنے کے متعلق نبی کریم ﷺ سے پوچھا، تو آپ نے اس کو اجازت دی۔ پھر ایک دوسرے شخص نے حاضر ہو کر اس بارے میں سوال کیا، تو آپ ﷺ نے اس کو

❶ المسند ۱۲ / ۱۸۵۔ حافظ بیہقی نے حدیث کو [حسن] اور شیخ البانی نے شواہد کی بنا پر [قوی] کہا ہے۔

(ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد ۳ / ۱۶۶؛ وسلسلة الأحاديث الصحيحة ۴ / ۱۳۸)۔

❷ سنن أبي داود، كتاب الصيام، رقم الحديث ۲۳۸۴، ۱۰ / ۱۷۔ شیخ البانی نے اس کو [حسن صحیح] قرار

دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن أبي داود ۲ / ۴۴۳)۔

❸ یہاں مباشرت سے مراد ازدواجی تعلقات نہیں، بلکہ ان کے بغیر جسموں کا باہمی ملنا ہے۔ (ملاحظہ ہو:

النهاية في غريب الحديث والأثر، ماده ”بشر“، ۱ / ۱۲۹)۔

منع کر دیا۔ تو جس شخص کو آنحضرت ﷺ نے اجازت دی تھی، وہ بوڑھا تھا، اور جس کو روکا تھا، وہ جوان تھا۔“

۳: نبی کریم ﷺ عام لوگوں کو اپنے گھر بار چھوڑ کر مدینہ طیبہ سکونت کرنے کی ترغیب دیتے، لیکن جب ایک بدو نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کر کے آنے کی اجازت طلب کی، تو اس کو اپنے وطن ہی میں رہنے کا حکم دیا۔ امام مسلم نے حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، کہ ایک بدو نے رسول اللہ ﷺ سے ہجرت کے متعلق پوچھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

”وَبِحَلِّكَ إِنَّ شَأْنَ الْهَجْرَةِ لَشَدِيدٌ، فَهَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ؟“^①

”تیرا استیانس! بلاشبہ ہجرت کا معاملہ یقیناً سخت ہے، تو کیا تیرے اونٹ ہیں؟“

”جی ہاں“

آپ ﷺ نے فرمایا:

”فَاعْمَلْ مِنْ وَرَاءِ الْبَحَارِ، فَإِنَّ اللَّهَ لَنْ يَتْرَكَ عَمَلَكَ شَيْئًا.“

”تم بستیوں سے دور رہتے ہوئے [ہی] عمل کرو،^② کیوں کہ بے شک اللہ

تعالیٰ تمہارے عمل میں سے کوئی چیز کم نہیں کریں گے۔“

نبی کریم ﷺ کا یہ حکم، عمومی حکم کے برعکس، بدو کے حالات کے پیش نظر

① صحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب المبايعه بعد فتح مكة على الإسلام والجهاد والخير،

رقم الحديث ۸۷- (۱۸۶۵)، ۱۴۸۸/۳.

② البحار سے یہاں مراد بستیوں ہیں۔ (ملاحظہ ہو: شرح السنوي ۹/۱۱۳) اور مراد یہ ہے، کہ تم

شہروں سے دور رہتے ہوئے یعنی مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کیے بغیر اپنے ٹھکانے پر ہی نیک اعمال کرتے رہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

تھا۔ اس بارے میں امام نووی نے تحریر کیا ہے:

”خَافَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ لَا يَقْوَى لَهَا، وَلَا يَقُومُ بِحُقُوقِهَا، وَأَنْ يَنْكُصَ عَلَى عَقَبِيهِ، فَقَالَ لَهُ: ”إِنَّ شَأْنَ الْهَجْرَةِ—الَّتِي سَأَلْتَ عَنْهَا—لَشَدِيدٌ، وَلَكِنْ أَعْمَلُ بِالْخَيْرِ فِي وَطَنِكَ، وَحَيْثُ مَا كُنْتَ فَهُوَ يَنْفَعُكَ، وَلَا يَنْقُصُكَ اللَّهُ مِنْهُ شَيْئًا.“ ❶

”نبی کریم ﷺ کو خدشہ ہوا، کہیں ہجرت اس کی استطاعت سے باہر نہ ہو، اور وہ اس کے حقوق کو پورا نہ کر پائے اور واپس پلٹ جائے۔ اس لیے آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: بلاشبہ جس ہجرت کے متعلق تم پوچھ رہے ہو، اس کا معاملہ یقیناً سخت ہے، تم اپنے وطن میں ہی رہتے ہوئے نیک عمل کرتے رہو۔ تم جہاں بھی ہو گے، تمہارے لیے مفید ہوگا اور اللہ تعالیٰ تمہارے لیے اس [کے اجر] میں سے کوئی چیز کم نہ کریں گے۔“

ج: بعض باتوں کی خبر مخصوص صحابہ کو دینا:

نبی کریم ﷺ کا لوگوں کے حالات کا خیال رکھنے کے متعلق دلائل میں سے ایک یہ ہے، کہ آنحضرت ﷺ بعض مسائل اور باتوں کی خبر مخصوص صحابہ تک محدود رکھتے تھے، اور دیگر صحابہ کو اس کی اطلاع نہ دیتے۔ آنحضرت ﷺ کا یہ طرز عمل حضرات صحابہ کے فہم اور سمجھ کے باہمی فرق یا اس خبر سے رونما ہونے والے متوقع اثر میں تفاوت، یا ان کی اس بات سے آگاہی کی حاجت و ضرورت میں اختلاف کی بنا پر تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

اس سلسلے میں سیرتِ طیبہ سے تین مثالیں ذیل میں توفیقِ الہی سے پیش کی جا رہی

ہیں۔

۱: امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ”میرے لیے ذکر کیا گیا، کہ بلاشبہ نبی کریم ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

”مَنْ لَقِيَ اللَّهَ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ.“

”جس شخص نے اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملاقات کی، کہ وہ ان کے

ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہراتا تھا، وہ جنت میں داخل ہو گیا۔“

انہوں [یعنی معاذ رضی اللہ عنہ] نے پوچھا:

”أَلَا أُبَشِّرُ بِهِ النَّاسَ؟“

”کیا میں اس کی لوگوں کو بشارت نہ دے دوں؟“

آپ ﷺ نے فرمایا:

”لَا، إِنِّي أَخَافُ أَنْ يَتَكَلَّبُوا.“ ①

”نہیں، بلاشبہ مجھے یہ خدشہ ہے، کہ کہیں وہ بھروسہ کر جائیں۔“

یعنی اس بات کو کافی سمجھتے ہوئے، نیک اعمال کرنے چھوڑ جائیں۔

امام بخاری نے نبی کریم ﷺ کے منع کرنے کی حکمت کو بیان کرتے ہوئے لکھا

ہے:

[بَابُ مَنْ خَصَّ بِالْعِلْمِ قَوْمًا دُونَ قَوْمٍ كَرَاهِيَةً أَنْ لَا يَفْهَمُوا.] ②

[اس بارے میں باب، کہ علم کی باتیں کچھ لوگوں تک محدود کرنا اور اس

خدشہ کی بنا پر دوسرے لوگوں کو نہ بتلانا، کہ وہ انہیں سمجھ نہ پائیں گے۔]

علامہ عینی حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

”فِيهِ أَنَّهُ يَجِبُ أَنْ يُخَصَّ بِالْعِلْمِ قَوْمٌ فِيهِمُ الضَّبْطُ وَصِحَّةُ

① صحيح البخاري، كتاب العلم، رقم الحديث ۱۲۹، ۱/۲۲۷.

② المرجع السابق ۱/۲۲۷.

الفَهْمُ، وَلَا يُبَدَّلُ الْمَعْنَى اللَّطِيفُ لِمَنْ لَا يَسْتَأْهِلُهُ مِنَ الطَّلَبَةِ،
وَمَنْ يَخَافُ عَلَيْهِ التَّرَخُّصَ وَالْإِتْكَالَ لِتَقْصِيرِ فَهْمِهِ. ❶

”اس [حدیث] میں یہ ہے، کہ علم کو ان لوگوں میں محدود رکھنا چاہیے، جن میں ضبط اور درست فہم ہو اور باریک معانی نا اہل طلبہ اور ایسے لوگوں کے لیے بیان نہیں کرنے چاہئیں، جن کے متعلق ان کی کوتاہ فہمی کی بنا پر رخصتیں ڈھونڈنے اور [عمل چھوڑ کر] بھروسہ کر بیٹھنے کا خدشہ ہو۔“

۲: امام احمد نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

”رسول اللہ ﷺ ایک گھر کے دروازے پر کھڑے ہوئے، جس میں قریش کے کچھ لوگ تھے۔ آپ ﷺ نے دروازے کی دہلیز کو تھاما، پھر پوچھا:

”هَلْ فِي الْبَيْتِ إِلَّا قُرَيْشِي؟“

”کیا گھر میں قریشی لوگ ہی ہیں؟“

راوی نے بیان کیا: ”عرض کیا گیا:

”يَا رَسُولَ اللَّهِ! عَيْرُ فُلَانِ ابْنِ أُخْتِنَا.“

”یا رسول اللہ ﷺ! فلاں شخص کے سوا [سارے لوگ قریشی ہیں] اور

وہ [ہمارا بھانجا ہے۔“

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

”ابنُ أُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ.“

”کسی قوم کا بھانجا انہی میں سے ہوتا ہے۔“

راوی نے بیان کیا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

”إِنَّ هَذَا الْأَمْرَ فِي قُرَيْشٍ مَا دَامُوا إِذَا اسْتَرْحَمُوا رَحِمُوا. وَإِذَا حَكَمُوا عَدَلُوا، وَإِذَا قَسَمُوا أَقْسَطُوا. فَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ ذَلِكَ مِنْهُمْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ. لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ.“ ❶

”بلاشبہ یہ بات [یعنی حکومت و امارت] اس وقت تک قریش میں رہے گی، جب تک کہ وہ رحم کی اپیل پر رحم کرتے رہیں گے، حکومت ملنے پر عدل کرتے رہیں گے اور تقسیم کرتے وقت انصاف کرتے رہیں گے۔ پس ان میں سے جو کوئی ایسے نہ کرے، تو اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔ اس سے نقلی عبادت قبول کی جائے گی، نہ فرضی۔“

اس حدیث شریف میں یہ بات واضح ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے اس خبر کا دائرہ قریش کے لوگوں تک محدود رکھا۔

❷: امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے:

”جب اللہ تعالیٰ نے قبیلہ ہوازن کے مال میں سے جو چاہا، اپنے رسول ﷺ کو عطا فرمایا، تو نبی کریم ﷺ نے کچھ آدمیوں کو سوسو اونٹ دیئے۔ [اس پر] انصار کے کچھ لوگ کہنے لگے: ”اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کو معاف فرمائیں، کہ وہ قریش کو تو عطا فرما رہے ہیں اور ہمیں چھوڑ رہے ہیں اور ابھی ہماری تلواروں سے ان کا خون ٹپک رہا ہے۔“

انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ”ان کی یہ بات رسول اللہ ﷺ کے روبرو بیان کی گئی،

❶ المسند ۳۹۶/۴۔ حافظ ہاشمی نے اس کے راویوں کو [ثقہ] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد

تو آپ ﷺ نے انصار کو بلا بھیجا اور چڑے کے ایک خیمہ میں انہیں جمع کیا۔ اور ان کے ساتھ کسی اور کو نہ بلایا۔

جب وہ [انصار کے] سب لوگ جمع ہو گئے، تو نبی کریم ﷺ کھڑے ہوئے

اور فرمایا:

”مَا حَدِيثٌ بَلَّغْنِي عَنْكُمْ؟“

”تمہاری جانب سے مجھے پہنچنے والی بات کیا ہے؟“

انصار کے سمجھ دار لوگوں نے عرض کیا:

”یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے سرداروں نے تو کوئی بات نہیں کی، البتہ

ہمارے کچھ نو عمر لوگوں نے کہا ہے: ”رسول اللہ ﷺ کی اللہ تعالیٰ

مغفرت کریں، کہ وہ ہمیں چھوڑ کر قریش کو دے رہے ہیں اور [ابھی]

ہماری تلواروں سے ان کا خون ٹپک رہا ہے۔“

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”فَإِنِّي أُعْطِي رَجُلًا حَدِيثِي عَهْدٍ بِكُفْرٍ، أَتَأَلَّفُهُمْ. أَمَا تَرَضَوْنَ

أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالْأَمْوَالِ وَتَذْهَبُونَ بِالنَّبِيِّ ﷺ إِلَيَّ رِحَالِكُمْ؟

فَوَاللَّهِ! لَمَا تَنْقَلِبُونَ بِهِ خَيْرٌ مِمَّا يَنْقَلِبُونَ بِهِ.“

”پس یقیناً میں ایسے لوگوں کو دیتا ہوں، جو ابھی نئے نئے اسلام میں داخل

ہوئے ہیں، تاکہ ان کی دل جوئی کروں۔ کیا تم اس پر خوش نہیں ہو، کہ

دوسرے لوگ مال لے جائیں اور تم نبی ﷺ کو اپنے ساتھ اپنے گھر

لے جاؤ؟

واللہ! جو چیز تم اپنے ساتھ لے جا رہے ہو، وہ اس سے بہتر ہے، جو وہ

اپنے ساتھ لے جا رہے ہیں۔“

انہوں نے عرض کیا:

”يَا رَسُولَ اللَّهِ! رَضِينَا.“ ❶

”یا رسول اللہ ﷺ! ہم [اس پر] راضی ہیں۔“

نبی کریم ﷺ نے اپنا یہ خطبہ انصار کے لیے مخصوص فرمایا، جیسا کہ مذکورہ بالا روایت میں گزر چکا ہے، کہ:

”آپ ﷺ نے چڑے کے ایک خیمے میں انہیں جمع کیا اور ان کے ساتھ کسی اور کو نہ بلایا۔“

مسند امام احمد کی روایت میں ہے، کہ نبی کریم ﷺ نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

”فَاَجْمَعُ لِي قَوْمَكَ فِي هَذِهِ الْحَظِيرَةِ.“ ❷

”میرے لیے اپنی قوم کو اس باڑے میں جمع کرو۔“

آنحضرت ﷺ نے صرف اسی پر اکتفا نہ فرمایا، بلکہ لوگوں کے جمع ہونے کے بعد دریافت فرمایا:

”هَلْ فِيكُمْ أَحَدٌ مِنْ غَيْرِكُمْ؟“

”کیا تم لوگوں میں کوئی دوسرا بھی ہے؟“ ❸

انہوں نے عرض کیا:

”لَا، إِلَّا ابْنُ أُخْتٍ لَنَا.“

”نہیں، سوائے ہماری [یعنی ہم میں سے ایک کی] بہن کا بیٹا ہے۔“

❶ صحیح البخاری، کتاب مناقب الأنصار، باب غزوة الطائف في شوال سنة ثمان، جزء من

رقم الحديث ٤٣٣١، ٥٢/٨-٥٣.

❷ المسند: ٧٦/٣.

❸ یعنی غیر انصاری بھی ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

”إِنَّ أُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ.“

”قوم [یعنی قوم میں سے کسی ایک] کی بہن کا بیٹا ان میں سے ہوتا ہے۔“

پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

”إِنَّ قُرَيْشًا حَدِيثٌ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ..... الحديث.“^①

”بلاشبہ قریش نئے نئے جاہلیت [سے پلٹے ہیں]..... الحديث“

حافظ ابن حجر اس قصہ کے متعلق تحریر کرتے ہیں:

”وَفِيهِ جَوَازُ تَخْصِيصِ بَعْضِ الْمُخَاطَبِينَ فِي الْخُطْبَةِ.“^②

”اس میں بعض مخاطبین کو خطبہ میں مخصوص کرنے کا جواز ہے۔“

خلاصہ گفتگو یہ ہے، کہ نبی کریم ﷺ بعض مسائل اور باتوں کی خبر مخصوص لوگوں

تک محدود رکھتے تھے۔ اور اس سے بلاشک و شبہ یہ بات عیاں ہے، کہ آنحضرت ﷺ

دعوت اور تعلیم و تربیت میں مخصوص لوگوں کے حالات اور مسائل کو پیش نظر رکھتے تھے۔^③

(۳)

سلف صالحین کا لوگوں کے حالات کا خیال رکھنا

سلف صالحین اپنے مخاطب لوگوں کے حالات کا خصوصی خیال رکھتے۔ ان کی دعوتی

① جامع الترمذی، أبواب المناقب، فی فضل الأنصار وقریش، رقم الحدیث ۴۱۵۶، ۲۷۵/۱۰.

شیخ البانی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (صحیح سنن الترمذی ۲/۲۴۶۷)؛ امام بخاری نے اس کو

اختصار کے ساتھ روایت کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب ابن اخت

القوم منهم، رقم الحدیث ۳۵۲۸، ۵۵۲/۶).

② فتح الباری ۵۲/۸.

③ اس بارے میں مزید تفصیل راقم السطور کی کتاب [من صفات الداعية: مراعاة أحوال المخاطبين]

ص ۳۳-۱۱۷ میں ملاحظہ فرمائیے۔

اور تعلیمی زندگی میں اس کے کثیر تعداد میں شواہد موجود ہیں۔ توفیق الہی سے ذیل میں ان کی سیرتوں کی روشنی میں دو پہلوؤں سے گفتگو کی جا رہی ہے:

۱: دورانِ گفتگو لوگوں کی سوجھ بوجھ کا خیال رکھنا:

اس بارے میں دو مثالیں ذیل میں ملاحظہ فرمائیے:

۱: امام بخاریؒ نے حضرت ابن عباسؓ کے حوالے سے حضرت عبدالرحمن ابن عوفؓ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے کہا: ”کاش! تم اس شخص کو دیکھتے، جو آج امیر المؤمنین کے پاس آیا اور کہنے لگا: ”اے امیر المؤمنین! کیا آپ فلاں صاحب سے پوچھنا چھ کریں گے، جو کہتا ہے: ”اگر عمرؓ فوت ہو گئے، تو یقیناً میں فلاں کی بیعت کروں گا، کیونکہ واللہ! ابو بکرؓ کی بیعت بغیر سوچے سمجھے اچانک ہوئی، اور پھر وہ مکمل ہو گئی۔“

اس پر عمرؓ غضب ناک ہوئے اور پھر فرمایا:

”إِنِّي إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَقَائِمُ الْعَشِيَّةِ فِي النَّاسِ فَمُحَدِّرُهُمْ هُوَ لَأَيُّ الَّذِينَ يُرِيدُونَ يَغْضَبُوهُمْ أُمُورَهُمْ.“

”بلاشبہ میں ان شاء اللہ آج پچھلے پہر لوگوں سے خطاب کروں گا اور انہیں

ایسے لوگوں سے ڈراؤں گا، جو ان کے حقوق غضب کرنا چاہتے ہیں۔“

حضرت عبدالرحمنؓ نے بیان کیا:

”فَقُلْتُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! لَا تَفْعَلْ، فَإِنَّ الْمَوْسِمَ يَجْمَعُ رَعَاةَ النَّاسِ وَعَوَّعَاءَهُمْ، فَإِنَّهُمْ يَغْلِبُونَ عَلَى قُرْبِكَ حِينَ تَقُومُ فِي النَّاسِ، وَأَنَا أَخْشَى أَنْ تَقُومَ، فَتَقُولَ مَقَالَةً يُطِيرُهَا عَنْكَ كُلُّ مُطِيرٍ، وَأَنْ لَا يَعُوهَا، وَأَنْ لَا يَضَعُوهَا عَلَى مَوَاضِعِهَا،

فَأَمَّهْلَ حَتَّى تَقْدَمَ الْمَدِينَةَ، فَإِنَّهَا دَارُ الْهَجْرَةِ وَالسُّنَّةِ، فَتَخْلَصُ بِأَهْلِ الْفِئَةِ وَأَشْرَافِ النَّاسِ، فَتَقُولُ مَا قُلْتَ مُتَمَكِّنًا، فَيَعْبِي أَهْلَ الْعِلْمِ مَقَالَاتِكَ، وَيَضْعُونَهَا عَلَى مَوَاضِعِهَا.

”اس پر میں نے کہا: ”اے امیر المؤمنین! ایسے نہ کیجیے۔ [حج کے] موسم میں کم سمجھ اور برے بھلے ہر ہی قسم کے لوگ جمع ہیں اور جب آپ خطاب کے لیے کھڑے ہوں گے، تو آپ کے قریب وہی لوگ زیادہ ہوں گے۔ اور مجھے یہ اندیشہ ہے، کہ آپ کھڑے ہو کر کوئی بات کہیں، اڑانے والے اس بات کو پھیلادیں، لیکن وہ اس کو اچھی طرح یاد نہ رکھ سکیں، اور نہ ہی اس کا درست مفہوم بیان کر سکیں گے۔ مدینہ [طیبہ] پہنچنے تک انتظار کر لیجیے، کیونکہ وہ ہجرت اور سنت کا مقام ہے، وہاں آپ کو دینی سمجھ والے اور معزز لوگ ملیں گے اور آپ جو کچھ کہنا چاہتے ہیں اعتماد کے ساتھ فرما سکیں گے۔ علم والے آپ کی باتوں کو یاد رکھیں گے اور ان کا صحیح مطلب بیان بھی کریں گے۔“

عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”أَمَّا وَاللَّهِ! إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَأَقُومَنَّ بِذَلِكَ أَوَّلَ مَقَامٍ أَقُومُهُ بِالْمَدِينَةِ.“^①

”ہاں، واللہ! میں ان شاء اللہ مدینہ [طیبہ] میں پہلا خطبہ اسی بارے میں دوں گا۔“

پھر عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے مدینہ طیبہ پہنچنے کے بعد پہلا خطبہ جمعہ اسی بارے میں

① صحیح البخاری، کتاب الحدود، باب رحم الحلی من الزنا إذا أحسنت، جزء من رقم

الحديث ۱۴۴/۱۲، ۶۸۳۰.

ارشاد فرمایا۔ ❶

حافظ ابن حجر تحریر کرتے ہیں:

”وَفِيهِ الْحَثُّ عَلَى تَبْلِيغِ الْعِلْمِ مِمَّنْ حَفِظَهُ وَفَهَمَهُ ،
وَحَثُّ مَنْ لَا يَفْهَمُ عَلَى عَدَمِ التَّبْلِيغِ إِلَّا إِنْ كَانَ يُورِدُهُ
بِلَفْظِهِ وَلَا يَتَصَرَّفُ فِيهِ .“ ❷

”اس میں اس بات کی ترغیب ہے، کہ علم اس شخص تک پہنچایا جائے، جس
میں اس کو یاد رکھنے اور سمجھنے کی صلاحیت ہو۔ اور اس بات کی بھی ترغیب
ہے، کہ بات کو سمجھ نہ سکنے والا اس کو آگے نہ پہنچائے، سوائے اس شخص
کے جو بلا تصرف آگے پہنچادے۔“

❷: امام احمد نے کبیر بن وہب جزری سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

”مجھ سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”أَحَدِيكَ حَدِيثًا مَا أَحَدَيْتُهُ كُلَّ أَحَدٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَامَ
عَلَى بَابِ الْبَيْتِ ، وَنَحْنُ فِيهِ ، فَقَالَ:

”الْأئِمَّةُ مِنْ قُرَيْشٍ . إِنَّ لَهُمْ عَلَيْهِمْ حَقًّا ، وَلَكُمْ عَلَيْهِمْ حَقًّا
مِثْلَ ذَلِكَ مَا إِنْ اسْتُرْجِمُوا فَرَحِمُوا ، وَإِنْ عَاهَدُوا وَفَوَّأ ،
وَإِنْ حَكَمُوا عَدَلُوا ، وَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ ذَلِكَ مِنْهُمْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ
اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ .“ ❸

”میں تمہیں ایک حدیث سناتا ہوں، جو کہ میں ہر ایک کو نہیں بتاتا: ”بے
شک رسول اللہ ﷺ گھر کے دروازے پر کھڑے ہوئے اور ہم اس

❷ فتح الباری ۱۲/۱۵۵ .

❸ صحیح البخاری ۱۲/۱۴۴ .

❹ المسند ۱۳/۱۲۹ . (ط. المكتب الإسلامي). حافظ ٹیڈی نے اس کے راویوں کو [ثقہ] قرار دیا ہے۔

(ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد ۵/۱۹۲) .

” کے اندر تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”امام قریش سے ہوں گے۔ بلاشبہ ان کا تم پر حق ہے۔ اور اسی طرح تمہارا ان پر حق ہے۔ جب تک کہ وہ رحم کی اپیل پر رحم کرتے رہیں گے، عہد کرنے پر وفا اور حکومت ملنے پر عدل کرتے رہیں گے۔ ❶ جو ان میں سے ایسے نہ کرے، اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔“

اس قصہ میں یہ بات واضح ہے، کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے مذکورہ بالا حدیث کو مخصوص لوگوں تک محدود رکھا، اور انہی میں سے ایک بکیر بن وہب جزری تھے۔ ان کا ایسا کرنا لوگوں میں موجود فکری اور دینی تفاوت کو پیش نظر رکھنے کی بنا پر تھا۔

ب: دورانِ گفتگو لوگوں کے حالات کا خیال رکھنے کی تاکید:

سلف صالحین اس بات کی تاکید کرتے، کہ دعوت میں لوگوں کے حالات کا خیال رکھنے کا اہتمام کیا جائے۔ اس بارے میں ذیل میں صرف تین اقوال ملاحظہ فرمائیے:

❶: امام بخاری نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ بلاشبہ انہوں نے فرمایا:

”حَدِّثُوا النَّاسَ بِمَا يَعْرِفُونَ. اَتَجِبُونَ اَنْ يَكْذَبَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ؟“ ❷

”لوگوں سے وہ باتیں کرو، جنہیں وہ سمجھتے ہوں، کیا تمہیں پسند ہے، کہ اللہ تعالیٰ اور ان کے رسول ﷺ کو جھٹلایا جائے؟“

اور ایک دوسری روایت میں ہے، کہ انہوں نے یہ بھی فرمایا:

”وَدَعُوا مَا يُنْكِرُونَ.“ ❸

❶ یعنی ان اوصاف کی موجودگی تک قریش امت کی امامت کے حق دار ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

❷ صحیح البخاری، کتاب العلم، باب من خصّ بالعلم قومًا دون قوم كراهية أن لا يفهموا، ۱/ ۲۲۵.

❸ منقول از: فتح الباری ۱/ ۲۲۵.

”اور اس کو چھوڑ دو، جو وہ سمجھتے نہیں۔“

۲: امام مسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ بلاشبہ انہوں نے فرمایا:

”مَا أَنْتَ بِمُحَدِّثٍ قَوْمًا حَدِيثًا لَا تَبْلُغُهُ عُقُولُهُمْ إِلَّا كَانُوا لِبَعْضِهِمْ فِتْنَةً.“^①

”تم کسی قوم کے سامنے ان کی عقل سے بالا بات بیان نہیں کرتے، مگر وہ ان میں سے بعض کے لیے [باعث] فتنہ ہوتی ہے۔“

۳: علامہ خطیب بغدادی نے ابو قلابہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

”لَا تُحَدِّثُ الْحَدِيثَ مَنْ لَا يَعْرِفُهُ، فَإِنَّ مَنْ لَا يَعْرِفُهُ يَضُرُّهُ وَلَا يَنْفَعُهُ.“^②

”اس شخص کے روبرو حدیث بیان نہ کیجیے، جو اس کو سمجھتا ہی نہیں، کیونکہ ایسا کرنا اس کے لیے ضرر رساں ہوگا، مفید نہیں ہوگا۔“

خلاصہ گفتگو یہ ہے، کہ سلف صالحین دعوت اور تعلیم و تربیت میں لوگوں کے

حالات کا خیال رکھتے اور اسی بات کی تاکید دوسرے لوگوں کو کرتے۔^③

تنبیہ:

بسا اوقات داعی کو ایک ہی مقام پر بیک وقت مختلف قسم کے لوگوں سے گفتگو کرنا

① صحیح مسلم، المقدمة، باب النهي عن الحدیث بكل ما سمع، ۱۱/۱.

② الجامع لأخلاق الراوی وآداب السامع، رقم الدایة ۷۲۸، ۲۲۷/۱.

③ اس بارے میں تفصیلی معلومات کے لیے راقم السطور کی کتاب [من صفات الداعية: مراعاة أحوال

المخاطبین] ص ۱۱۹-۱۵۳ ملاحظہ فرمائیے۔

ہوتی ہے۔ اربابِ اقتدار، رعایا، اہل علم، عامۃ الناس، دولت مند، فقراء و مساکین، تاجر حضرات اور مزدور لوگ، مرد اور عورتیں غرضیکہ متعدد اقسام کے لوگ موجود ہوتے ہیں۔ ایسے مقامات پر دعوت دینے والے کو چاہیے، کہ اربابِ اقتدار کے حقوق بیان کرتے ہوئے ان کے فرائض کو بھی واضح کرے، علماء کی عزت و توقیر کی اہمیت کا ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی ذمہ داریوں کو بھی بیان کرے، دولت مندوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کے فضائل سنانے کے ساتھ سوال سے بچنے اور کسبِ حلال کی خاطر محنتِ مزدوری کرنے کے فضائل بھی بیان کرے۔ جب صنعت کاروں، زمینداروں اور باغات والوں کو پسینہ خشک ہونے سے پہلے مزدور کی اجرت ادا کرنے کا درس دے، تو ساتھ ہی مزدور اور ملازم کو اخلاص اور عمدگی سے کام کرنے کی تلقین بھی کرے۔ غرضیکہ ایسی صورتِ حال میں داعی راہِ اعتدال پر رہتے ہوئے ہوش و حواس قائم رکھے۔ جذبات کی رو میں بہتے ہوئے جوشِ خطابت میں ایک طبقہ کو دوسرے طبقہ کے خلاف بھڑکا کر، امت میں فتنہ و فساد پھا کرنے کا سبب نہ بنے۔ بلکہ وہ ایسے سلیقے اور قرینے سے بات کرنے کی کوشش کرے، کہ ہر قسم کے لوگ اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے والے بن جائیں۔

(۴)

دعوتِ توحید میں مددِ اہنت نہیں

دعوتِ دین میں مخاطب لوگوں کے حالات کا خیال رکھنے کے متعلق کچھ قواعد و ضوابط ہیں، جنہیں علمائے امت نے قرآن و سنت کی روشنی میں بیان کیا ہے۔ جس

طرح داعی کے لیے ضروری ہے، کہ وہ لوگوں کی فکری استعداد، عادات اور ماحول کو پیش نظر رکھے، اسی طرح اس پر یہ بھی لازم ہے، کہ وہ ان حدود و ضوابط کو شدت سے پیش نظر رکھے اور لوگوں کے حالات کا خیال رکھنے کی آڑ میں دین کا حلیہ بگاڑنے کی نہ از خود کوشش کرے اور نہ ہی اس سلسلے میں کسی کا آلہ کار بنے۔

انہی میں سے ایک اہم ضابطہ یہ ہے، کہ

[دعوتِ توحید اور ردِ شرک میں مداہنت نہیں]

اس قاعدہ کے دلائل میں سے ایک وہ حدیث ہے، جو امام ابو یعلیٰ نے حضرت

عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

”قریش کے لوگ ابوطالب کے پاس آئے اور انہوں نے کہا:

”إِنَّ ابْنَ أَخِيكَ يُؤذِنَانَا فِي نَادِيْنَا، وَفِي مَسْجِدِنَا، فَانْهَهُ.“

”بلاشبہ آپ کے بھتیجے ہماری مجلس اور ہماری مسجد میں [آ کر] ہمیں اذیت

دیتے ہیں، انہیں روک دیجیے۔“

انہوں نے [یعنی ابوطالب] نے کہا: ”اے عقیل! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے

پاس لاؤ۔“

میں گیا، اور انہیں لے کر آیا، تو انہوں نے کہا:

”يَا ابْنَ أَخِي! إِنَّ بَنِي عَمِّكَ يَزْعُمُونَ أَنَّكَ تُؤذِنُهُمْ فِي

نَادِيهِمْ، وَفِي مَسْجِدِهِمْ فَانْتِهِ عَنْ ذَلِكَ.“

”اے بھتیجے! بے شک آپ کی قوم کے لوگ یہ گمان کرتے ہیں، کہ بلاشبہ

آپ انہیں ان کی مجلس اور ان کی مسجد میں اذیت دیتے ہیں، آپ اس

سے باز آ جائیے۔“

راوی نے بیان کیا: ”رسول اللہ ﷺ نے اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھائی، اور

پھر فرمایا:

”أَتَرُونَ هَذِهِ الشَّمْسَ؟“

”کیا آپ اس سورج کو دیکھ رہے ہیں؟“

انہوں نے جواب دیا: ”نَعَمْ.“

”ہاں۔“

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

”مَا أَنَا بِأَقْدَرَ عَلَىٰ أَنْ أَدْعَ لَكُمْ ذَلِكَ إِلَّا أَنْ تَشْتَعِلُوا لِي

مِنْهَا شُعْلَةً.“

”میں تو آپ کے لیے اس کو چھوڑ نہیں سکتا، مگر یہ کہ آپ میرے لیے اس

سے آگ کا ایک شعلہ روشن کر دیں۔“

راوی نے بیان کیا: ”ابوطالب نے کہا:

”مَا كَذَبْنَا ابْنَ أَخِي قَارِجِعُوا.“^①

① مسند أبي يعلى، رقم الحديث ۱۸ (۶۸۰۴)، ۱۷۶/۱۲. حافظ بیہقی اس کے متعلق لکھتے ہیں، کہ

اس کے راویان [صحیح] کے روایت کرنے والے ہیں۔ اس کے قریب قریب حدیث امام طبرانی نے

المعجم الاوسط اور المعجم الکبیر میں روایت کی ہے۔ (ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد ۱۵/۶)۔

حافظ ابن حجر نے اس کی [استاد کو صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المطالب العالیة ۴/۱۹۲ منقول

از هامش مسند أبي يعلى ۱۷۷/۱۲)۔

”میرے بھتیجے نے جھوٹ نہیں کہا، تم واپس چلے جاؤ۔“ ❶

گفتگو کا حاصل یہ ہے، کہ دعوتِ توحید اور شرک کا ردّ تو بہر حال کرنا ہے۔ اس کو ترک کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔ البتہ اس سلسلے میں دعوتِ حکمت سے دی جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔



❶ دعوت میں لوگوں کے حالات کا خیال رکھنے کے متعلق قواعد و ضوابط راقم السطور کی کتاب [من صفات الداعية: مراعاة أموال المحاطين] ص ۱۰۵-۱۹۰ میں ملاحظہ فرمائیے۔

مبحث پنجم

صرف کتاب و سنت کی طرف دعوت دینا

داعی کی دعوت صرف اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسول کریم ﷺ کی سنت کی طرف ہوتی ہے۔ سعودی عرب کے سابق مفتی اعظم شیخ ابن باز تحریر کرتے ہیں:

وَيَجِبُ عَلَى الدُّعَاةِ أَنْ يُوَضِّحُوهُ لِلنَّاسِ كَمَا أَوْضَحَهُ الرَّسُولُ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، فَهُوَ الدَّعْوَةُ إِلَى صِرَاطِ اللَّهِ الْمُسْتَقِيمِ، وَهُوَ دِينُ اللَّهِ الْحَقُّ، وَهَذَا هُوَ مَحَلُّ الدَّعْوَةِ كَمَا قَالَ سُبْحَانَهُ: ﴿ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ﴾ فَسَبِيلُ اللَّهِ جَلَّ وَعَلَا هُوَ الْإِسْلَامُ، وَهُوَ الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيمِ، وَهُوَ دِينُ اللَّهِ الَّذِي بَعَثَ بِهِ نَبِيَّ مُحَمَّدًا ﷺ، هَذَا هُوَ الَّذِي تَجِبُ الدَّعْوَةُ إِلَيْهِ، لَا إِلَى مَذْهَبِ فُلَانٍ، وَلَا إِلَى رَأْيِ فُلَانٍ، وَهُوَ مَادَّلٌ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ الْعَظِيمُ وَالسُّنَّةُ الْمُطَهَّرَةُ الثَّابِتَةُ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ. ❶

دعوت دینے والوں پر لازم ہے، کہ وہ لوگوں کے لیے اس چیز کو اسی طرح واضح کریں، جس طرح کہ رسولوں علیہم الصلوٰۃ والسلام نے کیا، اور وہ چیز اللہ تعالیٰ کے صراطِ مستقیم کی طرف دعوت ہے اور وہ ہی اللہ تعالیٰ کا دین حق ہے اور وہ ہی اس لائق ہے، کہ اس کی طرف بلایا جائے، جیسا کہ اللہ

❶ ملاحظہ ہو: الدعوة إلى الله سبحانه وأخلاق الدعاة ص ۲۳-۲۴.

سبحانہ و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا [جس کا ترجمہ یہ ہے: اپنے رب تعالیٰ کے راستے کی طرف بلائیے]۔ اللہ جل جلالہ کا راستہ ہی اسلام ہے اور وہی صراطِ مستقیم ہے اور وہ دین ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ اپنے نبی محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ صرف اسی کی طرف دعوت دینا واجب ہے، نہ کہ فلاں کے مذہب کی طرف اور نہ ہی فلاں کی رائے کی طرف۔ اس بات پر قرآنِ عظیم اور رسول اللہ ﷺ کی ثابت شدہ سنت مطہرہ دلالت کرتی ہے۔

کتاب و سنت میں اس بارے میں کثیر تعداد میں دلائل موجود ہیں۔ علمائے اُمت نے بھی اس بات کو خوب اچھی طرح واضح کیا ہے۔ توفیقِ الہی سے ذیل میں اس کے متعلق درج ذیل تین عنوانوں کے ضمن میں گفتگو کی جا رہی ہے:

ا: قرآنِ کریم سے دلائل

ب: حدیث شریف سے دلائل

ج: علمائے اُمت کے اقوال

(۱)

قرآنِ کریم سے دلائل

قرآنِ کریم کی متعدد آیات میں اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے، کہ ان کی اور ان کے رسولِ کریم ﷺ کی اطاعت کی جائے۔ ذیل میں دس مقامات سے نقل کردہ آیات بمعہ ترجمہ ملاحظہ فرمائیے:

ا: ارشادِ ربانی:

﴿ قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ

الْكَافِرِينَ. ﴿۱﴾

”کہہ دیجیے اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی اطاعت کرو۔ پھر اگر وہ منہ موڑیں، تو بے شک اللہ تعالیٰ کافروں سے محبت نہیں کرتے۔“

۲: ارشادِ ربانی:

﴿وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ. ﴿۲﴾﴾

”اور اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی اطاعت کرو، تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔“

۳: ارشادِ ربانی:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا. ﴿۳﴾﴾

”اے لوگو! جو ایمان لائے ہو! اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور رسول ﷺ کی اطاعت کرو اور تم میں سے اختیار والوں کی۔ پھر اگر تم کسی چیز میں جھگڑ پڑو، تو اس کو اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی طرف لوٹاؤ، اگر تم اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو، یہ بہت بہتر اور انجام کے لحاظ سے زیادہ اچھا ہے۔“

۴: ارشادِ ربانی:

﴿وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَاحْذَرُوا فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ

① سورة آل عمران / الآية ۳۲.

② سورة آل عمران / الآية ۱۳۲.

③ سورة النساء / الآية ۵۹.

فَاعْلَمُوا أَنَّمَا عَلَى رَسُولِنَا الْبَلْغُ الْمُبِينُ. ﴿۱﴾
 ”اور اللہ تعالیٰ کا حکم مانو اور رسول ﷺ کا حکم مانو اور تم احتیاط رکھو۔
 پھر اگر تم پھر جاؤ، تو جان لو، کہ ہمارے رسول ﷺ کے ذمے تو صرف
 واضح طور پر پہنچانا ہے۔“

۵: ارشادِ باری تعالیٰ

﴿وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ إِن كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ. ﴿۲﴾﴾
 ”اور اللہ تعالیٰ اور ان کے رسول ﷺ کا حکم مانو، اگر تم مومن ہو۔“

۶: ارشادِ باری تعالیٰ:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ. ﴿۳﴾﴾

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ تعالیٰ اور ان کے رسول ﷺ کی
 دعوت قبول کرو، جب وہ تمہیں اس چیز کے لیے دعوت دیں، جو تمہیں
 زندگی بخشتی ہے۔“

۷: ارشادِ باری تعالیٰ:

﴿وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ
 رِيحُكُمْ وَاصْبِرُوا إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ. ﴿۴﴾﴾

”اور اللہ تعالیٰ اور ان کے رسول ﷺ کا حکم مانو اور آپس میں مت جھگڑو،
 ورنہ بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور صبر کرو۔ بے شک

① سورة المائدة / الآية ۹۲.

② سورة الأنفال / جزء من الآية الأولى.

③ سورة الأنفال / جزء من الآية ۲۴.

④ سورة الأنفال / الآية ۴۶.

اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔“

۸: ارشادِ ربانی:

﴿ قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَا حَمَلْتُمْ وَإِنْ تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ. ﴾ ❶

”کہہ دیجیے اللہ تعالیٰ کا حکم مانو اور رسول ﷺ کا حکم مانو، پھر اگر تم پھر جاؤ، تو ان کے ذمے صرف وہ ہے، جو ان پر بوجھ ڈالا گیا اور تمہارے ذمے وہ ہے، جو تم پر بوجھ ڈالا گیا۔ اور اگر تم ان [یعنی رسول کریم ﷺ] کی اطاعت کرو گے، تو ہدایت پا جاؤ گے اور رسول ﷺ کے ذمے تو واضح طور پر پہنچا دینا ہے۔“

۹: ارشادِ رب العالمین:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطَلُوا أَعْمَالَكُمْ. ﴾ ❷

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور رسول ﷺ کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال برباد نہ کرو۔“

۱۰: ارشادِ رب قدوس:

﴿ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَإِنَّمَا عَلَى رَسُولِنَا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ. ﴾ ❸

”اور اللہ تعالیٰ کا حکم مانو اور رسول ﷺ کا حکم مانو۔ پس اگر تم پھر جاؤ،

❶ سورة النور / الآية ۵۴ .

❷ سورة محمد - ﷺ / الآية ۳۳ .

❸ سورة التغابن / الآية ۱۲ .

تو ہمارے رسول ﷺ کے ذمے تو صرف کھلم کھلا پہنچا دینا ہے۔“

مذکورہ بالا آیات شریفہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت اور اپنے رسول کریم ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت یہ ہے، کہ قرآن کریم کے احکامات کو مانا جائے اور رسول کریم ﷺ کی اطاعت ان کی سنت کی پیروی میں ہے۔^۱ اور داعیِ الہی اللہ تو اس بات کا پابند ہے، کہ صرف اسی چیز کی طرف بلائے، کہ جس کے کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ لہذا وہ کتاب و سنت کے سوا کسی اور چیز کی طرف لوگوں کو نہ بلائے گا۔

(ب)

حدیث شریف سے دلائل

اس سلسلے میں متعدد احادیث شریفہ بھی موجود ہیں۔ توفیقِ الہی سے ذیل میں ان میں سے تین پیش کی جا رہی ہیں:

۱ اللہ تعالیٰ کے ارشاد: ﴿فَبِإِنْ نَسَا زَعَمْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ﴾ [ترجمہ: پس اگر تم

کسی چیز میں جھگڑو، تو اس کو اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی طرف لوٹاؤ]

کی تفسیر میں امام میمون بن مہران نے بیان کیا ہے، کہ اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹانا، ان کی کتاب کی طرف لوٹانا ہے، اور رسول اللہ ﷺ کی طرف لوٹانا، ان کی زندگی میں ان کی طرف اور ان کی وفات کے بعد، ان کی سنت کی طرف لوٹانا ہے۔ (ملاحظہ ہو: تفسیر الطبری، رقم الاثر ۹۸۸۳، ۵۰۵۱۸)۔

حافظ ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: یہ اللہ عزوجل کی طرف سے حکم ہے، کہ لوگ دین کے کسی بھی بنیادی یا فروعی مسئلے میں جھگڑیں، تو اس جھگڑے کو کتاب و سنت کی طرف لوٹادیں۔ (ملاحظہ ہو:

تفسیر ابن کثیر ۱/۵۶۸)۔

علامہ سیوطی تحریر کرتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کے فرمان کی

طرف لوٹاؤ۔ (ملاحظہ ہو: مفتاح الجنة في الاعتصام بالسنة، ص ۱۹؛ نیز ملاحظہ ہو: کتاب "السنة"

للإمام المروزي ص ۴۱؛ ونبيل المرام من تفسير آيات الأحكام ص ۱۷۴-۱۷۸)۔

۱: امام حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ بلاشبہ رسول

اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

”يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنِّي قَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا إِنْ اِعْتَصَمْتُمْ بِهِ فَلَنْ

تَضِلُّوا أَبَدًا: كِتَابَ اللَّهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهِ ﷺ.“ ①

”اے لوگو! یقیناً میں تم میں ایسی چیز چھوڑ کے جا رہا ہوں، کہ اگر تم اسکو

مضبوطی سے تھام لو گے، تو کبھی بھی گمراہ نہ ہو گے: اللہ تعالیٰ کی کتاب اور

ان کے نبی ﷺ کی سنت۔“

اس حدیث شریف میں نبی کریم ﷺ نے اس بات کو واضح فرمایا ہے، کہ امت

کو گم راہی سے محفوظ کرنے والی چیز کتاب و سنت کو مضبوطی سے تھامنا ہے۔ نبی کریم ﷺ

کے کسی پیروکار سے یہ توقع نہیں کی جاسکتی، کہ وہ گم راہی سے بچانے والی چیز کو چھوڑ کر

امت کو کسی اور چیز کی طرف بلائے۔

۲: امام دارمی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ یقیناً عمر ابن

خطاب رضی اللہ عنہ تورات کا ایک نسخہ لیے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں

حاضر ہوئے۔ انہوں نے عرض کیا:

”يَا رَسُولَ اللَّهِ! هَذِهِ نُسْخَةٌ مِنَ التَّوْرَةِ.“

”اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ! یہ تورات کا ایک نسخہ ہے۔“

① المستدرک علی الصحیحین، کتاب العلم، ۱/ ۹۳. امام حاکم نے اس حدیث کو [صحیح] کہا ہے اور

حافظ ذہبی نے ان سے موافقت کی ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۱/ ۹۳؛ والتلخیص ۱/ ۹۳)؛

شیخ البانی نے اس کی [اسناد کو حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: ہامش مشکاة المصابیح ۱/ ۶۶؛

وسلسلة الأحادیث الصحیحة ۴/ ۳۶۱)؛ نیز ملاحظہ ہو: جامع بیان العلم وفضله للحافظ ابن

عبدالبر، باب الحض علی لزوم السنة والاقتصار علیها، ص ۴۸۱، وصحیح جامع بیان العلم

وفضله ص ۵۰۱.

آنحضرت ﷺ خاموش رہے، انہوں [حضرت عمر رضی اللہ عنہ] نے [اس کو] پڑھنا شروع کر دیا اور رسول اللہ ﷺ کے چہرے [کا رنگ] بدلنا شروع ہو گیا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا:

”تَكَلَّمْنَاكَ الشَّوَاكِلُ، مَا تَرَى مَا يَوَجُّهُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟“
 ”تجھے گم کرنے والی عورتیں گم کر جائیں [یعنی تو مرجائے]، کیا تو دیکھ نہیں رہا، کہ رسول اللہ ﷺ کے چہرے کے ساتھ کیا ہے؟ (یعنی کس طرح اس کی کیفیت بدل چکی ہے)۔“

عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے چہرے کی طرف دیکھا، تو کہنے لگے:
 ”أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ غَضَبِ اللَّهِ، وَمِنْ غَضَبِ رَسُولِهِ. رَضِينَا بِاللَّهِ رَبًّا، وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا، وَبِمُحَمَّدٍ ﷺ - نَبِيًّا.“
 ”میں اللہ تعالیٰ کے غضب اور ان کے رسول ﷺ کے غضب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتا ہوں۔ ہم اللہ تعالیٰ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہیں۔“

سو [یعنی اس موقع پر] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَوْ بَدَأَ الْكُفْرُ مُوسَى فَاتَّبَعْتُمُوهُ وَتَرَكْتُمُونِي لَضَلَلْتُمْ عَن سَوَاءِ السَّبِيلِ، وَلَوْ كَانَ حَيًّا وَأَذْرَكَ نُبُوتِي لَا تَتَّبِعُنِي.“^①

① سنن الدارمی، باب ما يتقى من تفسير حديث النبي ﷺ، وقول غيره عند قوله ﷺ، رقم الحديث ۴۴۱، ۹۵/۱۔ حدیث کے ایک راوی مجالد بن سعید کے ضعیف ہونے کے باوجود شیخ البانی نے حدیث کے متعدد طرق کی بنا پر اس کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: ہامش مشکاة المصابیح ۱/۶۳)؛ شیخ عبد اللہ ہاشم مدنی اس کے بارے میں لکھتے ہیں: اس حدیث کو احمد نے [اسناد حسن] اور ابن حبان نے [صحیح الاسناد] کے ساتھ بھی روایت کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: ہامش سنن الدارمی ۱/۹۵)۔

”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر موسیٰ علیہ السلام [بھی] تمہارے لیے ظاہر ہوں اور تم مجھے چھوڑ کر ان کی پیروی کرو، تو یقیناً سیدھی راہ سے بھٹک جاؤ گے۔ اور اگر وہ زندہ ہوتے اور میری نبوت کو پالیتے، تو وہ ضرور میری اتباع کرے۔“

جب نبی کریم ﷺ کی سنت کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کا شرف پانے والے موسیٰ علیہ السلام کی اتباع گم راہی ہے، تو پھر کسی سچے مسلمان کے بارے میں یہ تصور کیسے کیا جاسکتا ہے، کہ وہ نبی کریم ﷺ کی سنت کی بجائے کسی اور کے قول و فعل کی طرف بلائے گا۔ ملا علی القاری اس حدیث کی شرح میں تحریر کرتے ہیں:

”نَهَى بَلِيغٌ عَنِ الْعُدُولِ عَنِ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ إِلَى غَيْرِهِمَا
مِنْ كُتُبِ الْحُكَمَاءِ وَالْفَلَسَفَةِ.“^①

”کتاب و سنت سے اعراض کر کے حکماء و فلاسفہ کی کتابوں کی طرف متوجہ ہونے سے انتہائی قوی انداز میں منع کیا گیا ہے۔“

ج: امام احمد نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ بلاشبہ عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہما اہل کتاب سے حاصل شدہ ایک کتاب لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پھر اس [کتاب] کو نبی کریم ﷺ کو سنانا شروع کیا، تو آپ ﷺ ناراض ہوئے اور فرمایا:

”أَمْتَهُوْكَوْنُ فِيهَا يَا ابْنَ الْخَطَّابِ! وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَقَدْ
جِتُّكُمْ بِهَا بَيْضَاءَ نَقِيَّةً. لَا تَسْأَلُوهُمْ عَنْ شَيْءٍ فَيُخْبِرُوْكُمْ
بِحَقِّ فَتُكْذِبُوا بِهِ أَوْ بِاطِلٍ فَتُصَدِّقُوا بِهِ. وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ!

لَوْ أَنَّ مُوسَىٰ كَانَ حَيًّا مَا وَسِعَهُ إِلَّا أَنْ يَتَّبِعَنِي. ❶

”اے ابن خطاب! کیا تم اس [یعنی اپنے دین] میں بھٹکنے والے ہو؟ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! بلاشبہ میں تمہارے پاس روشن اور بے عیب دین لے کر آیا ہوں۔ کسی چیز کے بارے میں ان [یعنی اہل کتاب] سے نہ پوچھو، عین ممکن ہے، کہ وہ تمہیں درست بات بتلائیں اور تم انہیں جھٹلا دو، یا ناحق بات بتلائیں اور تم ان کی تصدیق کر دو۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! بلاشبہ اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے، تو ان کے لیے بھی میری فرمانبرداری کے علاوہ کوئی چارہ نہ ہوتا۔“

حدیث کی شرح میں ملا علی قاری تحریر کرتے ہیں:

”وَالْحَاصِلُ أَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ أَشَارَ بِذَلِكَ إِلَى أَنَّهُ أَتَاهُمْ بِالْأَعْلَىٰ وَالْأَفْضَلِ، وَاسْتَبَدَّ الْأَذَنَىٰ مِنْهُ مَظْنَةً لِلتَّحْيِيرِ. ❷

”خلاصہ یہ ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے اس کے ساتھ ان کے لیے یہ اشارہ فرمایا، کہ وہ ان کے پاس اعلیٰ و افضل [دین] لے کر آئے ہیں۔ اس کو چھوڑ کر کم درجے والی چیز کو لینا حیرانگی کی علامت ہے۔“

❶ المسند، رقم الحدیث ۱۰۱۰۶، ۳۴۹/۲۳، اس حدیث میں اگرچہ ایک راوی میں [ضعف] ہے، لیکن حدیث کے متعدد طرق کی بنا پر کئی ایک محدثین نے اس کو قابل حجت قرار دیا ہے۔ انہی حضرات میں سے امام احمد بن حنبل، سید احمد حسن دہلوی، شیخ البانی اور شیخ ابوالشمال زہیری ہیں۔ (ملاحظہ ہو: مرآة المفاتیح ۱/۴۲۴؛ وتنقیح الرواة ۱/۴۲؛ وھامش مشکاة المصابیح ۱/۶۳؛ و صحیح جامع بیان العلم وفضلہ، رقم الروایة ۱۰۳۰، ص ۳۱۵).

❷ ملاحظہ ہو: مرآة المفاتیح ۱/۴۲۳.

❸ المرجع السابق ۱/۴۲۵.

علامہ ملا علی قاری مزید تحریر کرتے ہیں:

”وَلَوْ كَانَ مُوسَى حَيًّا [أَي مَا جَازَ لَهُ (إِلَّا أَتْبَاعِي) فِي الْأَقْوَالِ وَالْأَفْعَالِ، فَكَيْفَ يَجُوزُ لَكُمْ أَنْ تَطْلُبُوا فَايِدَةً مِنْ قَوْمِهِ مَعَ وَجُودِي. “ ❶

”اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے، تو تمام اقوال و افعال میں میرے [یعنی نبی کریم ﷺ کے] سوا کسی اور کی پیروی کرنا ان کے لیے جائز نہ ہوتا۔ سو [یعنی جب صورت حال یہ ہے، تو] تمہارے لیے یہ کیسے روا ہو سکتا ہے، کہ تم میری موجودگی کے باوجود ان کی قوم سے کوئی فائدہ طلب کرو؟“

(ج)

علمائے امت کے اقوال

متقدمین اور متاخرین میں سے بہت سے علمائے امت نے اس بات کی تاکید کی ہے، کہ دعوت صرف کتاب و سنت ہی کی طرف دی جائے۔ ان کے سوا کسی اور چیز کی طرف نہ بلایا جائے۔ ذیل میں ان میں سے تین کے اقوال ملاحظہ فرمائیے:

۱: ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فرمان:

امام داری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے فرمایا:

”أَمَا تَخَافُونَ أَنْ تُعَذَّبُوا أَوْ يُخَسَفَ بِكُمْ الْأَرْضُ أَنْ تَقُولُوا: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَالَ فُلَانٌ. “ ❷

❶ مرقاة المفاتیح ۱/ ۴۲۵.

❷ سنن الدارمی، باب ما یتقی من تفسیر حدیث النبی ﷺ، وقول غیره عند قوله ﷺ، رقم

الروایة ۴۳۷، ۹۵/۱.

”کیا تم یہ کہتے ہوئے: ”رسول اللہ ﷺ نے [یوں] فرمایا اور فلاں نے [یوں] کہا؛“ اس بات سے ڈرتے نہیں، کہ تم بتلائے عذاب کیے جاؤ یا تمہیں زمین میں دھنسا دیا جائے؟“

۲: حافظ ابن رجب کا قول:

”فَالْوَاجِبُ عَلَى كُلِّ مَنْ بَلَغَهُ أَمْرُ الرَّسُولِ ﷺ وَعَرَفَهُ أَنْ يُبَيِّنَهُ لِلْأُمَّةِ، وَيَنْصَحَ لَهُمْ وَيَأْمُرُهُمْ بِاتِّبَاعِ أَمْرِهِ، وَإِنْ خَالَفَ ذَلِكَ رَأْيَ عَظِيمٍ مِنَ الْأُمَّةِ، فَإِنَّ أَمْرَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَحَقُّ أَنْ يُعَظَّمَ وَيُقْتَدَى بِهِ مِنْ رَأْيِ أَيِّ مُعَظَّمٍ، قَدْ خَالَفَ أَمْرَهُ فِي بَعْضِ الْأَشْيَاءِ خَطَأً. وَمِنْ هُنَا رَدُّ الصَّحَابَةِ وَمَنْ بَعْدَهُمْ عَلَى كُلِّ مُخَالَفِ سُنَّةٍ صَحِيحَةٍ، وَرَبِّمَا أَعْلَظُوا فِي الرَّدِّ، لَا بُغْضًا لَهُ، بَلْ هُوَ مَحْبُوبٌ عِنْدَهُمْ مُعَظَّمٌ فِي نَفْسِهِمْ، لَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَحَبُّ إِلَيْهِمْ، وَأَمْرُهُ فَوْقَ أَمْرِ كُلِّ مَخْلُوقٍ، فَإِذَا تَعَارَضَ أَمْرُ الرَّسُولِ ﷺ وَأَمْرٌ غَيْرُهُ فَأَمْرُ الرَّسُولِ ﷺ أَوْلَى أَنْ يُقَدَّمَ وَيَتَّبَعَ، وَلَا يَمْنَعُ مِنْ ذَلِكَ تَعْظِيمٌ مِنْ خَالَفَ أَمْرَهُ، وَإِنْ كَانَ مَغْفُورًا لَهُ، بَلْ ذَلِكَ الْمَخَالَفُ الْمَغْفُورُ لَهُ لَا يَكْرَهُ أَنْ يُخَالَفَ أَمْرَهُ إِذَا ظَهَرَ أَمْرُ الرَّسُولِ ﷺ بِخِلَافِهِ. “ ①

”جس کسی تک رسول کریم ﷺ کا کوئی حکم پہنچ چکا ہو اور وہ اس کو جان چکا ہو، تو اس پر لازم ہے، کہ وہ اس کو امت کے لیے بیان کرے، اس کو پکڑنے کی انہیں نصیحت کرے اور اس پر عمل پیرا ہونے کا انہیں حکم دے، اگرچہ وہ حکم امت کے کسی عظیم شخص کی رائے کے برعکس ہو، کیونکہ

① منقول از منتهی الأمانی بفاوئد مصطلح الحديث للمحدث الألبانی ص ۶۵-۶۶.

رسول اللہ ﷺ کا حکم امت کے کسی بھی عظیم شخص کی کسی بھی بارے میں مخالف رائے سے زیادہ قابلِ تعظیم اور لائقِ اتباع ہے۔ اسی بنا پر حضرات صحابہ اور ان کے بعد والے لوگوں نے سنت صحیحہ کے ہر مخالف کار دیکھا اور بسا اوقات انہوں نے رڈ میں سخت انداز بھی اختیار کیا۔ ان کی یہ سختی ایسے شخص سے بغض کی بنا پر نہ تھی، بلکہ وہ تو ان کی نگاہوں میں محبوب تھا، اس کے لیے ان کے دل میں تعظیم تھی، لیکن رسول اللہ ﷺ ان کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہیں اور ان کا حکم مخلوق میں سے ہر کسی کے حکم سے بلند و بالا ہے۔ پس جب رسول کریم ﷺ کے حکم کے ساتھ کسی اور کا حکم ٹکرائے، تو رسول کریم ﷺ کا حکم ہی ترجیح کا زیادہ مستحق اور پیروی کے زیادہ لائق ہے۔ مخالف رائے والے کا احترام اس بات کی راہ میں رکاوٹ نہ بنے گا، اگرچہ وہ مغفور لہ ۱ بھی کیوں نہ ہو، بلکہ اپنی رائے کے برعکس رسول کریم ﷺ کا حکم واضح ہونے پر وہ خود اپنی رائے کو ترک کرنا ناپسند نہیں کرے گا۔“

۳: شیخ ابن باز کا قول:

اس سلسلے میں شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز بیان کرتے ہیں:

إِنَّ الْوَاجِبَ عَلَى الدَّاعِيَةِ الْإِسْلَامِيَّةِ أَنْ يَدْعُوَ إِلَى الْإِسْلَامِ كَلِّهِ، وَلَا يُفَرِّقُ بَيْنَ النَّاسِ، وَأَنْ لَا يَكُونَ مُتَعَصِّبًا لِمَذْهَبٍ دُونَ مَذْهَبٍ، أَوْ لِقَبِيلَةٍ دُونَ قَبِيلَةٍ، أَوْ لِشَيْخِهِ أَوْ رَأْسِهِ أَوْ غَيْرِ ذَلِكَ، بَلِ الْوَاجِبُ أَنْ يَكُونَ هَدَفُهُ إِثْبَاتَ الْحَقِّ وَإِضْاحَهُ، وَاسْتِقَامَةَ النَّاسِ عَلَيْهِ، وَإِنْ خَالَفَ رَأْيَ

۱ وہ شخص کہ اس کی مغفرت کی بشارت نبی کریم ﷺ نے دی ہو۔

فُلَانٌ أَوْ فُلَانٌ أَوْ فُلَانٌ . الْأَيْمَةُ أَيْمَةٌ هُدًى وَدُعَاةٌ حَقٌّ ، دَعَاؤُ
النَّاسِ إِلَى دِينِ اللَّهِ تَعَالَى وَأَرْشُدُوهُمْ إِلَى الْحَقِّ ، وَوَقَعَ هُنَاكَ
مَسَائِلٌ بَيْنَهُمْ ، اِخْتَلَفُوا فِيهَا لِخِفَاءِ الدَّلِيلِ عَلَى بَعْضِهِمْ ، بَيْنَ
مُجْتَهِدٍ مُصِيبٍ لَهُ أَجْرَانِ ، وَبَيْنَ مُجْتَهِدٍ أَخْطَأَ الْحَقَّ ، فَلَهُ
أَجْرٌ وَاحِدٌ ، فَعَلَيْكَ أَنْ تَعْرِفَ لَهُمْ قَدْرَهُمْ وَفَضْلَهُمْ ، وَأَنْ
تَتَرَحَّمَ عَلَيْهِمْ ، وَأَنْ تَعْرِفَ أَنَّهُمْ أَيْمَةُ الْإِسْلَامِ وَدُعَاةُ الْهُدَى ،
وَلَكِنْ لَا يَحْمِلُكَ ذَلِكَ عَلَى التَّعَصُّبِ وَالتَّقْلِيدِ الْأَعْمَى ،
فَتَقُولُ: "مَذْهَبُ فُلَانٍ أَوْلَى بِالْحَقِّ بِكُلِّ حَالٍ ، أَوْ مَذْهَبُ
فُلَانٍ أَوْلَى بِالْحَقِّ لِكُلِّ حَالٍ لَا يُخْطِئُ ."
لَا هَذَا غَلَطٌ .

عَلَيْكَ أَنْ تَأْخُذَ بِالْحَقِّ ، وَأَنْ تَتَّبِعَ الْحَقَّ إِذَا ظَهَرَ دَلِيلُهُ ، وَلَوْ
خَالَفَ فُلَانًا أَوْ فُلَانًا ، وَعَلَيْكَ أَنْ لَا تَتَّعَصَّبَ وَتَقْلُدَ تَقْلِيدًا
أَعْمَى ، بَلْ تَعْرِفُ لِلْأَيْمَةِ فَضْلَهُمْ وَقَدْرَهُمْ ، وَلَكِنْ مَعَ ذَلِكَ
تَحْتَاطُ لِنَفْسِكَ وَدِينِكَ ، فَتَأْخُذُ بِالْحَقِّ وَتُرْشِدُ إِلَيْهِ ، وَتَرْضَى
بِهِ إِذَا طَلِبَ مِنْكَ ، وَتُرَاقِبُهُ جَلَّ وَعَلَا ، وَتَتَّصِفُ مِنْ نَفْسِكَ
مَعَ إِيمَانِكَ بِأَنَّ الْحَقَّ وَاحِدٌ ، وَأَنَّ الْمُجْتَهِدِينَ إِنْ أَصَابُوا
فَلَهُمْ أَجْرَانِ ، وَإِنْ أَخْطَأُوا فَلَهُمْ أَجْرٌ وَاحِدٌ — أَعْنِي
مُجْتَهِدِي أَهْلِ السَّنَةِ ، أَهْلِ الْعِلْمِ وَالْإِيمَانِ وَالْهُدَى — كَمَا
صَحَّ بِذَلِكَ الْخَبَرُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ .^①

① ملاحظہ ہو: الدعوة إلى الله سبحانه وتعالى وأخلاق الدعاء ص ۲۴-۳۲؛ تیز ملاحظہ ہو: مجموع

فتاویٰ ومقالات متنوعه للشيخ ابن باز: ۱۲۳ / ۳ .

مسلمان داعی پر واجب ہے، کہ وہ مکمل اسلام کی طرف بلائے۔ لوگوں کے درمیان تفرقہ نہ ڈالے، کسی ایک مذہب، یا قبیلے، یا شیخ، یا رئیس غرضیکہ کسی کے لیے متعصب نہ ہو۔ واجب یہ ہے، کہ اس کا ہدف حق کو ثابت اور بیان کرنا اور لوگوں کو اس پر کاربند کرنا ہو، اگرچہ وہ حق بات فلاں یا فلاں یا فلاں کی رائے کے برعکس ہو۔

حضرات ائمہ تو ہدایت کے امام، حق کی دعوت دینے والے تھے۔ انہوں نے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے دین کی طرف بلایا اور حق کی طرف ان کی راہ نمائی کی۔ بعض مسائل میں کچھ ائمہ پر دلیل کے مخفی رہنے کی بنا پر اختلاف ہوا۔ ان میں سے کچھ حضرات اجتہاد کر کے حق بات کو پا کر دہرے ثواب کے مستحق ٹھہرے اور کچھ کوشش کے باوجود حق بات تک نہ پہنچنے کی بنا پر اکہرے اجر کے حق دار بنے۔ آپ لوگوں پر لازم ہے، کہ ان کی قدر و منزلت کو پہچانیں اور ان کے لیے رحمت الہیہ پانے کی دعا کریں۔ اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیجیے، کہ وہ ائمہ اسلام اور ہدایت کی طرف دعوت دینے والے ہیں، لیکن اس کا یہ معنی نہیں، کہ آپ ان کے لیے تعصب اور ان کی اندھی تقلید کرتے ہوئے کہو: ”ہر حال میں فلاں کا مذہب حق کے زیادہ قریب ہے“، یا ”فلاں کا مذہب ہر حالت کے متعلق حق کے زیادہ قریب ہے اور وہ غلطی نہیں کرتے۔“

نہیں، یہ غلط ہے۔

آپ پر لازم ہے، کہ حق کو تھا میں، اور جب اس کی دلیل ظاہر ہو جائے، تو حق کی اتباع کریں، اگرچہ وہ فلاں یا فلاں کی رائے کے برعکس ہو۔ آپ پر لازم ہے، کہ نہ تو تعصب کریں اور نہ ہی کسی کی اندھی تقلید کریں، بلکہ

حضرات ائمہ کی شان و عظمت کو پہچانیں، لیکن اس کے ساتھ ساتھ اپنے نفس اور دین کے لیے احتیاط کریں، حق کو اپنائیں اور اسی کی طرف [دوسروں کی] راہ نمائی کریں۔ اور جب آپ سے اس کا تقاضا کیا جائے، تو اسی پر راضی ہو جائیں۔ اور [اس سارے معاملہ میں] اللہ جل جلالہ کو اپنے پیش نظر رکھیں اور اپنے ایمان کے ساتھ اس بات کو اپنے دل میں جاگزیں کر لیں، کہ بلاشبہ حق ایک ہے۔ مجتہد حضرات نے اگر حق کو پالیا، تو ان کے لیے دہرا ثواب ہے اور اگر انہوں نے خطا کی، تو ان کے لیے اکہرا ثواب ہے۔ اور مجتہدین سے میری مراد اہل سنت کے مجتہدین ہیں، جو کہ علم، ایمان اور ہدایت والے ہوتے ہیں۔ جیسا کہ اس بارے میں رسول اللہ ﷺ کی صحیح حدیث ثابت ہے۔



حرفِ آخر

اس عظیم موضوع کے متعلق حقیر سی کوشش کی تکمیل پر اپنے رب کریم کے لیے تہ دل سے شکر گزار ہوں۔ اس کتاب جو کچھ بھی خیر ہے، وہ صرف انہی کی عنایت اور نوازش سے ہے اور جو کوتاہی اور غلطی ہے، وہ میری وجہ سے ہے۔ اپنے مولائے رحمن و رحیم سے درست بات کی قبولیت اور اس کا نفع عام کرنے اور خطا و نسیان کی معافی کی عاجزانہ التجا ہے۔ اِنہِ تسبیحِ مجیب۔

خلاصہ کتاب:

توفیقِ الہی سے کتاب کے موضوع کے متعلق پانچ پہلوؤں سے گفتگو کی گئی ہے، جس کا خلاصہ ذیل میں پیش خدمت ہے۔

۱: موضوعِ دعوت:

اسلام اپنی مکمل جامعیت اور پوری وسعتوں کے ساتھ دعوتِ دین کا موضوع ہے۔ عقیدہ، عبادات، اخلاق، معاملات، غرضیکہ اسلام کے تمام گوشوں کی طرف دعوت دی جائے گی۔ اس حقیقت کو اجاگر کرنے والی باتوں میں سے چھ درج ذیل ہیں:

- ا: اللہ تعالیٰ نے سر تا پا پورے دین میں داخل ہونے کا حکم دیا ہے۔
- ب: اللہ تعالیٰ کے کچھ احکامات ماننے اور کچھ کا انکار کرنے کی بنا پر یہودی لوگ دنیا میں سنگین ذلت و رسوائی اور آخرت میں شدید ترین عذاب کے مستحق ٹھہرے۔
- ج: ہمارے نبی کریم ﷺ نے اُمت کو ہر چیز کی تعلیم دی۔ حدیث شریف کی کتابوں میں ابواب کا تنوع اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

د: ایمان کی ساٹھ سے کچھ اوپر شاخیں ہیں۔ سب سے اعلیٰ [لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ] کہنا اور ادنیٰ ترین راستے سے تکلیف دہ چیز دُور کرنا ہے۔ ایمان کی دعوت دینے والا حسب ضرورت اور بقدر استطاعت ان میں سے ہر ایک شاخ کی طرف بلانے کا پابند ہے۔

ہ: شریعت کی بظاہر بہت سی معمولی باتیں اپنے اجر و ثواب کی بنا پر بہت عظیم، یا اپنی سنگین سزا کی بنا پر بہت خطرناک ہوتی ہیں۔ انہی باتوں میں سے اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ نہ کرنا، جھوٹا خواب بیان کرنا، زبان کا صحیح یا غلط استعمال کرنا، کسی کا حقارت سے ذکر کرنا، کسی مسلمان کی عزت کے متعلق ناحق زبان درازی کرنا، قرض ادا کیے بغیر مرنا، پڑوسی کو ایذا دینا، خوشبو استعمال کر کے عورت کا مردوں کے پاس سے گزرنا، غیر محرم عورت کو چھونا، پیشاب سے نہ بچنا اور چغلی کرنا، آخری زمانے میں برائی پر ٹوکنا اور جہاد شامل ہیں۔ دین کی دعوت دینے والا ایماندار شخص کس طرح ان اور ان ایسی سینکڑوں غیر معمولی اہمیت والی باتوں کو، اپنی خود ساختہ حد بندی سے خارج قرار دے کر، دعوت میں نظر انداز کر سکتا ہے۔

و: علمائے اُمت نے موضوعِ دعوت کی جامعیت اور شمولیت کے متعلق سیر حاصل گفتگو کی ہے۔ اس سلسلے میں شیخ ابن باز کی تحریر کتاب میں نقل کی گئی ہے۔

۲: دعوتِ توحید کا دین کی دعوت کی بنیاد ہونا:

دعوتِ دین میں سب سے زیادہ ضروری، اہم، اعلیٰ، افضل اور سرفہرست دعوتِ توحید کی دعوت ہے۔ اس حقیقت کو آشکارا کرنے والی باتوں میں سے چار درج ذیل ہیں:

۱: حضراتِ انبیاء علیہم السلام کی دعوت کی اساس اور بنیاد دعوتِ توحید تھی۔ قرآن و سنت کی کثیر تعداد میں اجمالی نصوص اس بات کو واضح کرتی ہیں۔ ان کے علاوہ حضرات

انبیاء نوح، ہود، صالح، ابراہیم، یوسف، شعیب اور عیسیٰ علیہم السلام میں سے ہر ایک کے دعوت توحید دینے کے متعلق قرآن و سنت کی تفصیلی نصوص بھی اس حقیقت کو آشکارا کرتی ہیں۔

ب: ہمارے نبی کریم ﷺ کو اعلانِ توحید کا حکم دیا گیا، انہوں نے اس حکم کی تعمیل کا شدت سے اہتمام کیا۔ اس کے متعلق سیرتِ طیبہ میں موجود بیسیوں شواہد میں سے چار درج ذیل ہیں:

۱: قریش کو دعوت توحید دینا۔

۲: سوقِ ذوالحجاز میں آوازہ توحید بلند کرنا۔

۳: راستے میں شانِ توحید بیان کرنا۔

۴: مرض الموت میں شرک تک پہنچانے والی بات سے روکنا۔

ج: توحید کے بغیر تمام اعمال برباد ہو جاتے ہیں۔ قرآنِ کریم میں ایک مقام پر اٹھارہ انبیاء اور ان کے منتخب کردہ باپ دادا، اولاد اور بھائیوں کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا، کہ اگر وہ شرک کرتے، تو ان کے اعمال ضائع ہو جاتے۔

ایک دوسرے مقام پر یہ بیان کیا گیا ہے، کہ انبیائے سابقین اور نبی کریم ﷺ پر یہ وحی نازل کی گئی، کہ ان میں سے کسی ایک کے بھی شرک کرنے سے اس کے اعمال اکارت ہو جائیں گے۔

د: علمائے امت نے مذکورہ بالا بات کو خوب واضح کیا ہے۔ اس سلسلے میں امام ابن قیم، شیخ ابن باز اور شیخ عبدالرزاق عفی عنہم کے اقوال شامل کتاب کیے گئے ہیں۔

۳: توحید کے ساتھ اقرارِ رسالت کی دعوت دینا:

دعوت توحید کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی رسالت کے اعتراف و اقرار اور آپ

کی فرمانبرداری کی تلقین کی جائے گی۔ اس حقیقت کو نکھارنے والی باتوں میں سے پانچ درج ذیل ہیں:

ا: اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق ہر نبی کی بعثت کا ایک بنیادی مقصد یہ ہے، کہ اس کی اطاعت کی جائے۔ نبی کریم ﷺ کی تابع داری کرنے کی دعوت دینا آپ کی بعثت کے مشن کی تکمیل کا لازمی حصہ ہے۔

ب: قرآن کریم میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے، کہ حضرات انبیاء نوح، ہود، صالح، لوط اور شعیب علیہم السلام نے اپنی اپنی امت کے لوگوں کو اپنی اطاعت کا حکم دیا۔

ج: ہمارے نبی کریم ﷺ نے دعوت توحید کے ساتھ اپنی رسالت کے اقرار کی تلقین کرنے کی طرف خوب توجہ فرمائی۔

اس کے متعلق بیسیوں شواہد میں سے چار درج ذیل ہیں:

۱: حضرات صحابہ سے توحید و رسالت کی گواہی دینے کی بیعت لینا۔

۲: دعوت توحید و رسالت سے وفد عبدالقیس کی تعلیم کا آغاز کرنا۔

۳: توحید و رسالت کی گواہی دینے کے حکم کے ساتھ آغاز دعوت کا علی رضی اللہ عنہما کو ارشاد۔

۴: توحید و رسالت کی گواہی دینے کے حکم کے ساتھ آغاز دعوت کا معاذ رضی اللہ عنہما کو فرمان۔

د: اطاعت رسول ﷺ کا قبولیت اعمال کی ایک شرط ہونا۔

ہ: علمائے امت نے اس بات کو اچھی طرح بیان کیا ہے۔ سعودی عرب کی دائمی مجلس برائے علمی تحقیقات و افتاء اور شیخ ابن باز کے اس بارے میں اقوال کو ذکر کیا گیا ہے۔

۴: مخاطب لوگوں کے حالات کا خیال رکھنا:

دعوت اسلامیہ کی جامعیت کے باوجود داعی پر لازم ہے، کہ وہ توحید و رسالت کے علاوہ دیگر موضوعات کے انتخاب میں مخاطب لوگوں کے احوال و مسائل کو پیش نظر

رکھے۔ اس ضمن میں درج ذیل چار پہلوؤں سے گفتگو کی گئی ہے:

ا: حضرات انبیائے سابقین علیہم السلام توحید و رسالت کی دعوت دینے کے بعد دیگر موضوعات کے انتخاب میں اپنی اپنی اُمتوں کے حالات کو مد نظر رکھتے۔ ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کو اسراف و تبذیر اور ظلم و جبروت سے روکا، لوط علیہ السلام نے اپنی اُمت کو مردوں کے ساتھ برائی سے باز رہنے کی شدت سے تلقین کی۔ شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم میں رائج مآپ اور تول میں کمی کے برے دستور سے منع کیا اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنی دعوت میں قوم کو فرعون کی غلامی اور عبودیت سے نکالنے کی کوشش کی۔

ب: ہمارے نبی کریم ﷺ دعوت میں مخاطب لوگوں کے احوال و مسائل اور ان کی عقلی و فکری استعداد کا بہت خیال رکھتے۔ سیرت طیبہ میں اس بات پر دلالت کرنے والی بہت سی باتوں میں سے تین درج ذیل ہیں:

۱: وصایا مبارکہ میں تنوع

۲: ایک جیسے سوال کے باوجود فتویٰ میں اختلاف

۳: بعض باتوں کی خبر مخصوص صحابہ کو دینا۔

ج: سلف صالحین بھی مخاطب لوگوں کے حالات کا خصوصی خیال رکھتے۔ ان سے گفتگو کرتے وقت ان کی سوجھ بوجھ کو پیش نظر رکھتے اور دوسروں کو بھی اسی بات کی تاکید کرتے۔

د: دعوت دین میں مخاطب لوگوں کے حالات کا خیال رکھنے کے متعلق حدود و ضوابط ہیں۔ اور ان میں سے ایک اہم ترین قاعدہ یہ ہے، کہ [دعوت توحید اور ردِ شرک میں مدہشت نہیں]۔ سیرت طیبہ میں موجود مثالیں اس قاعدہ کی تاکید کرتی ہیں۔

۵: صرف کتاب و سنت کی طرف دعوت دینا:

داعی کی دعوت صرف کتاب و سنت کی طرف ہوگی۔ اس ضمن میں گفتگو درج ذیل

تین پہلوؤں سے کی گئی ہے۔

ا: قرآن کریم میں متعدد مقامات پر صرف کتاب و سنت کی فرمانبرداری کا حکم دیا گیا ہے۔

ب: متعدد احادیث شریفہ میں بھی اس بات کی تاکید کی گئی ہے۔

ج: علمائے امت نے بھی اس بات کی شدت سے تاکید کی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، امام ابن رجب اور شیخ ابن باز کے اس بارے میں اقوال ذکر کیے گئے ہیں۔

اپیل:

علمائے کرام، دعوت دین دینے والے حضرات و خواتین اور عزیز طلبہ و طالبات سے التماس ہے، کہ:

ا: وہ سب امت میں اس حقیقت کو عام کریں، کہ دعوت دین کا موضوع اپنی جامعیت اور شمولیت کے ساتھ مکمل اسلام ہے۔ اس کو کسی ایک مخصوص بات یا چند ایک باتوں میں محدود نہ رکھا جائے۔

ب: دعوت کا آغاز توحید و رسالت کی طرف بلانے سے کریں، جیسا کہ حضرات انبیائے سابقین علیہم السلام اور ہمارے نبی کریم ﷺ کا دستور تھا۔

ج: توحید و رسالت کی دعوت کے بعد موضوعات کے انتخاب میں مخاطب لوگوں کے احوال و ظروف اور فکری، عقلی اور دینی استعداد سے چشم پوشی نہ کریں۔

د: اپنی دعوت کو مخصوص فرقے، مذہب، گروہ، جماعت، شخص وغیرہ کی طرف بلانے میں ضائع کرنے کی بجائے، لوگوں کو صرف کتاب و سنت کی طرف بلائیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی نبینا محمد وعلی آلہ و أصحابہ واتباعہ الی یوم الدین وبارک وسلم، و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین .



المراجع و المصنف

- ۱- "الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان" للأمر علاء الدين الفارسي، ط: مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۰۸ھ، بتحقيق الشيخ شعيب الأرنؤوط.
- ۲- "إكمال إكمال المعلم" (شرح صحيح مسلم) للعلامة محمد بن خليفة الوشتاني الأبي، بتصحيح الأستاذ محمد سالم هاشم، ط: دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۵ھ.
- ۳- "أيسر التفاسير لكلام العلي العظيم" للشيخ أبي بكر جابر الجزائري، بدون اسم الناشر، الطبعة الأولى ۱۴۰۷ھ.
- ۴- "البحر المحيط" للإمام أبي حيان الأندلسي، م: مكتبة ومطابع النصر الحديثة الرياض، بدون الطبعة و سنة الطبعة.
- ۵- "تفسير البغوي" المسمّى بـ "معالم التنزيل" للإمام أبي محمد البغوي، بإعداد وتحقيق الأستاذين خالد بن عبدالرحمن العك و مروان سوار، ط: دار المعرفة بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۰۶ھ.
- ۶- "تفسير التحرير والتنوير" للشيخ محمد الطاهر ابن عاشور، ط: الدار التونسية للنشر تونس، بدون الطبعة، سنة الطبع ۱۳۹۹ھ.
- ۷- "تفسير السعدي" المسمّى بـ "تيسير القرآن الكريم في تفسير

کلام المنان“ للشيخ عبدالرحمن بن ناصر السعدي ، بتحقيق
الشيخ عبدالرحمن بن معلاً للويحق ، ط: مؤسسة الرسالة
بيروت ، الطبعة الأولى ۱۴۲۱هـ .

۸- ”تفسير أبي السعود“ المسمى بـ ”إرشاد العقل السليم إلى
مزايا القرآن الكريم“ للقاضي أبي السعود ، ط: دار إحياء التراث
العربي ، بدون الطبعة وسنة الطبعة .

۹- ”تفسير الطبري“ المسمى بـ ”جامع البيان من تأويل أي القرآن“
للإمام أبي جعفر الطبري ، بتحقيق الشيخ محمود محمد
شاكر وأحمد محمد شاكر ، ط: دار المعارف بمصر ، بدون
الطبعة وسنة الطبع . [أو ط: دار المعرفة بيروت ، الطبعة الثالثة
۱۳۹۸هـ .]

۱۰- ”تفسير القاسمي“ المسمى بـ ”محاسن التأويل“ للعلامة
محمد جمال الدين القاسمي ، بتحقيق الشيخ محمد فؤاد
عبدالباقي ، ط: دار الفكر بيروت ، الطبعة الثالثة ۱۳۹۸هـ .

۱۱- ”تفسير القرطبي“ المسمى بـ ”الجامع لأحكام القرآن“ للإمام
أبي عبد الله القرطبي ، ط: دار إحياء التراث العربي بيروت
بدون الطبعة وسنة الطبعة .

۱۲- ”التفسير الكبرى“ المسمى بـ ”مفاتيح الغيب“ للعلامة فخر
الدين الرازي ، ط: دار الكتب العلمية طهران ، الطبعة الثالثة ،
بدون سنة الطبع .

۱۳- ”تفسير ابن كثير“ المسمى بـ ”تفسير القرآن العظيم“ للحافظ

ابن کثیر ، بتقدیم الشیخ عبدالقادر الأرناؤوط ، ط: دار الفیحاء دمشق و دار السلام الریاض ، الطبعة الأولى ۱۴۱۳ھ۔

۱۴۔ ”التلخیص“ للحافظ الذہبی ، ط: دار المعرفۃ بیروت ، الطبعة الثانية ، بدون الطبع (المطبوع بذیل المستدرک علی الصحیحین)۔

۱۵۔ ”تنقیح الرواة فی تخریج أحادیث المشکاة“ للشیخ السید أحمد حسن ، ط: المجلس العلمی السلفی لاهور پاکستان ، بدون الطبعة و سنة الطبع۔

۱۶۔ ”جامع الترمذی“ (المطبوع مع شرح تحفة الأحوذی) ، للإمام أبی عیسی الترمذی ، ط: دار الكتاب العربی بیروت ، بدون الطبعة و سنة الطبع۔

۱۷۔ ”الجامع الأخلاق الراوی و آداب السامع“ للحافظ الخطیب البغدادی ، ط: مكتبة المعارف الریاض ، سنة الطبع ۱۴۰۳ھ ، بتحقیق ا، دمحمود الطحان۔

۱۸۔ ”حجة النبی صلی اللہ علیہ وسلم كما رواها جابر رضی اللہ عنہ“ للشیخ الألبانی ، ط: المكتب الإسلامی ، الطبعة السابعة ۱۴۰۵ھ۔

۱۹۔ ”الدعوة إلى اللہ سبحانہ و أخلاق الدعاء“ لسماحة الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز ، توزیع: الرئاسة العامة لإدارات البحوث العلمیة والإفتاء والدعوة والإرشاد بالمملكة العربیة

- السعودية ، بدون الطبعة ، سنة الطبع ۱۴۰۰ھ .
- ۲۰- ”دعوة الرسل - عليهم السلام- إلى الله تعالى“ للشيخ محمد أحمد العدوي ، ط: دار المعرفة بيروت ، بدون الطبعة ، سنة الطبع ۱۴۱۴ھ .
- ۲۱- ”سلسلة الأحاديث الصحيحة“ (المجلد الأول) للشيخ محمد ناصر الدين الألباني ، ط: المكتب الإسلامي ، الطبعة الثانية ۱۳۹۹ھ . (والمجلد الرابع) نشر وتوزيع: الدار السلفية الكويت والمكتبة الاسلامية الأردن ، الطبعة الأولى ۱۴۰۳ھ .
- ۲۲- ”سنن الدارمي“ للإمام أبي محمد الدارمي ، ط: حديث اكادمي فيصل آباد باكستان ، بدون الطبعة ، سنة الطبع ۱۴۰۴ھ .
- ۲۳- ”سنن أبي داود“ (المطبوع مع عون المعبود) للإمام سليمان بن الأشعث السجستاني ، ط: دار الكتب العلمية بيروت ، الطبعة الأولى ۱۴۱۰ھ .
- ۲۴- ”السنن الكبرى“ للإمام النسائي ، بإشراف الشيخ شعيب الأرنؤوط ، وبتحقيق الشيخ حسن عبدالمنعم شلبي ط: مؤسسة الرسالة بيروت ، الطبعة الأولى ۱۴۲۱ھ .
- ۲۵- ”سنن النسائي“ (المطبوع مع شرح السيوطي وحاشية السندي) للإمام أبي عبدالرحمن أحمد بن شعيب النسائي ، ط: دار الفكر بيروت ، الطبعة الأولى ۱۳۴۸ھ .
- ۲۶- ”شرح السنة“ للإمام البغوي ، ط: المكتب الإسلامي ، سنة الطبع ۱۳۹۴ھ ،

- ۲۷- "شرح العقيدة الطحاوية" للإمام علي بن محلي بن محمد بن أبي العز الحنفي ، ط: مكتبة المعارف الرياض ، الطبعة الثانية ۱۴۰۷ھ ، بتحقيق الشيخ عبدالرحمن عميره .
- ۲۸- "شرح النووي على صحيح مسلم" للإمام النووي ، ط: دار الفكر بيروت ، بدون الطبعة ، سنة الطبع ۱۴۰۱ھ .
- ۲۹- "صحيح البخاري" (المطبوع مع فتح الباري) للإمام محمد بن إسماعيل البخاري ، ط: المكتبة السلفية ، بدون الطبعة وسنة الطبع .
- ۳۰- "صحيح الترغيب والترهيب" تحقيق الشيخ محمد ناصر الدين الألباني ، ط: مكتبة المعارف الرياض ، بدون الطبعة وسنة الطبع .
- ۳۱- "صحيح جامع بيان العلم وفضله" تأليف الحافظ ابن عبد البر ، اختصره وهذبہ الشيخ أبو الأشبال الزهيري ، توزيع: جمعية إحياء التراث الإسلامي الكويت ، الطبعة الثانية ۱۴۲۲ھ .
- ۳۲- "صحيح الجامع الصغير وزيادته" اختيار الشيخ محمد ناصر الدين الألباني ، ط: المكتب الإسلامي ، الطبعة الثالثة ۱۴۰۲ھ .
- ۳۳- "صحيح سنن الترمذي" اختيار الشيخ محمد ناصر الدين الألباني ، نشر: مكتب التربية العربي لدول الخليج الرياض ، الطبعة الأولى ۱۴۰۹ھ ، بإشراف الشيخ زهير الشاويش .
- ۳۴- "صحيح سنن أبي داود" صحح أحاديثه ۸ الشيخ محمد ناصر

- الدين الألباني ، نشر: مكتب التربية العربي لدل الخليج
الرياض ، الطبعة الأولى ۱۴۰۱ هـ ، بإشراف الشيخ زهير
الشاويش .
- ۳۵- ”صحيح سنن النسائي“ صحیح أحاديثه الشيخ الألباني ط:
مكتب التربية العربي لدول الخليج الرياض ، الطبعة الأولى
۱۴۰۹ هـ ، بإشراف الشيخ زهير الشاويش .
- ۳۶- ”صحيح مسلم“ للإمام مسلم بن الحجاج القشيري ، بتحقيق
الشيخ محمد فؤاد عبدالباقي ، نشر والتوزيع : رئاسة إدارة
البحوث العلمية والإفتاء والدعوة والإرشاد بالمملكة العربية
السعودية ، بدون الطبعة ، سنة الطبع ۱۴۰۰ هـ .
- ۳۷- ”عمدة القاري“ للعلامة بدر الدين العيني ، ط: دار الفكر بيروت ،
بدون الطبعة وسنة الطبع .
- ۳۸- ”عون المعبود شرح سنن أبي داود“ للعلامة محمد شمس
الحق العظيم آبادي ، ط: دار الكتب العلمية بيروت ، الطبعة
الأولى ۱۴۱۰ هـ .
- ۳۹- ”فتاوى علماء البذل الحرام“ جمع و تخريج: الأستاذ خالد بن
عبدالرحمن الجريسي ، توزيع : مؤسسة الجريسي الرياض ،
الطبعة الأولى ۱۴۲۰ هـ .
- ۴۰- ”فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء“ جمع و
ترتيب: الشيخ أحمد ابن عبدالرزاق الدويش ، نشر و توزيع :
المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات بسلطانه

- الریاض ، الطبعة الثالثة ۱۴۱۹ھ .
- ۴۱- ”فتاویٰ و رسائل سماحة الشيخ عبدالرزاق عفيفي رحمہ اللہ
تعالیٰ“ إعداد: الأستاذین ولید بن إدريس بن منسي والسعيد
بن صابر بن عبده، ط: دار الفضيلة الرياض ، الطبعة الثانية
۱۴۲۰ھ .
- ۴۲- ”فتح الباري“ للحافظ ابن حجر ، ط: المكتبة السلفية ، بدون
الطبعة وسنة الطبع .
- ۴۳- ”فتح القدير الجامع بين فني الرواية والدراية من علم التفسير“
للإمام محمد بن علي الشوكاني ، بتعليق الأستاذ سعيد محمد
اللحام ، المكتبة التجارية مكة المكرمة ، بدون الطبعة وسنة
الطبع .
- ۴۴- ”كتاب الإيمان“ للحافظ محمد بن إسحاق بن يحيى بن
منده ، بتحقيق الدكتور علي بن محمد بن ناصر الفقيهي ، ط:
الجامعة الإسلامية بالمدينة المنورة ، الطبعة الأولى
۱۴۰۱ھ .
- ۴۵- ”كتاب السنة“ للإمام أبي عبدالله محمد بن نصر المروزي ،
بتحقيق و تخريج الدكتور عبدالله بن محمد البصري ، ط: دار
العاصمة الرياض ، الطبعة ۱۴۲۲ھ .
- ۴۶- ”مجمع الزوائد و منبع الفوائد“ للحافظ نور الدين الهيثمي ،
ط: دار الكتاب العربي بيروت ، الطبعة الثالثة ۱۴۰۲ھ .
- ۴۷- ”مجموع الفتاوى و مقالات متنوعة“ لسماحة الشيخ عبدالعزيز

بن عبداللہ بن باز، جمع و إشراف د. محمد بن سعد الشویعر، توزیع: رئاسة إدارت البحوث العلمیة والإفتاء والدعوة والإرشاد بالمملكة العربیة السعودیة، الطبعة الثالثة ۱۴۱۶ھ۔

۴۸۔ ”المحرر الوجیز فی تفسیر الكتاب العزیز“ للقاضي ابن عطیة الأندلسی، بتحقیق المجلس العلمی بمکناس، بدون اسم الناشر، وبدون الطبعة، وسنة الطبع ۱۴۱۳ھ۔

۴۹۔ ”مدارج السالکین بین منازل إياك نعبد وإياك نستعین“ للإمام ابن القیم، بتحقیق الشیخ محمد حامد الفقی، دار الفكر بیروت، الطبعة الأخيرة ۱۴۰۸ھ۔

۵۰۔ ”مرفاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح“ للعلامة الملا علی القاری، بتحقیق الأستاذ صدقی محمد جمیل عطار. ط: المكتبة التجاریة مكة المكرمة، بدون الطبعة وسنة الطبع.

۵۱۔ ”المستدرک علی الصحیحین“ للإمام أبی عبداللہ الحاکم، ط: دار الكتاب العربی بیروت، بدون الطبعة وسنة الطبع.

۵۲۔ ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، ط: المكتب الإسلامی، بدون الطبعة وسنة الطبع. [أو: ط: دار المعارف مصر، الطبعة الثالثة ۱۳۶۸ھ] [أو: ط: مؤسسة الرسالة. بیروت الطبعة الأولى ۱۴۱۷ھ.]

۵۳۔ ”مسند أبی یعلی الموصلی“ للإمام أحمد بن علی بن المثنی التمیمی، بتحقیق الأستاذ حسین سلیم أسد، ط: دار المأمون

- للتراث دمشق ، الطبعة الأولى ۱۴۰۴ھ۔
- ۵۴۔ ”مفتاح الجنة في الاعتصام بالسنة“ للحافظ السيوطي ، توزيع:
الجامعة الإسلامية المدينة الطيبة ، الطبعة الثالثة ۱۳۹۹ھ۔
- ۵۵۔ ”منتهى الأمانى بفوائد مصطلح الهديث للمحدث الألباني“
تأليف: الأستاذ أحمد بن سليمان أيوب ، ن: الفاروق الحديثة
القاهرة ، الطبعة الأولى ۱۴۲۳ھ۔
- ۵۶۔ ”من صفات الداعية: مراعاة أحوال المخاطبين“ كـ فضل
إلهي ، ط: إدارة ترجمان الإسلام ججرانواله باكستان ، الطبعة
الأولى ۱۴۱۹ھ۔
- ۵۷۔ ”نزهة النظر في توضيح نخبة الفكر“ للحافظ ابن حجر ، ط:
قرآن محل كراتشي ، بدون الطبعة وسنة الطبع۔
- ۵۸۔ ”النهاية في غريب الحديث والأثر“، للإمام ابن الأثير،
بتحقيق الأستاذين طاهر أحمد الزاوي ود. محمود محمد
الطناحي ، ن: المكتبة الإسلامية بيروت ، بدون الطبعة وسنة
الطبع۔
- ۵۹۔ ”نيل المرام من تفسير آيات الأحكام“ للعلامة محمد صديق
حسن خان ، ط: دار الرائد العربي بيروت ، سنة الطبعة
۱۴۰۱ھ۔
- ۶۰۔ ”هامش سنن الدارمي“ للشيخ محمد أبي الليث الخير آبادي ،
توزيع على نفقة أمير دولة قطر ، بدون الطبعة ، وسنة الطبع
۱۴۰۶ھ۔

- ۶۱- ”ہامش شرح السنة“ للشيخين زهير الشاويش وشعيب الأرنؤوط ، ط: المتب الإسلامي ، سنة الطبع ۱۳۹۴ھ۔
- ۶۲- ”ہامش كتاب الإيمان لابن منده“ للدكتور علي بن محمد الفقيهي ، ط: الجامعة الإسلامية بالمدينة المنورة ، الطبعة الأولى ۱۴۰۱ھ۔
- ۶۳- ”ہامش المسند“ للشيخ أحمد محمد شاكر ، ط: دار المعارف مصر ، الطبعة الثالثة ۱۳۶۸ھ۔
- ۶۴- ”ہامش المسند“ للشيخ شعيب الأرنؤوط ورفقائه ، ط: مؤسسة الرسالة ، بيروت ، الطبعة الأولى ۱۴۱۷ھ۔
- ۶۵- ”ہامش مسند أبي يعلى الموصلي“ للأستاذ حسين سليم أسد، ط: دار المأمون للتراث دمشق ، الطبعة الأولى ۱۴۰۴ھ۔
- ۶۶- ”ہامش مشكاة المصابيح“ للشيخ محمد ناصر الدين الألباني ط: المكتب الإسلامي بيروت ، الطبعة الثانية ، سنة الطبع ۱۳۹۹ھ۔

اُردو کتب:

- ۱- ”اشرف الحواشی“ شیخ الحدیث محمد عبدہ، ط: شیخ محمد اشرف تاجر کتب لاہور۔
- ۲- ”ترجمان القرآن“ مولانا ابوالکلام آزاد، ط: اسلامی اکادمی لاہور۔
- ۳- ”تفسیر ثنائی“ مولانا ثناء اللہ امرتسری، ناشر: میاں عبد المجید لاہور، ۱۳۱۳ھ۔
- ۴- ”جھوٹ کی سنگینی اور اس کی اقسام“ تالیف: پروفیسر ڈاکٹر فضل الہی، مکتبہ قدوسیہ لاہور، جنوری ۲۰۰۷م۔

مصنف کی اُردو تالیفات

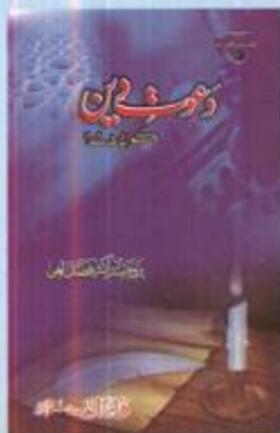
- ۱۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بحیثیت والد
- ۲۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کا قصہ
- ۳۔ نبی کریم ﷺ سے محبت کے اسباب
- ۴۔ نبی کریم ﷺ بحیثیت معلم
- ۶۔ نبی کریم ﷺ سے محبت اور اس کی علامتیں
- ۷۔ نبی کریم ﷺ بحیثیت والد
- ۸۔ فرشتوں کا دُرُود پانے والے اور لعنت پانے والے
- ۹۔ تقویٰ: اہمیت، برکات، اسباب
- ۱۰۔ فضائل دعوت
- ۱۱۔ دعوت دین کسے دیں؟
- ۱۲۔ دعوت دین کون دے؟
- ۱۳۔ دعوت دین کہاں دیں؟
- ۱۴۔ بیٹی کی شان و عظمت
- ۱۵۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے متعلق شبہات کی حقیقت
- ۱۶۔ نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے میں خواتین کی ذمہ داری
- ۱۷۔ والدین کا احتساب
- ۱۸۔ بچوں کا احتساب
- ۱۹۔ مسائل قربانی
- ۲۰۔ مسائل عیدین

- ۲۱۔ اذکارِ نافعہ
۲۲۔ رزق کی کنجیاں
۲۳۔ جھوٹ کی سنگین اور اقسام
۲۴۔ قرض کے فضائل و مسائل
۲۵۔ مختصر حج و عمرہ کی آسانیاں
۲۶۔ حج و عمرہ کی آسانیاں
۲۷۔ زنا سے بچاؤ کی تدبیریں (زیر طبع)

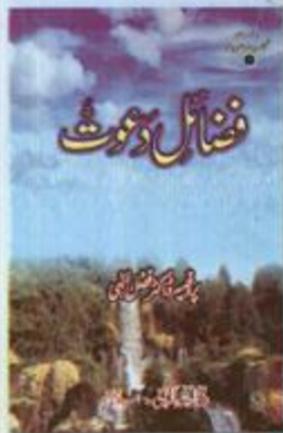
مصنف کے تیار کردہ پوسٹرز

- ۱۔ دعا کی شان و عظمت
۲۔ قبولیتِ دعا کے اسباب
۳۔ مرادیں پورا کروانے والی دعا
۴۔ پریشانی کو راحت سے بدلنے والی دعا
۵۔ اولاد کے لیے چودہ دعائیں
۶۔ نبی کریم ﷺ کی اطاعت کے فوائد اور نافرمانی کے نقصانات
۷۔ نبی کریم ﷺ کا قرب دلوانے والے اعمال
۸۔ رزق کی کنجیاں
۹۔ چار مفید اور تین نقصان والے کام

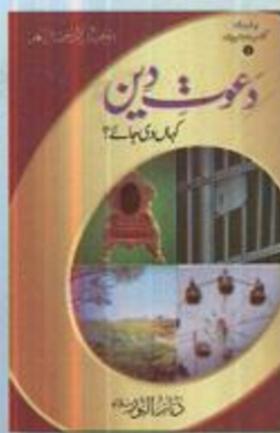
دعوت کے موضوع پر مؤلف کی دیگر کتب



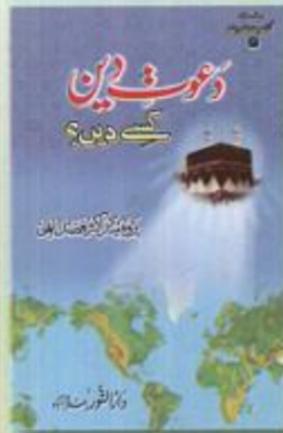
صفحات 104 کارڈ کور



صفحات 152 کارڈ کور



صفحات 200 مجلد



صفحات 248 مجلد

دار النور، اسلام آباد

0321-5336844
0333-5139853